مہابھارت

اردو ترجمہ

مہارشی غلام رسول
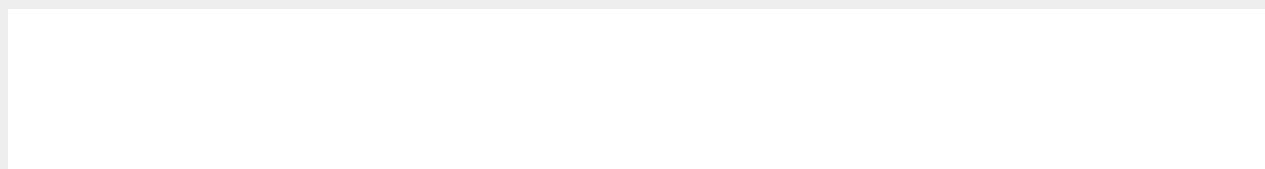
رشی وید ویاس بھگوان گنیش کو مہابھارت کی کہانی لکھوا رہے ہیں

مہابھارت ہندو مت کی دو اہم ترین رزمیہ داستانوں میں سے ایک ہے، دوسری رزمیہ داستان رامائن ہے، جو بھگوان رامچندر، سیتا اور لنکا نریش راون کی کہانی کا احاطہ کرتی ہے۔ مہابھارت کی بنیادی کہانی گو دو چچازاد بھائیوں کی جنگ کی کہانی ہے، لیکن اس کے انداز کچھ ایسا ہے کہ اس میں کہانی در کہانی چل رہی ہوتی ہے، جو وقتاً فوقتاً اس کتاب کا حصہ بنتی رہی ہیں۔ گو اس کہانی کے واقعات کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ یہ نویا دس صدی قبل مسیح میں وقوع پذیر ہوئے، جنہیں چوتھی سال قبل مسیح میں میں کتابی شکل دی گئی۔ لیکن اس میں بعد میں بھی اضافے ہوتے رہے، اور یہ چار سو سال بعد از مسیح گپتا دور میں مکمل ہوئی۔

مہابھارت کی کہانی کو بنوامیہ اور بنوہاشم کی چپقلش کے ساتھ ملا کر بھی دیکھا جاسکتا ہے، وہاں بھی قریش کی دو شاخیں تخت کیلئے آپس میں لڑتی ہیں، اور مہابھارت میں بھی وہی کچھ ہوتا ہے۔ نہ وہاں حق و باطل کی جنگ ہے اور نہ ہی مہابھارت میں است اور غیر است کا کوئی چکر ہے، لیکن یہ مذہبی عقیدت ہے جو ایک طرف کو نیکی کی طاقت اور دوسری کو بدی کی طاقت کے طور پر پیش کر رہی ہے۔

مہابھارت کی کہانی کا خالق مہارشی وید ویاس ہے، اس نے بہت سوچا کہ اس مقدس کہانی کو دنیا تک کیسے پہنچاؤں لیکن اسے کچھ سمجھ نہ آئی، تھک ہار کر اس نے سوچا کہ میں کیوں نہ برہما سے پوچھوں جو کہ پوری کائنات کا خالق ہے، مہارشی وید ویاس نے برہما کا دھیان کیا، جسکے نتیجے میں برہما اس کے سامنے پرکٹ (ظاہر) ہوتا ہے۔ رشی وید ویاس جھک کر اسے پرنام کرتا ہے اور کہتا ہے، اے بھگوان مجھے ایک کہانی سوجھی ہے میں اسے دنیا تک کیسے پہنچاؤں۔ برہما اسے جواب دیتا ہے کہ تم گنپتی (گنیش جی) سے بات کرو۔ یہ کہہ کر برہما غائب ہو جاتے ہیں۔ رشی ویاس گنپتی کا دھیان کرتا ہے، جس کے نتیجے میں گنپتی پرکٹ ہوتے ہیں۔ رشی وید ویاس اپنا مدعا گنیش جی کو بتاتے ہیں، جس کے جواب میں گنیش جی اسے کہتے ہیں کہ میں ایک شرط پر تمہاری کہانی لکھتا ہوں کہ میرا قلم رکنا نہیں چاہیئے، تم بغیر رکے یا سانس لیئے کہانی بولتے جاؤ گے اور میں لکھتا جاؤں گا۔ رشی وید ویاس کہتا ہے کہ مجھے منظور ہے لیکن آپ سمجھے بغیر کچھ بھی نہیں لکھیں گے، جسے گنیش جی مسکراتے ہوئے مان لیتے ہیں۔ رشی وید ویاس جان بوجھ کر مشکل اشعار بناتا ہے تاکہ گنیش جی کو سمجھنے میں مشکل پیش آئے اور جب تک گنیش جی رشی وید ویاس کی بات سمجھ پائیں، اس دوران میں رشی وید ویاس کو نیا شعر بنانے کا وقفہ مل جائے۔ یوں وید رشی ویاس کہانی سناتا ہے اور گنیش جی لکھتے جاتے ہیں:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہستنا پور کی راجدھانی پر راجہ شانتنو حکومت کر رہا تھا۔ وہ بہت طاقتور اور عادل بادشاہ تھا، اس کی رعایا اس کی حکومت کے تحت بہت سکھ چین سے رہ رہی تھی۔ ایک دن دن راجہ شانتنو اپنے ساتھیوں کے ساتھ شکار کرنے کیلئے نکلا اور گھومتے گھومتے دریائے گنگا کے کنارے پہنچا، وہاں اس نے ایک ملکوتی حسن والی عورت دیکھی۔ راجہ شانتنو اس کے حسن کی تاب نہ لا پایا اور اس کے پاس جا کر پوچھتا ہے کہ تم کون ہے۔ اس عورت نے بتایا کہ میں گنگا ہوں، ہماچل کی بیٹی ہوں اور بھگوان شیو کی اجازت سے ایک اچھا شوہر ڈھونڈنے نکلی ہوں۔ شانتنو جو اس کے حسن کا دیوانہ ہو رہا ہے، اسے بتاتا ہے کہ میں دنیا بھر کے راجاؤں میں سے سب سے زیادہ طاقتور ہوں، میرا راجیہ چاروں طرف پھیلا ہوا ہے۔ میں تم سے شادی کا خواہشمند ہوں۔ گنگا جواب دیتی ہے کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن

میری کچھ شرطیں ہیں۔ اگر میں آپ سے شادی کرلوں تو آپ یا کوئی اور مجھ سے یہ نہیں پوچھے گا کہ میں کون ہوں، کہاں سے آئی ہوں اور کیوں آئی ہوں۔ میں جو بھی کروں خواہ وہ اچھا ہو یا برا ہو، آپ میرے راستے میں نہیں آئیں گے، میرے کسی کام میں دخل نہیں دیں گے، آپ مجھے کسی کام سے نہیں روکیں گے، کوئی ایسا کام نہیں کریں گے جو مجھے ناپسند ہو، میرے ہر بات مانیں گے۔ اور اگر آپ نے ان شرطوں کا وعدہ کرنے کے بعد کوئی بھی شرط توڑی تو میں اسی وقت آپ کو چھوڑ کر چلی جاؤں گی۔ راجہ شانتنو اس کی سب شرائط مان لیتا ہے اور بیوی بنا کر گھر لے آتا ہے۔

شانتنو اور گنگا ہنسی خوشی اکٹھے رہنا شروع کر دیتے ہیں۔ شانتنو اس کے حسن، وقار اور بے انتہا محبت کی وجہ سے اس کا دیوانہ ہو چکا ہے۔ لیکن ایک چیز اس کی سمجھ میں نہیں آتی کہ جب بھی کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی بیوی اسے باہر لے جا کر دریائے گنگا میں پھینک دیتی ہے اور پھر مسکراتے ہوئے گھر واپس آ جاتی ہے۔ شانتنو غصے، ڈر اور شدید پریشانی کا شکار ہے، وہ جاننا چاہتا ہے کہ یہ عورت کون ہے، یہ کہاں سے آئی ہے اور اپنی اولاد کے ساتھ اس قسم کا ظالمانہ سلوک کیوں کر رہی ہے لیکن اس عورت کے بے پناہ حسن، اس کی محبت اور اپنے وعدے کی وجہ سے پوچھنے کی ہمت نہیں کر پاتا۔ وہ عورت ایک ایک کر کے اپنے سات بچوں کو دریا برد کر دیتی ہے۔ پھر آٹھواں بچہ پیدا ہوتا ہے، تو عورت جونہی اسے پھینکنے کیلئے آٹھاتی ہے، تو شانتنو سے چپ نہیں رہا گیا، وہ اس کے سامنے کھڑے ہو جاتا ہے اور سختی سے پوچھتا ہے، " میں نے ہر بار اپنے بیٹے کو تمہارے ہاتھوں موت کے سپرد ہوتے دیکھا لیکن اب مجھ سے مزید برداشت نہیں ہوتا۔ ناگن بھی اپنے بچے کو نہیں ڈستی، ڈائن بھی ایک گھر چھوڑ دیتی ہے اور تم اپنے کلیجے کے ٹکڑوں کی جان کی پیاسی ہو رہی ہو۔ تم سات بیٹوں کو تو قتل کر چکی لیکن میں اس بیٹے کو قتل نہیں ہونے دوں گا۔ میں تمہیں مزید بھگوان کی دین پر لات نہیں مارنے دوں گا۔ اولاد کے ہوتے ہوئے بھی بے اولادی کا داغ مجھ سے مزید نہیں سہا جاتا۔ جو بے اولاد ہوتا ہے اس کی زندگی بھی جہنم اور موت کے بعد بھی جہنم۔ اب تم خوش رہو یا ناراض لیکن اس بار میں تمہیں اپنی مرضی نہیں کرنے دوں گا"۔

عورت اسے جواب دیتی ہے، "اے مہاراج آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ آپ مجھ سے کچھ نہیں پوچھیں گے اور نہ ہی میرے راستے کی رکاوٹ بنیں گے۔ لیکن آپ نے اپنا وعدہ توڑ دیا۔ اب میں اس بچے کو تو دریا میں نہیں پھینکتی، لیکن میں ابھی آپ سے دور جا رہی ہوں۔ لیکن جانے سے پہلے میں آپ کو تمام کہانی سناتی ہوں جس کی وجہ سے میں نے ان بچوں کو پانی میں پھینکا ہے۔ تاکہ آپ مجھے ظالم نہ سمجھیں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ میں انسان نہیں بلکہ گنگا دیوی ہوں۔ جس کی انسان اور دیوتا سب پوجا کرتے ہیں۔ آپ کے آٹھ بیٹے اصل میں وسُو ہیں، جو رشی وشیشٹ کے شراپ (بددعا) کا شکار ہوئے ہیں۔ ان کی شراپ سے مکتی کی ایک ہی صورت تھی کہ یہ انسانوں کے روپ میں پیدا ہوں۔ اور میں انہیں جنم دوں"۔

گنگا ان وسُوؤں کی پوری کہانی مہاراج کو کہانی سناتی ہے۔ "آٹھوں بھائی اپنی بیویوں کے ساتھ سیر و تفریح کو نکلے، وہاں راستے میں انہیں مہارشی وسیشٹھ کا جھونپڑا نظر آیا جہاں اس کی نندنی نام کی گائے چر رہی ہوتی ہے۔ ان بھائیوں میں سے ایک کی بیوی کو گائے بہت خوبصورت لگتی ہے اور وہ اپنے خاوند کو کہتی ہے کہ مجھے وہ گائے لا دو، اس کا خاوند اسے جواب دیتا ہے کہ یہ مہارشی وسیشٹھ کی ملکیت ہے، ہم اسے لے کر کیا کریں گے، ہمیں اس کا دودھ پی کر کیا فائدہ ہو گا، اس کے دودھ کا فائدہ انسانوں کو تو ہو سکتا ہے جو اسے پی کر امر ہو سکتے ہیں، ہم تو دیوتا ہیں، ہم تو ویسے ہی لافانی ہیں۔ لیکن اس کی بیوی نہیں مانتی اور اپنی ضد پر اڑی رہتی ہے۔ کہ زمین پر میری ایک سہیلی ہے، مجھے اس کیلئے نندنی کا دودھ چاہیئے ہے، مہارشی موجود نہیں ہے اور جب تک وہ واپس آئے گا ہم یہاں سے فرار ہو چکے ہوں گے۔ اس کا شوہر بیوی کے بے پناہ ضد کرنے کے بعد بالآخر ہتھیار ڈال دیتا ہے اور سب بھائیوں کی مدد سے گائے کو قابو کر لیتا ہے۔ جب مہارشی واپس آتا ہے تو اپنی گائے کی گمشدگی سے پریشان ہو جاتا ہے، لیکن جلد ہی اپنی شکتی سے وہ سراغ لگا لیتا ہے کہ ان آٹھ بھائیوں نے اس کی گائے چوری کی ہے۔ وہ غصے میں آ کر انہیں شراپ (بددعا) دیتا ہے کہ تم آسمانوں سے اتر کر دنیا میں پیدا ہو۔ جب ان بھائیوں کو اس بددعا کا پتہ چلتا ہے تو وہ آ کر مہارشی کے پیروں میں گر کر بہت گڑگڑاتے ہیں کہ مہارشی اپنی بددعا واپس لے لے، لیکن مہارشی انکار کر دیتا ہے۔ وہ جواب دیتا ہے کہ میں زیادہ سے زیادہ اپنی بددعا کو اس قدر کمی کر سکتا ہوں کہ سات بھائی تو پیدا ہونے کے فوراً بعد ہی اس کے اثر سے مکت ہو جائیں لیکن آٹھواں بھائی جس کا نام پربھا ساہے، وہی اپنی بیوی کے ورغلانے کی وجہ سے چوری کرنے میں سب سے آگے تھا، اسے ایک پوری زندگی زمین پر گزارنی ہو گی۔ باقی بھائی پیدا ہوتے اس شراپ کے اثر سے مکت ہو جائیں۔ سب بھائی گنگا دیوی کے پاس آتے ہیں اور اس سے مدد کی درخواست کرتے ہیں۔ کہ تم زمین پر جاؤ، کسی انسان سے شادی کرو، اور ہمیں جنم دینے کے فوراً بعد پانی میں پھینک کر ہماری زندگی ختم کر دو۔ لہٰذا میں نے ان سات بچوں کو دریا میں پھینک کر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ انہیں ان کے شراپ سے مکت کیا ہے"۔

یہ کہانی سنانے کے بعد گنگا مہاراج شانتنو کو مخاطب کر کے کہتی ہے، "آپ نے اس سلسلہ میں میری مدد کی ہے، لہٰذا میں آپکا آٹھواں بیٹا قتل کرنے کی بجائے ساتھ لے کر جا رہی ہوں، اس کی پرورش کرنے کے بعد آپ کے حوالے کروں گی۔ آپ کا یہ بیٹا اتنا طاقتور ہو گا کہ تمام دنیا اس کا لوہا مانے گی۔ اس کے ہوتے ہوئے مجال ہے کوئی تمہاری راجدھانی کی طرف آنکھ بھی اٹھا کر دیکھ سکے۔ یہ بچہ تمہارے خاندان کا نام روشن کرے گا"۔ گنگا کو جاتے دیکھ کر مہاراجہ شانتنو کے ہوش اڑ گئے، اس نے گنگا کی منت سماجت کرنا شروع کر دی کہ وہ اسے چھوڑ کر نہ جائے، پاؤں پر سر رکھ دیا لیکن گنگا کا دل نہ پسیجا اور وہ بیٹے کو لے کر چل دی۔۔

گنگا کے چلے جانے کے بعد شانتنو بہت اداس ہو جاتا ہے، وہ اپنی جنسی زندگی سے کنارہ کرلیتا ہے۔ اور ایک سادھو کے سے انداز میں حکومت کرتا ہے۔ ایک دن شانتنو پھرتے ہوئے گنگا کے کنارے جانکلتا ہے، وہاں اسے ایک لڑکا نظر آتا ہے، جو خوبصورتی اوور ڈیل ڈول میں اندر دیوتا کا دوسرا روپ لگتا ہے۔ وہ لڑکا دریائے گنگا کے پانی سے ایسے کھیل رہا ہے جیسے کوئی بیٹا اپنی ماں سے لاڈ کرے۔ وہ گنگا کے پانی میں تیروں کی اس انداز سے بارش کرتا ہے کہ پانی کا بہاؤ تیروں کی وجہ سے رک جاتا ہے۔ شانتنو اس لڑکے کو بہت حیرانی اور پسندیدگی کی نظر سے دیکھ رہا ہوتا ہے کہ اس لمحے گنگا دیوی پانی سے باہر نکلتی ہے اور کہتی ہے۔ مہاراج یہ ہے وہ آٹھواں بچہ جسے میں نے جنا تھا، اور پالنے کیلئے اپنے ساتھ لے گئی تھی۔ اس کا نام میں نے دیوورت رکھا ہے۔ اس نے تیر اندازی پرشورام سے اور ویدوں کو علم مہارشی وسیشٹھ سے سیکھا ہے۔ یہ نہ صرف ایک بہت بڑا تیر انداز ہے بلکہ حکومت کرنے کے فن میں بھی اس کا کوئی ہمسر نہ ہوگا۔ میں نے جو اس کی پرورش مثالی انداز سے کردی ہے۔ گنگا لڑکے کو پیار کرتی ہے اور اسے شانتنو کے حوالے کر خود دریا میں غائب ہو جاتی ہے۔ شانتنو خوشی خوشی دیوورت کو لے کر واپس آتا ہے اور اسے اپنے درباریوں کے سامنے پیش کرتا ہے، جو اس لڑکے سے بہت متاثر ہوتے ہیں۔ شانتنو اس بچے کو ولیعہد مقرر کرتا ہے۔

چار سال گزر جاتے ہیں۔ ایک دن شانتنو دریائے جمنا کے کنارے گھوم رہا ہوتا ہے کہ اسے ہوا میں بہت ہی مدھر قسم کی خوشبو آتی ہے، ایک ایسی خوشبو جو اس نے زندگی میں کبھی نہیں سونگھی ہوتی۔ شانتنو اس خوشبو کا منبع ڈھونڈنے کیلئے چل پڑتا ہے۔ جو دراصل ایک لڑکی سے آرہی ہوتی ہے۔ وہ لڑکی اتنی خوبصورت ہے کہ کسی دیوی کے ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ اور وہ ملکوتی خوشبو ایک رشی کی دعا کی وجہ سے اس کے جسم سے نکل رہی ہوتی ہے، جو پورے ماحول کو معطر کر رہی ہوتی ہے۔ شانتنو اس کے پاس جا کر پوچھتا ہے، اے سندری (حسینہ) تو کون ہے، کس کی بیٹی ہو اور یہاں دریا کنارے کیا کر رہی ہو۔ لڑکی جواب دیتی ہے کہ میں ستیہ وتی ہوں۔ اور قریبی بستی کے مچھیروں کے سردار داس راج کی بیٹی ہوں۔ اور اپنے باپ کے حکم سے زائرین کو دریا پار کراتی ہوں۔

شانتنو جو گنگا کے جانے کے بعد جنسی زندگی تیاگنے کی وجہ سے ایک سادھو کے سے انداز میں جی رہا تھا۔ اس کے اندر بہت شدت سے خواہش ابھرتی ہے کہ وہ ستیہ

وتی کو بیوی بنالے، جس کا اظہار وہ اس سے کرتا ہے۔ ستیہ وتی کہتی ہے کہ اسے شادی سے انکار نہیں ہے لیکن راجہ کو اس کے باپ سے بات کرنا ہوگی۔ راجہ قریبی بستی میں اس کے باپ کے پاس جاکر شادی کی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔ داس راج ایک بہت ہی چالاک آدمی تھا۔ وہ جواب دیتا ہے، مہاراج سب لڑکیوں کی طرح اس کی بھی شادی ہوگی، اور اس سے بڑی کیا خوش قسمتی ہوگی کہ آپ جیسا مہاراجہ اس کا شوہر ہو۔ یہ تو لگتا ہے کہ ہم نے پچھلے جنم میں کچھ ایسے نیکی کے کام کیئے یوں گے جس کے بدلے میری بیٹی رانی بننے جارہی ہے۔ لیکن میں پھر بھی اپنی بیٹی کے مستقبل کیلئے فکر مند ہوں۔ میری بیٹی ایک عام لڑکی ہے، کچھ عرصہ بعد کہیں اس کی حالت آپ کے محل میں ایک نوکرانی سی تو نہیں ہو جائے گی۔ شانتنو اسے کہتا ہے کہ تم اپنے اس ڈر کو جس انداز میں دور کرنا چاہو، میں اس کیلئے تیار ہوں۔ داس راج کہتا ہے کہ اس کی ایک ہی صورت ہے کہ ستیہ وتی کے پیٹ سے پیدا ہونے والے بچے کو آپ ولیعہد بنانے کا وعدہ کریں۔ شانتنو اس تجویز پر چکرا جاتا ہے۔ وہ تو گنگا دیوی کے پیٹ سے پیدا ہونے والے بچے دیوورت کو پہلے ہی ولیعہد مقرر کر چکا ہے۔ اور دیوورت جیسی خوبیاں تو کسی ایک انسان میں ہونا ناممکن ہے۔ ایک ایسے شہزادے جس کا کوئی ثانی نہیں ہو سکتا وہ اسے ولیعہدی سے کیوں برطرف کرے، ویسے بھی سب درباریوں کے سامنے کیئے گئے اپنے لفظوں سے وہ کیسے پھر جائے۔

شانتنو اس مچھیرے کو شرط رد کرنے کے بعد واپس آجاتا ہے۔ لیکن ستیہ وتی کی خوبصورتی اس کے دماغ سے نہیں نکلتی جس کی وجہ سے وہ ہر وقت کھویا کھویا سا رہتا ہے۔ دیوورت کو اپنے باپ کی اداسی کی سمجھ نہیں آتی۔ آخر وہ ایک دن باپ سے پوچھ ہی لیتا ہے۔ پتاجی، آپ کے پاس ہر وہ چیز ہے جس کی کوئی انسان خواہش کر سکتا ہے، لیکن آپ پھر بھی اداس ہیں، آپ کو اندر ہی اندر سے کونسا دکھ کھائے جارہا ہے۔ بادشاہ جواب دیتا ہے، ہاں بیٹے یہ سچ ہے کہ میں بہت دکھی ہوں۔ تم میرے اکلوتے بیٹے ہو اور ہمیشہ جنگوں میں مصروف رہتے ہو۔ زندگی تو غیر یقینی چیز ہے جبکہ جنگیں کبھی نہ ختم ہونے والی حقیقت ہے۔ اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میرا خاندان تباہ ہو جائے گا، اس میں کوئی شک نہیں کہ تم سو بیٹوں کے برابر ہو، لیکن شاستروں کے گیانی کہتے ہیں کہ ایک بیٹا ہونا نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ اور میں نہیں چاہتا کہ میرے خاندان کا تسلسل ایک انسان کی زندگی کا محتاج ہو، اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میری ہونے والی نسل تو تمہارے ساتھ ہی ختم ہو جائے گی۔ میں اپنے خاندان کا تسلسل چاہتا ہوں، اور یہ فکر اندر سے مجھے کھائے جارہی ہے۔ لیکن شانتنو نے ستیہ وتی والے واقعے کو چھپالیا۔

دیوورت کو شک ہو گیا کہ کچھ اور بات بھی ہے جو باپ اسے بتانے سے ہچکچا رہا ہے۔ اس نے وہ وجہ کھوجنے کی ٹھان لی اور کھوجتے کھوجتے شاہی رتھ بان سے پوچھا تو اسے جمنا کنارے ستیہ وتی کے واقعے کا پتہ چلا۔ دیوورت ایکدم اس داس راج مچھیرے کے ہاں جا پہنچا اور اپنے باپ کیلئے ستیہ وتی کا رشتہ مانگا۔ داس راج جواب دیتا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ میری بیٹی ایک رانی بننے کے لائق ہے، لیکن کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ایک رانی کا بیٹا ولیعہد نہ بنے؟، اپنے باپ کی شادی میں تمہارا ولیعہد ہونا رکاوٹ پیدا کر رہا ہے۔ دیوورت اسے کہتا ہے کہ جو قول تم نے میرے باپ سے مانگا ہے وہ قول میں تمہیں دیتا ہوں کہ تمہاری بیٹی کا بیٹا ہی ولیعہد بنے گا۔ داس راج کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ ستیہ وتی سے پہلے آپ کا بیٹا پیدا ہو جائے تو وہ ہی تخت پر بیٹھے گا، لہذا آپ ایسا کریں کہ آپ میری بیٹی سے بیاہ کر لیں۔ داس راج کی تجویز سن کا دیوورت انتہائی غصہ میں آکر کہتا ہے، داس راج یہ لفظ دوبارہ تمہارے لبوں پر نہ آئیں۔ جس لڑکی کو میرے باپ نے ایک بیوی کے روپ میں دیکھا ہے، میں اس سے کیسے بیاہ کر سکتا ہوں، کیا ماں اور بیٹے کا بیاہ ہو سکتا ہے۔ تم اپنی بیٹی کا بیاہ میرے باپ سے کر دو، میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اپنے ہاتھوں سے تمہارے نواسے کی تاجپوشی کروں گا۔ داس راج کہتا ہے، اے شاہی خون، تم نے وہ کچھ کہہ دیا ہے جو کبھی کوئی کرنے کیلئے تیار نہیں ہو سکتا۔ مجھے یقین ہے کہ تم نے جو کہا ہے، وہی کرو گے، لیکن جب تمہاری اولاد پیدا ہوگی تو وہ شاہی خون کی وجہ سے راج پر اپنا حق جانیں گے اور وہ تمہارے خون سے جنم لینے کی وجہ سے تمہاری طرح ہی طاقتور ہوں گے، اور طاقت کے بل پر راج پر قبضہ کر لیں گے، لہذا میری نواسے کے متعلق تمہارا وعدہ پورا نہیں ہو پائے گا۔

دیوورت ہر حالت میں اپنے باپ کو خوش دیکھنا چاہتا تھا، اس نے جب اس مسئلے کو دیکھا تو اس نے ستیہ وتی کی طرف منہ کرتے ہوئے ہاتھ اٹھایا اور قسم کھائی کہ میں زندگی بھر شادی نہیں کروں گا، اور برہمچاری دھرم کا پالن کروں گا۔ جونہی دیوورت نے یہ قسم کھائی، آسمان سے دیوتاؤں نے پھول برسائے اور ہوا میں بھیشم بھیشم کی صدائیں گونج اٹھیں۔ بھیشم کا مطلب ایسا انسان ہوتا ہے جس نے بہت ہی مشکل قسم کی سوگند کھائی اور اسے پورا کیا۔ دیوورت جسے دیوتا بھیشم کا خطاب دے چکے ہیں، وہ ستیہ وتی کو لے کر ہستناپور روانہ ہو جاتا ہے۔ راجہ کو جہاں بیٹے کی اس قربانی کا دکھ بھی ہے، وہیں وہ اپنی مراد پوری ہونے کی خوشی میں بیٹے کو وردان دیتا ہے کہ تم بے اولاد ہونے کے باوجود پتامہ کہلاؤ گے، موت تمہاری نوکر ہوگی، جسے تم اپنی مرضی سے گلے لگاؤ گے، تمہاری مرضی کے بغیر موت تمہیں چھو نہیں سکے گی

مہاراج شانتنو کے ہاں ستیہ وتی سے کچھ عرصہ بعد ایک لڑکا پیدا ہوتا ہے جس کا نام چترانگدر رکھا گیا، کچھ سالوں بعد دوسرا بیٹا پیدا ہوا، اس کا نام وچتر ویر رکھا گیا۔ بھیشم انہیں تیر اندازی اور شاستروں کی تعلیم دیا کرتا۔ ابھی دونوں بھائی چھوٹے ہی تھے کہ مہاراج شانتنو کا انتقال ہو گیا۔ ستیہ وتی نے بھیشم کی مدد سے اپنے بیٹے چترانگد کے لیئے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی۔ بھیشم نے ستیہ وتی کو بھی ویدوں کی تعلیم دینا شروع کی۔ چترانگد کو جوان ہونے پر ہستناپور کا راجہ مقرر کر دیا گیا۔ جوانی کا نشہ اور اوپر سے اتنی بڑی راجدھانی کا راجہ ہونا، چترانگد کی عادات بہت بگڑ گئیں۔ وہ کسی کو خاطر میں نہ لاتا اور اپنا زیادہ وقت شکار اور مے نوشی میں گزارتا۔ ایک دن شکار کو نکلا اور وہاں اپنے ہم نام گندھر وسے مٹھ بھیڑ ہو گئی۔ بات بڑھتے بڑھتے لڑائی تک پہنچ گئی، اپنی خامیوں کے باوجود راجہ چترانگد بہادری میں کسی سے پیچھے نہ تھا، دونوں کے دریائے سرسوتی کے کنارے ایک طویل لڑائی، جس میں راجہ چترانگد گندھر وسے ہار کر موت کا شکار ہوا۔ چونکہ چترانگد بے اولاد مرا تھا، اس لیئے تخت اس کے چھوٹے بھائی وچتر ویر کے حصے آیا۔ وچتر ویرا بھی بچہ تھا، اس لیئے بھیشم اسی کے نام ہر حکومت کرتا رہا۔ جوان ہونے پر وچتر ویر کی تاجپوشی کر دی گئی۔

ایک دن ستیہ وتی نے بھیشم سے کہا کہ اب وچتر ویر کے بیاہ کی عمر ہو گئی ہے، لہٰذا اس کیلئے بیوی ڈھونڈنے کا بندوبست کیا جائے۔ انہی دنوں کاشی کے مہاراج بھی اپنی تین بیٹیوں کیلئے سوئمبر کا انتظام کر رہے تھے۔ ان راجکماریوں کے نام امبا، امبیکا اور امبالیکا تھے۔ وچتر ویرا بھی اس قدر طاقتور نہ تھا کہ کھشتری رسم و رواج کے مطابق سوئمبر میں اپنے لیئے بیوی حاصل کر پائے، لہٰذا اس مقصد کیلئے بھیشم بھی کاشی کی جانب چل پڑا۔ تینوں راجکماریوں کے حسن کا چاروں طرف شہرت تھی، لہٰذا کاشی کے دربار میں ارد گرد کے تمام راجکمار سوئمبر میں حصہ لینے آئے ہوئے تھے۔ ان راجکماریوں سے شادی کے خواہشمند راجکماروں کے درمیان بہت کڑا مقابلہ ہونے والا تھا۔ بھیشم اپنی بہادری کیلئے بہت مشہور تھا، لیکن اس کی زیادہ عمر کی وجہ سے سب راجکماروں کو یقین تھا کہ یہ صرف مقابلہ دیکھنے آیا ہے۔ لیکن جب انہیں پتہ چلا کہ بھیشم بھی سوئمبر میں ایک امیدوار کی حیثیت سے آیا ہے، تو انہوں نے اس کی عمر کا مذاق اڑانا شروع کر دیا، اور اسے اپنا شادی کا وعدہ توڑ دینے کے طعنے دینے شروع کر دیئے۔ تینوں راجکماریوں نے بھی بھیشم کو ایک نگاہ دیکھ کر منہ پھیر لیا۔ بھیشم غصے سے جل کر اٹھا، اور اس نے تمام راجکماروں کو للکارا، " جس کو اپنے ہتھیاروں پر ناز ہے، جسے اپنی بہادری کا گھمنڈ ہو۔ وہی بازی جیت سکتا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے میں اپنی طاقت کا مظاہرہ کر رہا ہوں۔ میں تینوں راجکماریوں کو لے کر جا رہا ہوں، اگر کسی میں ہمت ہے تو سامنے آ کر میری مونچھیں نیچی کر دے وگرنہ سب اپنی نگاہیں نیچی کر لو۔" یہ کہہ کر بھیشم تینوں راجکماریوں کو لے کر نکل پڑا۔ کسی راجہ یا راجکمار کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ اکیلے بھیشم کے سامنے آئے، اس لیئے سب نے مل کر بھیشم پر حملہ کیا۔ چاروں طرف سے تیروں کی بارش شروع ہو گئی لیکن جونہی بھیشم نے اپنے تیر اندازی کے جوہر دکھائے تو چند ہی لمحے میں سناٹا چھا گیا، سب راجاؤں کو دم دبا کر بھاگنے میں ہی عافیت نظر آئی۔ بھیشم جیت کے نشے میں سرشار ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ راستے میں سوبالا کا راجہ شالو اپنی فوج کے ہمراہ سامنے آن کھڑا ہوا۔ لیکن پہلے ہی ہلے میں نہ شالو کا رتھ بان رہا اور نہ ہی گھوڑے۔ شالو کی فوج سر پر پاؤں رکھ کر بھاگی۔ شالو کو اپنی جان خطرے میں نظر آئی تو اس نے روتے ہوئے بھیشم کے پاؤں پکڑ کر اپنی جان بچائی۔

ہستناپور پہنچتے بھیشم نے ستیہ وتی سے کہا، " ماتا، میں تمہارے لیئے تحفہ لایا ہوں، یہ کاشی کے راجہ کی بیٹیاں ہیں، میں انہیں وچتر ویر سے بیاہنے کیلئے لے کر آیا ہوں"۔ ستیہ وتی بولی، " آفرین ہو تم پر، تمہاری قوت و طاقت دیکھ کر میرا سینہ فخر سے چوڑا ہو گیا ہے، تم شوق سے ان کی شادی وچتر ویر سے کرو"۔ وچتر ویر کی

شادی کی تیاریاں بڑے زور و شور سے ہونے لگیں۔ شادی کے دن جب سب اکٹھے ہوتے ہیں تو تینوں بہنوں میں سے سب سے بڑی امبا چہرے پر ایک زہریلی مسکراہٹ لا کر بھیشم کو مخاطب کر کے کہتی ہے۔ اے گنگا پتر، تم مجھے یہاں زبردستی اٹھا کر لائے ہو، میں شالو سے پیار کرتی ہوں۔ میں نے دل سے شالو کو اپنا شوہر مانا ہے، یہی میرے پتا بھی چاہتے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میں اس وقت تمہارے رحم و کرم پر ہوں لیکن تمہیں پتہ ہے کہ شاستروں میں کیا لکھا ہے اب تم سوچو کہ تمہیں شاستروں کے مطابق کیا کرنا چاہیئے۔ بھیشم ایک دم سوچ میں پڑ گیا، برہمنوں کو بلایا جنہوں نے مشوری دیا کہ امبا کو کاشی واپس بھیج دیا جائے۔ بھیشم ایک دم سے برہمنوں کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے امبا کو عزت و احتشام سے کاشری روانہ کرتا ہے اور دوسری دونوں بہنوں کا بیاہ وچتر ویر سے کر دیتا ہے۔

امبا خوشی خوشی شالو کے پاس واپس آکر اسے تمام کہانی سناتے ہوئے کہتی ہے، "میں نے اپنے دل سے تمہیں اپنا پتی سوئیکار (قبول) کیا ہوا ہے، لہذا اب تم شاستروں کے مطابق مجھ سے شادی کرو"۔ شالو اسے جواب دیتا ہے، "بھیشم نے مجھے سب کے سامنے ہرایا ہے اور تمہیں اٹھا کر لے گیا، اب وہ تمہیں مجھے بھیک کے طور پر واپس کر رہا ہے، میری عزت مجھے اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ میں اس بھیک کو قبول کر لوں۔ تم واپس بھیشم کے پاس جاؤ اور جو وہ کہتا ہے، اس کا حکم مانو"۔

امبا واپس بھیشم کے پاس آکر اسے اپنی بپتا سناتی ہے۔ بھیشم اس کا بیاہ وچتر ویر سے کرنا چاہتا ہے، لیکن وچتر ویر کھرا جواب دیتا ہے کہ میں کسی ایسی لڑکی سے شادی نہیں کر سکتا جس کے دل پر پہلے کسی اور کا قبضہ رہ چکا ہو۔ امبا بھیشم کا کہتی ہے کہ اب میرے پاس سوائے اس کے کوئی اور راستہ نہیں بچا کہ تم مجھ سے بیاہ کرو۔ بھیشم اس جواب دیتا ہے کہ میں مجبور ہوں، میں اپنا دیا ہوا عہد نہیں توڑ سکتا، بھیشم پھر وچتر ویر کو قائل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ناکامی ہونے پر امبا کو کہتا ہے کہ وہ شالو کے پاس واپس جائے اور اس کی منت سماجت کرے کہ وہ اسے قبول کر لے۔ شروع میں امبا کی غیرت اس ذلت کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتی اور وہ بیچارگی کی حالت میں کئی سال تک ہستنا پور میں پڑی رہتی ہے۔ لیکن آخر مایوسی کی حالت میں وہ دوبارہ شالو کے پاس جا کر اسے منانے کا فیصلہ کرتی ہے۔ لیکن اسے اس بار بھی ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، شالو اسے قبول کرنے سے صاف انکار کر دیتا ہے۔

کنول کی مانند آنکھوں والی امبا چھ سال تک دکھوں اور مایوسیوں کا سامنا کرتی ہے۔ اسے رہ رہ کر بھیشم پر غصہ آتا ہے جس کی وجہ سے اس کی زندگی تباہ ہوئی۔ وہ اپنے دکھوں کا انتقام لینے کیلئے کئی بہادر راجاؤں کے پاس جاتی ہے اور انہیں اپنے دکھوں کی وجہ بھیشم سے انتقام لینے کیلئے اکساتی ہے، لیکن بھیشم کی طاقت کی اس قدر دہشت ہوتی ہے کہ کوئی بھی امبا کی مدد کرنے کی حامی نہیں بھرتا۔ آخر کار امبا بہت زیادہ تپسیا کرتی ہے کہ اسے بھگوان سبر امنیا کی مدد حاصل ہو جائے۔ سبر امنیا امبا کی پوجا کی وجہ سے ظاہر ہوتا ہے اور امبا کو سدا تازہ رہنے والے کنول کے پھولوں کی ایک مالا دیتا ہے، اور بتاتا ہے کہ اسے جو بھی پہنے گا وہ بھیشم کی موت کا باعث بنے گا۔ امبا بہت امیدیں لے کر پھر سب کھشتری راجاؤں کے پاس جاتی ہے کہ وہ چھ سروں والے بھگوان کا دیا ہوا ہار پہن کر بھیشم کو قتل کریں، لیکن کوئی بھی اس ہار کو قبول کرنے کی جرأت نہیں کر پاتا۔ امبا پانچال کے راجہ دھرپد کے پاس آتی ہے، لیکن وہ بھی مدد کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔ امبا واپس مڑتی ہے اور کنول کے پھولوں کی مالا راجہ دھرپد کے دروازے کے باہر لٹکا کر جنگل میں آجاتی ہے۔ جہاں اسے کچھ یوگی ملتے ہیں، جو اس کی کہانی سن کر اسے بھیشم کے گرو پرشو رام سے رابطہ کرنے کا کہتے ہیں۔ امبا کی کہانی سن کر پرشو رام بہت دکھی ہوتا ہے، اور امبا سے پوچھتا ہے کہ کیا میں شالو سے تمہاری شادی کیلئے کوشش کروں۔ امبا کہتی ہے کہ مجھے اب شادی نہیں کرنی، میرے سارے دکھوں کی وجہ بھیشم ہے، میں اس کی زندگی کا خاتمہ چاہتی ہوں۔ پرشو رام امبا کے دکھوں اور کھشتریوں کے خلاف نفرت سے اس قدر متاثر ہوتا ہے کہ وہ خود اپنے شاگرد بھیشم سے لڑنے کا تہیہ کرتا ہے، اپنے وقتوں کے دو بہادروں کے درمیان بہت دیر تک جنگ ہوتی ہے لیکن آخر میں بھیشم جیت جاتا ہے۔ پرشو رام واپس آکر امبا کو اپنی شکست کا بتا کر کہتا ہے کہ بھیشم سے انتقام لینے کو بھول جاؤ کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی بھی اس سے جیت جائے۔ پرشو رام کی ان باتوں سے بھیشم کے خلاف امبا کی نفرت کی آگ بجھ نہیں پاتی، وہ انسانوں سے مایوس ہو کر کیلاش پربت جا کر بہت کڑی تپسیا کرتی ہے کہ بھگوان شیو اسے بھیشم کو مارنے کا وردان دیں۔ بھگوان شیو امبا کی تپسیا کے نتیجے میں ظاہر ہو کر اسے وردان دیتے ہیں کہ تم اگلے جنم میں بھیشم کو قتل کرو گی۔ امبا سے صبر نہیں ہوتا کہ وہ اپنی طبعی موت کا انتظار کرے، وہ جلدی دوبارہ پیدا ہونے کیلئے چتا میں جلا کر خود کو ہلاک کر دیتی ہے۔

بھگوان شیو کے وردان سے امبا راجہ دھرپد کے ہاں دوسرا جنم لیتی ہے، جو اس کو شکھنڈی کا نام دیتا ہے۔ جب وہ تھوڑی بڑی ہوتی ہے تو اسے نظر آتا ہے کہ پچھلے جنم میں سدا بہار کنول کے پھولوں کا ہار جو اس نے محل کے دروازے کے ساتھ لٹکایا تھا، وہ ابھی تک وہیں لٹکا ہوا تھا۔ بھیشم کے ڈر کی وجہ سے اسے کسی نے چھوا تک نہیں تھا۔ وہ اسے اتار کر گلے میں پہن لیتی ہے، دھرپد کو اپنی بیٹی کی اس حرکت سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں اس کی بیٹی کی یہ حرکت بھیشم کی ناراضگی کا باعث نہ بن جائے۔ جس سے وہ بھیشم کے عتاب کا شکار ہو جائے۔ چنانچہ وہ اپنی بیٹی کو اپنی راجدھانی سے نکال دیتا ہے۔ امبا جو اب شکھنڈی ہے، جنگل میں چلی جاتی ہے، جہاں وہ بہت زیادہ تپسیا کرتی ہے، وہیں ایک یکش اس کی جنس تبدیل کر دیتا ہے، جس سے شکھنڈی ایک عورت کی بجائے ایک جنگجو مرد میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

ستیہ وتی اپنے بیٹے ویدویاس کے ساتھ

امبیکا اور امبالیکا انتہائی خوبصورت تھیں۔ وچترویر ان کے حسن کا اس قدر دیوانہ ہوا، کہ کسی چیز کا ہوش نہ رہا۔ عیش و عشرت کی زیادتی کی وجہ سے اس کی صحت اس قدر خراب ہوئی کہ وہ شادی کے تھوڑی دیر بعد ہی مر گیا۔ ہستناپور کیلئے یہ وقت بہت ہی مشکل تھا۔ ستیہ وتی کے دونوں بیٹے مر چکے تھے اور ان میں سے کسی کی بھی کوئی اولاد نہ تھی۔ ہستناپور کے تخت کا پہلی بار کوئی وارث نہ تھا۔ رونے دھونے کا وقت گزرنے کے بعد ستیہ وتی نے اپنے سوتیلے بیٹے بھیشم کو بلا کر کہا۔ کوئی بھی ملک حکمران کے بغیر زیادہ دیر تک نہیں چل سکتا۔ میں چاہتی ہوں کہ تم ہستناپور کا تخت سنبھالو اور وچترویر کی بیواؤں سے شادی کر کے اولاد پیدا کرو تا کہ ہستناپور کے مستقبل کا راجاؤں کا سلسلہ نہ رکے۔ تم نے جس وجہ سے میرے باپ سے عہد کیا تھا کہ تم نہ حکومت سنبھالو گے اور نہ ہی شادی کرو گے، وہ وجہ اب ختم ہو گئی ہے، لہذا میں تمہیں تمہارے عہد سے آزاد کرتی ہوں۔ بھیشم انکار کرتے ہوئے کہتا ہے۔" اے ماں، میں نے اپنی مرضی سے ولیعہد ہونے کا حق چھوڑا اور اپنی مرضی سے میں نے عمر بھر کنوارا رہنے کا عہد کیا تھا، میں کسی بھی طور اپنے عہد اور دھرم کو نہیں چھوڑ سکتا۔ جس صورت حال کا ہمیں سامنا ہے اس کے حل کیلئے ہمیں نیوگ کی رسم کا سہارا لینا ہو گا۔ جب بھی کبھی ماضی میں کوئی راجہ بے اولاد مرا تو اس کی بیوی نے کسی برہمن سے ملاپ کے بعد اولاد پیدا کی اور یوں انہیں حکمران ملا۔ اسی طرح کا ذکر ایک پرانی کہانی میں بھی ملتا ہے کہ پرانے وقتوں میں پرشورام نے کھشتریوں سے اکیس جنگیں لڑ کر تمام کھشتریوں کو ختم کر دیا تھا تو ان کی عورتوں نے برہمنوں سے بچے پیدا کیئے، اور یوں کھشتریوں کی نئی نسل پیدا ہوئی۔ ہمیں بھی کسی عالم برہمن کو ڈھونڈنا ہو گا جس سے پیدا ہونے والے بیٹے کو ہستناپور کا راجہ بنایا جا سکے "۔ ستیہ وتی سوچ میں پڑ جاتی ہے اور تھوڑی دیر بعد کہتی ہے کہ میں تمہیں اپنے ماضی کا ایک واقعہ سناتی ہوں۔ یہ میری شادی سے پہلے کا واقعہ ہے، میں ناؤ میں لوگوں کو جمنا پار کروایا کرتی تھی۔ ایک دن میں مہرشی پاراشر کو دریا پار کروا رہی تھی، کہ وہ جنسی جذبے سے مغلوب ہو گئے اور مجھ سے ملاپ کی خواہش کی، ساتھ ہی انکار کی صورت میں مجھے شراپ دینے کی دھمکی دی۔ میں شراپ کے ڈر کے مارے انکار نہ کر سکی، لیکن عزت لٹنے کے بعد میں نے رونا شروع کر دیا، تو انہوں نے مجھے وردان دیا کہ تم اس حادثہ کے بعد بھی دوشیزہ ہی رہو گی۔ میں نے وہ بچہ دریا پر ہی چھوڑ دیا جو بڑا ہو کر ویدوں کا عالم بننے کی وجہ سے وید ویاس کہلاتا ہے۔ وہ میرا بیٹا ہونے کی وجہ سے ہمارے خاندان کو وارث دے کر ہمیں اس مشکل گھڑی سے نکال سکتا ہے، اگر تم

چاہو تو ہم اسے بلا سکتے ہیں۔ بھیشم اسے جواب دیتا ہے۔ ماں، اس کام کیلئے مجھے تینوں دنیاؤں میں سے اس سے بہتر نہیں کوئی مرد نظر نہیں آتا۔ ستیہ وتی جو نہی اپنے بیٹے وید ویاس کو یاد کرتی ہے، وید ویاس حاضر ہو جاتا ہے۔ ماں اسے بتاتی ہے کہ ان کے خاندان کو کس گھمبیر مسئلے کا سامنا ہے، وید ویاس گو اس حل سے متفق تو نہیں ہوتا لیکن اپنی ماں کے مجبور کرنے پر راضی ہو جاتا ہے۔ اور اپنی ماں کو کہتا ہے " ماں، آپ کے حکم سے سر تابی نہیں کر سکتا، آپ وچتر ویر کی رانیوں کو سنگھار کروا کر بھیج دیں، لیکن انہیں سمجھا دیں کہ جب میرے سامنے آئیں تو بالکل شرمائیں یا جھجکیں نہیں، اور نہ ہی مجھے رشی یا بد صورت سمجھ کر کسی قسم کی ناپسندیدگی اور کراہت کا اظہار کریں"۔

ستیہ وتی نے اپنی بہوؤں سے اس بات کا تذکرہ کیا جو یہ سن کر پہلے تو صاف انکار کر دیتی ہیں لیکن پھر ساس کے مجبور کرنے پر بادل نخواستہ حامی بھر لیتی ہیں۔ مقررہ دن ستیہ وتی اپنی دونوں بہوؤں اور ایک نوکرانی کو ساتھ لے کر پہلے سے طے شدہ جگہ پر پہنچتی ہے۔ اور سب سے پہلے اپنی بڑی بہو امبیکا کو اندر بھیجتی ہے۔ رات کا وقت ہے، امبیکا اپنے سامنے ایک بہت ہی بد صورت اور بے ہنگم جسم والے شخص کو دیکھتی ہے، لمبی لمبی جٹائیں، بڑی بڑی مونچھیں، ڈراونی آنکھیں اور جسم پر ملی ہوئی راکھ۔۔ امبیکا وید ویاس کی ہیئت دیکھ کر ڈر کے مارے آنکھیں بند کر لیتی ہے۔ وید ویاس باہر آ کر ماں کو بتاتا ہے کہ امبیکا سے آپ کا جو پوتا ہو گا وہ بہت بہادر اور سمجھدار ہو گا لیکن امبیکا نے آنکھیں بند کر لیں تھیں اس کا مجھے دیکھ کر آنکھیں بند کرنا بیٹے کی بینائی کا دشمن بن گیا، اس لیئے امبیکا کا بچہ اندھا پیدا ہو گا۔ ستیہ وتی دل میں سوچتی ہے کہ ایک اندھا کیسے راجدھانی کو سنبھال پائے گا۔ لیکن کوئی بات نہیں، میری دوسری بہو بھی۔ ستیہ وتی اپنی چھوٹی بہو امبالیکا کو زبردستی اندر بھیجتی ہے۔ امبالیکا کم عمر تھی، راجوں رانیوں کی شاہانہ شکل وصورت اور پوشاک وزینت کے سوا کچھ نہ دیکھا تھا۔ اپنے سامنے دیو قامت، الجھے بال، بے ہنگم بڑھی ہوئی داڑھی اور بد ہیبت جسم لیئے کھڑے وید ویاس کو دیکھ کر امبالیکا کے چہرے کا رنگت ڈر کی وجہ سے زرد ہو جاتی ہے۔ وید ویاس باہر آ کر بتاتا ہے "" مجھے دیکھ کر امبالیکا کے چہرے کی رنگت ڈر کے مارے زرد ہو گئی تھی، اس لیئے جو بیٹا پیدا ہو گا وہ مریل سا ہو گا اور اس کی رنگت بھی زرد ہو گی "۔ یہ خبر سن کا ستیہ وتی کو بہت غصہ آتا ہے اور وہ امبیکا کو دوبارہ اندر جانے کا حکم سناتی ہے، لیکن امبیکا جو پہلے ہی بہت زیادہ ڈری ہوئی ہوتی ہے، وہ ساس سے چال کھیلتے ہوئے اپنی بجائے نوکرانی کو سولہ سنگھار کر کے اندر بھیج دیتی ہے۔ وہ نوکرانی سکون اور بغیر ڈرے پورے عمل سے گزر جاتی ہے، جس کے نتیجے میں اس کے ہاں ایک نارمل ذہین اور سمجھدار بچہ پیدا ہوتا ہے۔

امبیکا کے اندھے بیٹے کو دھرت راشٹر، امبالیکا کے بیٹے کو پانڈو اور نوکرانی کے بچے کو ودھر کا نام دیا جاتا ہے۔ بھیشم ایک باپ کی طرح ذاتی طور ان بچوں کا خیال رکھتا ہے۔ اور کھشتری رواج کے مطابق جنگ، سیاست اور ویدوں کی تعلیم کیلئے انتظام کرتا ہے۔ دھرت راشٹر اندھا ہونے کے باوجود ایک مضبوط جسم کا مالک تھا۔ پانڈو مریل ہونے کے باوجود سیاست اور تیر اندازی کا ماہر بنتا ہے۔ ودھر کی دلچسپی ویدوں اور سیاست کی طرف زیادہ ہے اور وہ انہیں کے مطالعہ کی طرف توجہ دیتا ہے۔ اگرچہ دھرت راشٹر بڑا بھائی ہے لیکن اپنے اندھے پن کی وجہ سے اسے بادشاہ نہیں بنایا جاتا۔ ودھر اپنی تمام خوبیوں کے باوجود اس لیئے بادشاہ نہیں بن سکتا کیونکہ وہ ایک نوکرانی کا بیٹا ہے۔ نتیجتاً پانڈو بادشاہ بنتا ہے۔ پانڈو بہادری میں اپنی مثال آپ تھا، اس کے دور میں جہاں ارد گرد کے علاقے فتح کر کے سلطنت میں شامل کیئے جاتے ہیں، وہیں انتظام سلطنت پر بھی توجہ دی جاتی ہے، جس کے نتیجے میں پانڈو اپنی رعایا میں بہت مقبول ہوتا ہے۔

بھیشم اب سوچتا ہے کہ وقت آ گیا ہے کہ دھرت راشٹر، پانڈو اور ودھر کی شادی کر دی جائے۔ اسے گاندھار کے راجہ سوبل کی بیٹی گاندھاری کا پتہ چلتا ہے جو شیو بھگت ہے اور شیو کی بہت زیادہ عبادت کی وجہ سے شیو بھگوان نے اسے سو بیٹوں کی ماں بننے کا وردان دیا ہے۔ جب بھیشم راجہ گندھار سے دھرت راشٹر کیلئے گاندھاری کے رشتہ کی بات کرتا ہے تو شروع میں راجہ ایک اندھے کے اپنی بیٹی کی شادی کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔ لیکن ایک چھوٹی راجدھانی کا راجہ ہونے کی وجہ سے کوروں سے ناراضگی مول لینے کی ہمت نہیں پاتا۔ اور مجبوری کی حالت میں ہاں کر دیتا ہے۔ گاندھاری کو جب پتہ چلتا ہے کہ اس کا رشتہ ایک اندھے کے ساتھ طے پا گیا ہے تو وہ باپ کا فیصلہ بلا چوں وچرا مان لیتی ہے، یہی نہیں بلکہ وہ اپنے اندھے شوہر کے ساتھ اظہار یک جہتی کیلئے کپڑے کے ایک پٹی ہمیشہ کیلئے اپنی آنکھوں پر باندھ لیتی ہے، کہ اگر اس کا شوہر دنیا نہیں دیکھ سکتا تو وہ بھی اب دنیا نہیں دیکھے گی۔ گاندھاری کا بھائی شکونی اپنی بہن کے ساتھ بے پناہ محبت کرتا تھا، وہ بہن کی شادی کے وقت اپنی بہن کے ساتھ ہی ہستناپور چلا آتا ہے اور پوری زندگی وہیں بسر کر دیتا ہے۔

پانڈو کنتی بھوج نامی راجہ کی بیٹی کنتی کے سوئمبر کیلئے روانہ ہوا، جہاں سوئمبر میں حصہ لینے کیلئے بہت زیادہ شہزادے اور بادشاہ آئے ہوئے تھے۔ لیکن پانڈو کو دیکھ کر کنتی اس قدر مسحور ہوئی کہ بلا سوچے سمجھے اس کے گلے میں برمالا ڈال کر اپنا خاوند چن لیا۔ بھیشم کو پانڈو کیلئے ایک بیوی ناکافی لگی، لہٰذا اس نے جب مدرا کے راجہ شالیہ کی بہن مادری کی خوبصورتی کا سنا تو ایک دم اس کے ہاں پانڈو کا رشتہ لینے پہنچ گیا جسے مادری کے بھائی نے بخوشی منظور کر لیا۔ بھیشم نے کوروں کی پناہ میں ایک چھوٹی ریاست کے راجہ کی بیٹی سے ودھر کا بیاہ کروا دیا۔

جن دوستوں نے مہابھارت کی پہلی قسط پڑھی ہے، انہیں رشی وید ویاس کا نام یاد ہو گا جو مہابھارت کی کہانی بھگوان گنیش سے لکھواتا ہے۔ اوپر جس رشی وید ویاس کا ذکر کیا گیا ہے جو ستیہ وتی کا بیٹا ہے اور دھرت راشٹر، پانڈو اور ودھر کا باپ بنتا ہے، یہ ایک ہی فرد ہے۔ یعنی اس کہانی کا راوی اس کہانی کا ایک کردار ہے۔

رشی دُرواسا کے دیئے گئے منتر پڑھنے پر سوریہ دیو کی آمد

پانڈو کی بیوی کُنتی متھرا کے راجہ شور سین کی بیٹی اور بھگوان کرشن کی پھوپی تھی۔ شور سین یادو سلسلہ سے تعلق رکھنے والا ایک منصف اور عادل راجہ تھا۔ شور سین کا چچیرا بھائی کنتی بھوج کنتی نامی راجدھانی کا راجہ تھا۔ کنتی بھوج بے اولاد تھا۔ شور سین نے کنتی بھوج سے وعدہ کیا ہوا تھا کہ جب کبھی بھی اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا وہ اسے کنتی بھوج کو دے دے گا۔ لہذا جب شور سین کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی تو اس نے اپنا وعدہ پورا کرتے ہوئے اسے کنتی بھوج کے حوالے کر دیا۔ بچی کا نام پرتھا رکھا گیا۔ کنتی بھوج نے بہت لاڈ پیار سے بچی کی پرورش کی۔ وقت گرنے کے ساتھ لوگ پرتھا نام بھول گئے اور بچی کو کنتی کہا جانے لگا۔

کنتی ابھی مکمل طور پر جوان بھی نہیں ہوئی تھی کہ کنتی بھوج نے اس کو شاہی مہمانوں کو خوش آمدید کہنے اور ان کی دیکھ بھال کی ذمہ داری دی۔ جسے کنتی نے بہت خوش اسلابی سے انجام دیا۔ ایک بار مہارشی دُرواسا کنتی بھوج کے مہمان ہوئے، حسب معمول ان کی خدمت کی ذمہ داری کنتی کے حوالے تھی۔ مہارشی درواسا کے غصے اور بدمزاجی کی وجہ سے تینوں لوکوں سے تعلق رکھنے والے اس سے بہت ڈرتے تھے۔ لیکن کنتی اپنی خدمت گزاری کی وجہ سے اس بدماغ رشی کا دل جیتنے میں کامیاب ہو گئی۔ جاتے وقت مہارشی نے کنتی سے کہا، اے لڑکی میں تمہاری سیوا سے بہت خوش ہوا ہوں، میں اس کے بدلے تمہیں ایک بہت ہی خاص منتر دیتا ہوں۔ جس کو تم کسی دیوتا کا دھیان رکھ کر جب بھی پڑھو گی تو وہ دیوتا آکر تمہیں ایک بیٹا دے گا۔ لہذا تمہیں جب بھی ضرورت پڑی، اس منتر کو استعمال کر لینا۔ یہ کہہ کر درواسا چل پڑے۔

کنتی میں بھی کم عمر لڑکیوں کی طرح تجسس کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ایک صبح وہ کھڑکی کے پاس کھڑی چڑھتے سورج کو دیکھ رہی تھی کہ اس رشی درواسا کی بات یاد آئی تو اپنے طفلانہ تجسس کی وجہ سے اس نے سوچا کہ کیوں نہ منتر پڑھ کر دیکھوں کہ کیا اس میں واقعی کوئی اثر ہے یا نہیں۔ جونہی اس نے سورج کو ذہن میں رکھ کر منتر پڑھا۔ ایکدم سے بادلوں سے آسمان سیاہ ہو گیا اور ان میں چھپا سوریہ (سورج) دیوتا کنتی کے سامنے آن کھڑا ہوا، اور بلانے کی وجہ پوچھی۔ کنتی اسے دیکھ کر ڈر گئی اور ہاتھ جوڑ کر پرنام کرتے ہوئے پوچھا۔ آپ کون ہیں اور کیوں آئے ہیں؟ سوریہ دیو اسے جواب دیتا ہے، میں سوریہ ہوں اور تمہارے منتر پڑھنے کے نتیجے میں زمین پر آیا ہوں۔ کنتی منت سماجت پر اتر آتی ہے، آپ مجھے معاف کر دیں، میں نے اپنے طفلانہ زہن کی وجہ سے آپ کو یاد کیا تا کہ اس منتر کا اثر دیکھ سکوں، مجھے آپ سے کچھ نہیں چاہیئے۔ میں غیر شادی شدہ ہوں، میری عمر ابھی ماں بننے کی نہیں ہے، آپ اسے میری کم عمری کی نادانی سمجھ کر واپس چلے جائیں۔ سوریہ دیوتا اسے بتاتا ہے کہ میں اس منتر کے اثر وجہ سے مجبور ہوں، میں جانا چاہوں بھی تو منتر کی وجہ سے تمہیں بیٹا دیئے بغیر واپس نہیں جا سکتا۔ لیکن تم اپنی بدنامی سے مت ڈرو کہ تم بچہ پیدا کرنے کے فوراً بعد دوبارہ دوشیزہ بن جاؤ گی۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارا بیٹا بہت بہادر اور دلیر ہو گا۔ اور جب وہ پیدا ہو گا تو پیدائشی طور پر اس کے کانوں میں کنڈل اور گلے میں کوچ ہو گا۔ اور جب تک اس کے کانوں میں کنڈل اور گلے میں کوچ رہے گا، اس کوئی زیر نہیں کر سکے گا۔

مقررہ وقت پر کنتی کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے اور سوریہ دیو کے بیان کے مطابق اس کے کانوں میں کنڈل اور گلے میں کوچ ہوتا ہے۔ لیکن کنتی بدنامی کے ڈر سے اسے پاس نہیں رکھ سکتی۔ لہذا وہ اسے سرکنڈوں کی ٹوکری میں رکھتی ہے اور کلیجے پر پتھر رکھ کر دریا میں بہا دیتی ہے۔ ٹوکری مختلف دریاؤں میں بہتے ہوئے دریائے گنگا میں پہنچ جاتی ہے جہاں اسے ہستناپور کے راجہ پانڈو کا رتھ بان ادھیرتھ نکال کر اپنے گھر لے آتا ہے، ادھیرتھ کی بیوی رادھا بے اولاد ہے، وہ اس بچے کو دیکھ کر بہت خوش ہوتی ہے، اور اپنے بیٹے کی طرح پالنا شروع کر دیتی ہے۔ بچے کو واسودیو نام دیا جاتا ہے، لیکن یہ بچہ کرن کے نام سے مشہور ہوتا ہے۔

ہستناپور نریش پانڈو چاہتا ہے کہ اپنی سلطنت کو وسیع کرے، جس کیلئے وہ بھیشم پتامہ سے مشورہ کرتا ہے۔ بھیشم سے اجازت ملنے کے بعد پانڈو ایک لشکر جرار لے نکلتا ہے اور ارد گرد کے بہت سے راجاؤں کو زیر کرتے ہوئے ہستناپور میں بہت زیادہ مال و دولت لاتا ہے۔ واپسی پر پانڈو اپنی اس کامیابی کی خوشی میں گھوڑے کی قربانی کی رسم اشوہ میدھ ادا کرتا ہے۔

حکومت کرنے کے چند سال بعد پانڈو روزمرہ کی ایک سی زندگی سے بیزار ہو جاتا ہے اور اپنی دونوں بیویوں کو ساتھ لیئے شہر سے باہر جنگل میں جا کر شکار کرنے کا اپنا پسندیدہ شغل اختیار کرتا ہے۔ ایک دن بہت زیادہ آگے گھرے جنگل میں پانڈو کو ہرنوں کا جوڑا نظر آتا ہے جو آپس میں ملاپ کر رہے ہیں۔ پانڈو ایک دم دو تیر نکال کر نشانہ لے کر ایک ساتھ چلا دیتا ہے، جس کے نتیجے میں دونوں ہرن گر پڑتے ہیں۔ پانڈو جب انہیں اٹھانے آگے بڑھتا ہے تو اسے زخمی حالت میں ایک رشی اور اور ساتھ میں اس کی مری ہوئی بیوی ملتی ہے، جو ہرن بن کر ملاپ کر رہے تھے۔ رشی پانڈو کو کمزور سی آواز میں کہتا ہے، میں رشی کنڈم ہوں، تم نے مجھے اور میری بیوی کو اس وقت مارا جب ہم ملاپ کر رہے تھے۔ میں تمہیں بد دعا دیتا ہوں کہ جب تم اپنی بیوی سے ملاپ کرو تو تم بھی ہماری طرح اسی لمحے مر جاؤ۔

رشی کی بد دعا سن کر پانڈو بہت اداس ہوتا ہے، اور تخت و تاج چھوڑنے کا فیصلہ کرتے ہوئے ہستناپور واپس جانے کا ارادہ ترک کر دیتا ہے۔ وہ شاہی جوڑا اتار کر یوگیوں والے کپڑے پہن لیتا ہے۔ اپنے شوہر کا یہ فیصلہ سن کر کنتی اور مادری بھی جنگل میں رہنے کا تہیہ کر لیتی ہیں۔ ان کے ساتھ آئی ہوئی نوکرانی واپس ہستناپور جا کر بری سناتی ہے۔ بھیشم کے پاس کوئی چارہ نہیں رہتا کہ وہ اب اندھے دھرت راشٹر کو راجہ بنادے، اور ودھر کو اس کی مدد کیلئے وزیر بنا دیا۔

ایک دن پانڈو اور کنتی اکیلے بیٹھے ہوئے ہیں، پانڈو اپنے بے اولاد ہونے کی وجہ سے بہت اداس ہے۔ کیونکہ کوئی بے اولاد آدمی سوَرگ نہیں جا سکتا۔ کنتی اسے مہارشی درواسا کے منتر کے متعلق بتاتی ہے کہ اولاد حاصل کرنے کا ایک ذریعہ اس کے پاس ہے۔ پانڈو یہ سن کر خوشی سے جھوم جاتا ہے اور کنتی کو کہتا ہے کہ وہ اس طرح اولاد پیدا کرے۔ کنتی منتر پڑھ کر دھرم راج کو بلاتی ہے جس سے یدھشٹر جیسے نیک بیٹے کا جنم ہوتا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد پانڈو کنتی کو کہتا ہے کہ یدھشٹر تو بہت ہی نیک، سچا اور دھرماتما قسم کا انسان ہے۔ ہمیں ایک ایسا بچہ پیدا کرنا چاہیئے جس میں کھشتریوں جیسی صفات ہوں اور ان جیسا ہی طاقتور ہو۔ کنتی وایو دیوتا کو منتر سے بلاتی ہے اور یوں بھیم کا جنم ہوتا ہے۔ پانڈو کو ایک اور بیٹے کی خواہش ہوتی ہے تو کنتی اندر دیوتا کو منتر سے بلاتی ہے جس سے ارجن پیدا ہوتا ہے۔ کنتی کے تین بیٹے دیکھ کر پانڈو کی دوسری بیوی مادری کے دل میں بھی بیٹوں کی ماں بننے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ کنتی اپنے شوہر کی اجازت پا کر اشونی کماروں کو طلب کرتی ہے جن سے مادری کے نکُل اور سہدیو نام کے دو بیٹے پیدا ہوتے ہیں۔ پورا خاندان جنگل میں رہتا ہے اور بچے بڑے ہونا شروع ہو جاتے ہیں

گاندھاری کو سو بیٹوں کی ماں بننے کا وردان ملا ہوتا ہے، لیکن ابھی اس کا ایک بھی بچہ پیدا نہیں ہوا ہوتا۔ جب پانڈو کے بچوں کی پیدائش کی خبر ملتی ہے تو وہ غصے اور حسد سے جل بھن جاتی ہے۔ انہی دنوں رشی ویدویاس ہستناپور آیا ہوا ہے، وہ گاندھاری کو یقین دلاتا ہے کہ تم ضرور سو بیٹوں کی ماں بنو گی۔ گاندھاری اس کے بعد حاملہ ہو جاتی ہے، لیکن نو ماہ گزرنے کے بعد بھی اس کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ الٹا اس کے جسم میں بہت زیادہ درد اور سانس لینے میں مشکل پیدا ہو جاتی ہے۔ گاندھاری کی طبیعت بہت بگڑنے لگتی ہے جس سے پورے محل میں بے چینی پھیل جاتی ہے، اتفاق سے وہاں رشی ویدویاس آن نکلتے ہیں۔ گاندھاری کے گربھ سے گوشت کا ایک ٹکڑا نکلتا ہے جسے ویدویاس سو ٹکڑوں میں بانٹ کر گھی کے برتنوں میں رکھ دیتا ہے۔ جس سے دریودھن سمیت سو بچے بنتے ہیں۔

دریودھن کی پیدائش پر شہاب ثاقب گرنے کے علاوہ کئی اور بد شگونیاں ہوتی ہیں۔ پیدائش کے وقت دریودھن کے منہ سے گدھے کی آواز کے علاوہ عجیب قسم کی چیخیں نکلتی ہیں۔ جس سے متفکر ہو کر دھرت راشٹر راج جوتشی کو بلاتا ہے۔ جوتشی بتاتا ہے، مہاراج آثار اچھے نہیں ہیں، یہ بچہ کورو راج کی تباہی کا باعث بنے گا۔ آپ کے اس کے علاوہ بھی ننانوے بیٹے ہیں لہٰذا اس بچے کو ابھی مار دیں۔ لیکن دھرت راشٹر جو نہ صرف آنکھوں سے اندھا ہے بلکہ بچے کی محبت میں بھی اندھا ہو چکا ہے، وہ یہ کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔

گو پانڈو کو پتہ ہے کہ اگر اس نے کسی بیوی کے ساتھ بھی ملاپ کیا تو وہ مہارشی کنڈم کی بد دعا کے نتیجے میں فوراً مر جائے گا۔ لیکن ایک دن مادری کو دیکھ کر اس اپنے جذبات پر قابو نہیں رہتا۔ مادری اسے بہت روکتی ہے لیکن بے سود۔ نتیجتاً پانڈو مر جاتا ہے۔ مادری اپنے آپ کو پانڈو کی موت کا ذمہ دار سمجھتی ہے، اسے لیئے وہ پانڈو کے ساتھ ستی ہونے کا فیصلہ کرتی ہے۔ کنتی اپنے تینوں اور مادری کے دونوں بچوں کے ساتھ ہستناپور کا رخ کرتی ہے۔ پانڈو کے مرنے کی خبر سے ہستناپور میں کہرام مچ جاتا ہے۔ رشی ویدویاس بچوں کی دادی ستیہ وتی کو بتاتا ہے کہ ہستناپور کا اچھا وقت گزر چکا ہے، آگے بہت بھیانک مستقبل ہمارے انتظار کر رہا ہے۔ تم اپنی اولاد کی تباہی کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکو گی، لہٰذا محل چھوڑ کر جنگل میں جھونپڑا ڈالو اور وہیں اپنی بقایا زندگی بسر کرو۔ ستیہ وتی اس صلاح کو مانتے ہوئے اپنی بہوؤں امبیکا اور امبالیکا کو لے کر جنگل کا رخ کرتی ہے۔

ادھیر تھ سار تھی کرن کو اپنی بیوی رادھا کے حوالے کرتے ہوئے

سوریہ پتر کرن

پانڈو پتر ہستناپور میں پرورش پانا شروع کر دیتے ہیں، اور جلد ہی اپنے اخلاق اور اچھی عادتوں کی وجہ رعایا میں بہت مقبول ہو جاتے ہیں۔ انکی مقبولیت دھرت راشٹر کو ایک آنکھ بھی نہیں بھاتی کیوں کہ ان بچوں کا باپ پانڈو نہ صرف ایک جائز حکمر ان تھا، بلکہ اپنے وقتوں میں بہت مقبول راجہ رہا تھا۔ دھرت راشٹر کو گدی صرف پانڈو کی موت کی وجہ سے ملی تھی، لہذا اسے ڈر تھا کہ اس کے مرنے کے بعد ہستناپور کی گدی اس کے بیٹے دریودھن کی بجائے پانڈو کا بڑے بیٹے یدھشٹر کو ملے گی۔

دھرت راشٹر کے بیٹوں اور پانڈو پتروں میں اکثر اوقات لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ پانڈو پتروں میں بھیم بہت زیادہ پیٹو ہونے کے علاوہ غیر معمولی طور پر طاقتور تھا۔ وہ اکثر اوقات دریودھن کے بھائیوں کو پیٹ دیتا تھا۔ کشتی کے دوران بھی وہ اس کے کئی بھائیوں کو ایک ساتھ اپنی بانہوں میں جکڑ لیتا تھا۔ اگر وہ اسے درخت پر بیٹھے ملتے تو درخت کو اس زور سے ہلاتا کہ وہ درخت سے نیچے گر جاتے۔ دریودھن اور اس کے بھائی بھیم سے بہت ڈرتے تھے، پانڈو پتروں اور دھرت راشٹر کے بیٹوں میں دشمنی بڑھتی جارہی تھی۔ بھیم سے پیچھا چھڑانے کیلئے ایک بار دریودھن نے سازش رچی، اور اپنے تمام بھائیوں اور پانڈو پتروں کو ساتھ لے کر دریا پر کھیلنے کے بہانے لے کر آیا۔ بھیم بھوک سے مر رہا تھا، دریودھن نے سب کو تیرنے کے بہانے بھیج دیا اور بھیم کی بھوک سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے خاص قسم کا کھانے اور مٹھائیوں کا لالچ دیا، جسے بھیم نے بہت خوشی خوشی قبول کیا، دریودھن نے کھانے میں کچھ زہریلی چیز ملائی ہوئی تھی، جسے کھانے سے بھیم

بے ہوش گیا۔ دریودھن نے دوشاسن سمیت اپنے دوسرے بھائیوں کی مدد سے بھیم کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے دریا میں پھینک دیا۔ اندھیرا ہو جانے کی وجہ سے سب واپس محل لوٹ آئے، لیکن بھیم کے بھائی بھیم کی پراسرار گمشدگی پر بہت پریشان تھے۔ بھیم کو دریا میں ایک سانپ نے کاٹا، اس سانپ کا زہر بھیم کے اندر کے اس زہر کا تریاق ثابت ہوا جو کھانا کھانے کی وجہ سے اس کے پیٹ میں گیا تھا۔ اسے جب ہوش آیا تو اپنی بے پناہ طاقت کی وجہ سے اس نے اپنی رسیاں توڑ ڈالیں اور محل میں زندہ واپس لوٹ آیا۔ پانڈوؤں اور کوروؤں (دھرت راشٹر کے بیٹے) میں دشمنی بہت بڑھ چکی تھی۔

بھیشم پتامہ اپنے کورو اور پانڈو پوتوں کو ایسے جنگجوؤں میں تبدیل کرنا چاہتا ہے جن کا کوئی مقابلہ نہ کر پائے۔ اس مقصد کے حصول کیلئے اس نے پہلے انہیں کرپا اچاریہ اور بعد میں درون اچاریہ کے حوالے کیا۔ درون اچاریہ انہیں سورج چڑھنے سے دو گھنٹے پہلے جگا کر ویدوں کی تعلیم دینے کے بعد پورا دن تیر اندازی، تلوار بازی، گھڑ سواری اور دیگر فنون میں مہارت پیدا کرنے کی تربیت دیتا ہے۔ پانڈو بھائیوں میں ارجن سب سے زیادہ لائق ثابت ہوا، اس کی صلاحیت اور لگن دیکھ کر درون اسے بتاتا ہے کہ میں تمہیں ایسا تیر انداز بنادوں گا جس کا کوئی ثانی نہیں ہوگا۔ درون کو ارجن اس قدر پسند ہے کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی اس سے بہتر ہو۔ لہٰذا جب اکلویہ نامی ایک شہزادہ اس کے پاس تیر اندازی سیکھنے کیلئے آتا ہے تو درون اسے اپنا شاگرد بنانے سے انکار کر دیتا ہے۔ اکلویہ واپس چلا جاتا ہے اور درون کا مجسمہ بنا کر اسے استاد مان کو اپنے طور پر تیر اندازی کی مشق شروع کر دیتا ہے اور درون کے سکھائے بغیر ہی اس قدر بڑا تیر انداز بن جاتا ہے کہ جب ایک بار سب پانڈو اپنے کتے کے ساتھ جنگل میں جا رہے تھے، تو ان کا کتا اکلویہ کو دیکھ کر بھونکا۔ اکلویہ نے ایکدم نشانہ لے تیر اس انداز میں چھوڑا کہ کتے کے دونوں ہونٹ آپس میں سل گئے۔ ارجن یہ نظارہ دیکھ کر بہت حیران ہوا اور اس اجنبی سے پوچھا کہ تم کس کے شاگرد ہو۔ اکلویہ نے بتایا کہ میں درون اچاریہ کا شاگرد ہوں۔ واپس آکر ارجن اپنے گرو درون سے کہتا ہے کہ آپ تو کہتے ہیں کہ آپ صرف مجھے ہی تیر اندازی سکھا رہے ہیں جبکہ آپ کا ایک اور شاگرد بھی ہے جو مجھ سے بہتر تیر انداز ہے۔ درون اچاریہ اسے بلا بھیجتا ہے تو اکلویہ سوال کرنے پر بتاتا کہ میں آپ کو اپنا روحانی استاد مان کر آپ کی مورتی سامنے رکھ کر تیر اندازی کی مشق کی ہے۔ درون اچاریہ یہ سن کر کہتا ہے کہ اگر تم مجھے اپنا گرو سمجھتے ہو تو پھر تمہیں مجھے گرو دکھشنا دینی ہوگی۔ اکلویہ کہتا ہے میں حاضر ہوں۔ درون اسے کہتا کہ مجھے گر دکھشنا میں تمہارے اس ہاتھ کا انگوٹھا چاہیئے جس سے تم تیر چلاتے ہو، اکلویہ اپنا انگوٹھا کاٹ کر درون اچاریہ کے حوالے کر دیتا ہے۔

کنتی کا پہلا بیٹا کرن شاہی رتھ بان کے گھر پل رہا ہے، وہ روز للچائی نظروں سے ان شہزادوں کو جنگی مشقیں کرتے دیکھا کرتا، اسے تیر اندازی سیکھنے کا بہت شوق تھا۔ اس نے اپنے ماں باپ سے اپنی خواہش کا اظہار کیا لیکن وہاں سے روکھا جواب ملا۔ لاچار اپنے طور پر درون اچاریہ کی منت کرتا ہے، لیکن درون اچاریہ اسے یہ کہہ کر جھڑک دیتا ہے کہ میں صرف شہزادوں کو سکھایا کرتا ہوں، تم جیسے رتھ بانوں کے بیٹوں کو نہیں۔ کرن ہمت نہیں ہارتا، وہ درون اچاریہ کے استاد پرشورام کو ڈھونڈنے نکل پڑتا ہے۔ جب کافی مشکلوں کے بعد کرن پرشورام کو ڈھونڈ نکالتا ہے تو اسے پتہ چلتا کہ پرشورام صرف برہمنوں کو تیر اندازی سکھاتا ہے کرن پر تیر اندازی سیکھنے کا اس قدر بھوت سوار ہے کہ وہ پرشورام سے جھوٹ بولتا ہے کہ میں ایک برہمن کا بیٹا ہوں۔ پرشورام کرن کو اپنا شاگرد بنالیتا ہے۔ کرن کی لگن اور محنت دیکھ کر پرشورام کرن پر بہت زیادہ محنت کرتا ہے اور تھوڑے ہی عرصہ بعد کرن کو بتاتا ہے کہ تم لڑائی اور تیر اندازی میں میرے مقابل ہو چکے ہو۔

ایک دن پرشورام درخت کے نیچے اپنا سر کرن کی گود میں رکھے سو رہا ہوتا ہے، اچانک ایک کیڑا آتا ہے اور کرن کو بہت زور سے کاٹتا ہے۔ کرن بہت مشکل سے اپنا درد برداشت کرتا ہے، تاکہ اس کے ہلنے سے گرو کی نیند میں خلل نہ پڑے۔ خون کرن کے جسم سے رسنا شروع ہو جاتا ہے، جس کا ایک قطرہ پرشورام پر بھی گرتا ہے، پرشورام کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ پوچھنے پر جب کرن اسے واقعہ بتاتا ہے، تو استاد غصے میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ تم نے مجھ سے جھوٹ بولا کہ تم ایک برہمن کے بیٹے ہو۔ کسی برہمن میں درد برداشت کرنے کی اس قدر طاقت نہیں ہوتی جس کا تم نے مظاہرہ کیا ہے۔ تم یقیناً ایک کھشتری ہو۔ مجھ سے جھوٹ بول کر علم حاصل کیا، جس کی سزا کے طور پر میں تمہیں شراپ دیتا ہوں کہ مجھ سے سیکھا ہوا تمہارا علم اس وقت تمہارے کام نہ آئے جب تمہیں اس کی اشد ضرورت ہو۔ لیکن کرن کی منت سماجت کے نتیجے میں پرشورام وجے نامی اپنی ذاتی کمان اور آسمانی بھرگواستر کرن کے حوالے کرتا ہے۔ استاد سے پہلے ایک برہمن بھی کرن کو اس وقت بد دعا دے چکا ہوتا ہے جب اس کے ہاتھوں تیر اندازی کی مشق کرتے وقت غلطی سے ایک گائے ہلاک ہو جاتی ہے۔ نو برہمن اسے بددعا دیتا ہے کہ جیسے تم نے ایک نہتی گائے کو قتل کیا ہے، تم بھی نہتے مرو۔

درون اچاریہ اپنے شاگردوں کی لگن سے بہت مطمئن تھا، ایک دن اس نے سوچا کہ مجھے انکا امتحان لینا چاہیئے۔ اس نے لکڑی کی ایک گدھ بنوائی اور اسے ایک بہت اونچے درخت کی شاخ پر رکھوا کر اپنے شاگردوں سے پوچھنے لگا کہ انہیں کیا نظر آرہا ہے۔ سب سے پہلے اس نے یدھشٹر کو بلایا اور پوچھا کہ تمہیں کیا نظر آرہا ہے۔ یدھشٹر نے جواب دیا۔ گورو دیو مجھے ایک درخت نظر آرہا ہے جسکے نیچے لوگ کھڑے ہیں، پس منظر میں ایک دریا بہہ رہا ہے، دور پیچھے ایک پہاڑی ہے، اور درخت کے اوپر ایک گدھ بیٹھا ہوا ہے۔ سبھی دوسرے بھی اسی قسم کا جواب دیتے ہیں۔ درون اچاریہ مایوس ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ تیر مت چلانا۔ آخر میں ارجن آگے بڑھتا ہے، درون اس سے پوچھتا ہے کہ تمہیں کیا نظر آرہا ہے۔ ارجن جواب دیتا ہے، گورو دیو مجھے شاخ پر ایک گدھ نظر آرہا ہے۔ درون اسے کہتا ہے دھیان سے دیکھو۔ ارجن کہتا ہے مجھے گدھ کا سر نظر آرہا ہے۔ درون سختی سے کہتا ہے، احتیاط سے دیکھو۔ ارجن کہتا ہے، گورو دیو مجھے گدھ کی آنکھوں کے سوا کچھ نظر آرہا

ہیں۔ درون اچاریہ حکم دیتا ہے تیر چلاؤ۔ بجلی کی طرح تیر کمان سے نکلتا ہے اور گدھ کی آنکھ میں پیوست ہو جاتا ہے۔ درون کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ وہ بے اختیار کہتا ہے۔ ارجن، میں خوش قسمت ہوں کہ مجھے تم جیسا شاگرد ملا، تم میرے سب سے لائق شاگرد ہو۔ تینوں لوکوں میں تم جیسا تیر انداز کوئی نہیں۔

درون اچاریہ کی تربیت کے نتیجے میں سب شہزادے بہت بڑے لڑاکا بن چکے ہیں۔ اب وہ لڑکوں کی بجائے بالغ مرد نظر آتے ہیں۔ درون اچاریہ اپنی دی گئی تعلیم کے نتائج سے بہت خوش ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ راجہ کے سامنے اس کے سب شاگرد وہ کمالات دکھائیں جو انہوں نے درون اچاریہ سے سیکھے ہیں۔ اس مقصد کیلئے ایک بہت ہی بڑے احاطے کی تعمیر کی جاتی ہے۔ پنڈال میں راجہ دھرت راشٹر، اس کی بیوی گاندھاری، پانڈوؤں کی ماں کنتی، بھیشم پتامہ، کرپا اچاریہ، درون اچاریہ، ودھر وغیرہ رتھوں میں سوار ہو کر آتے ہیں۔ ہستنا پور کی ساری رعایا اپنے شہزادوں کے کمالات دیکھنے کیلئے جمع ہو جاتی ہے۔ شہزادے نیزہ بازی، تیر اندازی، شمشیر زنی، گھڑ سواری، ہاتھیوں پر سوار ہو کر لڑائی اور دیگر فنون کے مظاہرے کرتے ہیں۔ کچھ کشتی کے داؤ پیچ دکھا کر تماشائیوں کی داد حاصل کرتے ہیں۔ بھیم اور دریودھن میں گدا (گرز) کا مقابلہ ہوتا ہے جو بظاہر نمائشی مقابلے کے طور پر شروع ہوتا ہے لیکن دونوں کی دشمنی کی وجہ سے بہت جلد ہی اصلی مقابلے کی شکل اختیار کر لیتا ہے، جس پر درون اچاریہ مقابلہ بند کروا دیتا ہے۔ سب سے آخر میں ارجن داخل ہوتا ہے۔ اور اپنے کمالات سے پورے مجمع کا دل موہ لیتا ہے۔ اوہ اپنے تیروں سے چلتی ہوئی چیزوں کو نشانہ بناتا ہے، صرف آواز سن کر لگایا گیا کوئی بھی نشانہ خطا نہیں ہوتا۔ تماشائی چیخ چیخ کر ارجن کو داد دے رہے ہیں، درون اچاریہ اپنے پسندیدہ شاگرد کے کمالات سے پھولا نہیں سما رہا۔

تماشائیوں کا شور ابھی تھما نہیں کہ بھیڑ میں سے سنہری رنگت والا ایک جوان آگے بڑھتا ہے، اور راجہ سے اجازت مانگتا ہے کہ اسے بھی اپنے کمالات دکھانے کا موقع دیا جائے۔ راجہ کی طرف سے اس کا وزیر ودھر اثبات میں سر ہلا دیتا ہے۔ وہ تمام کمالات جنہیں ارجن پیش کر کے بہت زیادہ داد سمیٹ چکا ہے نوجوان انہیں اتنی آسانی اور لاپرواہی کے انداز سے یوں پیش کرتا ہے جیسے یہ کوئی بچوں کا کھیل تھا۔ تماشائیوں میں سناٹا چھا جاتا ہے، وہ حیرانی سے اس جوان کو دیکھ رہے ہیں۔ نوجوان درون اچاریہ کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔ میں کرن ہوں اور ارجن سے دوبدو مقابلہ کرنا چاہتا ہوں۔ کنتی کو یہ منظر دیکھ کر اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آتا۔ اس کا بھولا بسرا ماضی دوبارہ اس کے سامنے آکر کھڑا ہو چکا ہے۔ کانوں میں کنڈل، گلے میں کوچ پہنے یہ سنہری رنگت والا جوان کوئی اور نہیں بلکہ کنتی کا اپنا پہلوٹھی کا بیٹا کرن تھا، جسے اس نے کنوار گی کے زمانے سوریہ دیو سے پیدا کیا لیکن بدنامی کے ڈر سے جنم دینے کے فوراً بعد دریابرد کر دیا تھا۔ وہی بچہ اب جوان ہو کر اپنے چھوٹے بھائی کو مقابلے کیلئے للکار رہا تھا۔ دونوں بیٹوں کو ایک دوسرے کے مدمقابل دیکھ کر کنتی بے ہوش کر گر پڑتی ہے۔ ودھر ایک نوکرانی کو حکم دیتا ہے کہ رانی کو محل لے جایا جائے۔ کرن اور ارجن مقابلے کیلئے ایک دوسرے کی طرف بڑھتے ہیں تو صورت حال کی پیچیدگی کو سمجھتے ہوئے کرپا اچاریہ آگے آتا ہے اور بتاتا ہے ایک شہزادے کا مقابلہ کوئی شہزادہ ہی کر سکتا ہے۔ ارجن تو راجہ پانڈو اور رانی کنتی کا بیٹا ہے، سورما تم بھی اپنا تعارف دو کہ کس راجدھانی کے راجہ یا راجکمار ہو۔ کرن سر جھکا کر کہتا ہے کہ وہ راجکمار نہیں بلکہ شاہی رتھ چلانے والے سارتھی ادھیرتھ کا بیٹا ہے۔ جس پر اسے بھیم طعنہ دے کر کہتا ہے، جاؤ اور جا کر رتھ چلاؤ، تم ارجن کے ہاتھوں مرنے کے لائق نہیں ہو اور نہ ہی تم انگہ کے راجہ بن سکتے ہو۔ کرن منہ لٹکائے میدان سے باہر جانے لگتا ہے۔ تو دریودھن اسے روکتے ہوئے کرپا اچاریہ کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔ آپ نے اچھی بات نہیں کی، آدمی کا خاندان ہی سب کچھ نہیں ہوتا، اس کے گن بھی اہمیت رکھتے ہیں۔ ایک کھشتری کا زیور اس کی بہادری ہوتا ہے۔ دریاؤں کے منبع اور سورماؤں کے ماضی کو جاننا اہم نہیں ہوتا, میں آپ کو ہزاروں مثالیں دے سکتا ہوں جہاں عام آدمی بڑے بڑے سورما بنے۔ اس سورما کو دھیان سے دیکھو، اس کی دیوتاؤں جیسی شکل اور جسم، اس کے کانوں کے کنڈل اور اس کے ہتھیاروں پر مہارت دیکھو، یہ کوئی عام آدمی نہیں ہے، اس کے پیچھے کوئی کہانی چھپی ہوئی ہے، کیونکہ کسی ہرن نے کبھی کسی شیر کو نہیں جنا۔ تم لوگ کہتے ہو کہ یہ انگہ پر حکومت کرنے کے قابل نہیں ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ساری دنیا پر حکومت کرنے کے قابل ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس نوجوان کو مقابلے کا موقع دیا جائے اور راجہ ہونے کی شرط پوری کرنے کیلئے میں کورو سلطنت میں سے انگہ کا علاقہ اس نوجوان کو دے کر اسے انگہ کا راجہ مقرر کرتا ہوں۔ دریودھن کے اس فیصلے پر دھرت راشٹر تصدیق کی مہر ثبت کرتا ہے اور ایکدم سے پنڈت کو بھلایا جاتا ہے تاکہ تاجپوشی کی رسم ہو لیکن جب تک یہ رسم پوری ہو تب تک سورج غروب ہو چکا ہوتا ہے اور مقابلہ نہیں ہو پاتا۔ دریودھن کی اس عزت افزائی کے جواب میں کرن اسے کہتا ہے۔ میری جان تمہاری امانت ہے، جب بھی وقت آیا، میں اسے تمہاری دوستی پر وار دوں گا۔

پانڈوؤں کی مقبولیت دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ وہ نہ صرف اپنی جنگی صلاحیتوں بلکہ اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے رعایا کے دلوں میں گھر کر رہے ہیں۔ ویسے بھی وہ پانڈو جیسے مقبول اور جائز حکمران کی اولاد بھی ہیں۔ یہ سب دیکھتے ہوئے دھرت راشٹر نہ چاہتے ہوئے بھی پانڈو کے سب سے بڑے بیٹے یدھشٹر کو ولیعہد بنانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ دھرت راشٹر کا بیٹا دریودھن جو خود ولیعہد بننے کی امیدیں لگائے بیٹھا ہے، وہ یہ خبر سن کر غصے اور نفرت سے جل بھن جاتا ہے۔ دھرت راشٹر بذات خود اپنے بیٹوں کے مستقبل کے متعلق فکر مند ہے جو اب پانڈوؤں کے رحم و کرم پر ہوں گے۔ وہ ایک دن اپنے وزیر کرنک کو بلا کر کہتا ہے، میں دیکھ رہا ہوں یہ پانڈو بہت طاقت پکڑ رہے ہیں، اس لیئے ہمیں اس مسئلہ پر کچھ کرنا چاہیئے۔ کرنک اسے جواب دیتا ہے، مہاراج ہمیں بہت سمجھداری اور ہوشیاری سے کام لینا ہو گا۔ ہم پانڈو پتروں سے دشمنی مول لے کر انہیں ختم نہیں کر سکتے۔ ان کے پر کترنے کیلئے ہمیں دکھاوے کے طور پر ان سے اچھا سلوک کرنا ہو گا لیکن اندر ہی

اندر ان کی تباہی کے سامان کا بھی انتظام کرنا ہو گا۔ بس ایک یہی صورت ہے جس سے آپ اور آپ کی اولاد کے مفادات کا تحفظ ہو سکتا ہے۔ کرنک دھرت راشٹر کو گہری سوچوں میں گم کر کے چلا جاتا ہے۔
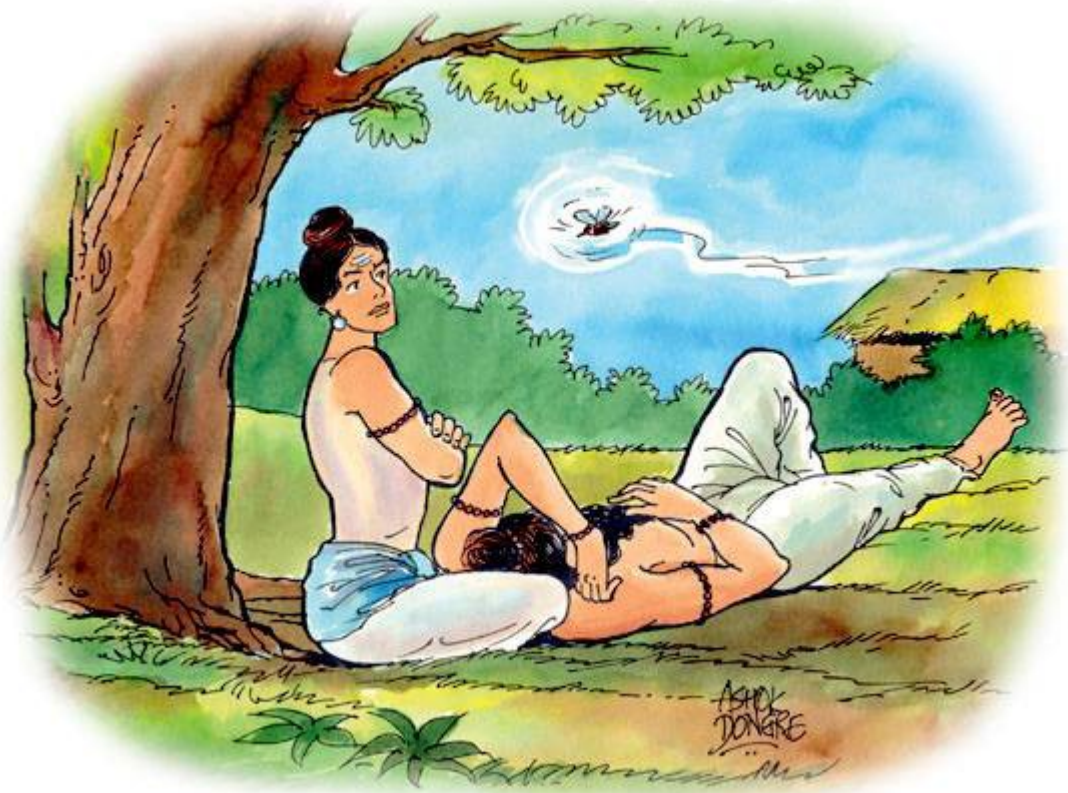
پرشورام کرن کی گود میں سر رکھے سو رہا ہے۔

ادھر دریودھن بھی خاموش نہیں بیٹھ ہوتا، وہ اس مسئلے سے نپٹنے کیلئے اپنے بھائی دوشاسن، ماموں شکونی اور کرن کو مشورہ کرنے کیلئے بلاتا ہے۔ جہاں طے پاتا ہے کہ تمام پانڈوؤں کو ختم کر دیا جائے اور اس مقصد کیلئے انہیں ہستناپور سے دور بھیجا جائے، جہاں ان کا چچا ودھر بھی ان کی مدد نہ کر سکے۔ دریودھن اپنے باپ کے پاس آ کر شکایت کے انداز میں کہتا ہے۔ اگر یدھشٹر کو راجہ بنایا گیا تو یہ تخت ہمیشہ کیلئے ان کی نسل میں منتقل ہو جائے گا اور ہم سب بھائیوں کی حالت انکے سامنے بھکاریوں جیسی ہو گی۔ دھرت راشٹر پوچھتا ہے، تو اس کا حل کیا ہے۔ دریودھن جواب دیتا ہے کہ ان تمام بھائیوں کو کسی طور ہستناپور سے نکال کر نزدیکی شہر وارنوات بھیج دیا جائے، وہاں ہم انہیں کسی نہ کسی صورت ختم کر دیں گے، جب یہ ختم ہو جائیں گے تو اسکے بعد ہم رعایا کو دولت اور لالچ سے اپنے بس میں کر لیں گے۔

دریودھن نے پروچن نام کے ایک وفادار وزیر کو بلا کر اسے ورنوات میں ایک محل تعمیر کرنے کا حکم دیا جس کے اندر اور باہر جانے کیلئے صرف ایک ہی دروازہ ہو۔ جلد ہی محل تعمیر ہو جاتا ہے، لیکن اس کی تعمیر میں صرف لاکھ، موم، لکڑی، تیل، گھی چربی اور دوسرا تیزی سے آگ پکڑنے والا سامان استعمال کیا جاتا ہے۔ دریودھن پروچن کو حکم دیتا ہے کہ جونہی پانڈو وہاں پہنچے تو تم انکا اعتماد جیتنے میں جٹ جاؤ، اور بعد میں جب ان سب کو محل کے اندر سویا ہوا پاؤ تو محل کو آگ لگا دو۔ ہستناپور میں دھرت راشٹر کے وزیر ہر وقت یدھشٹر کے سامنے وارنوات اور اس کے محل کی تعریفیں کرتے رہتے ہیں۔ دھرت راشٹر خود یدھشٹر کو کہتا ہے کہ وہ فضا کی تبدیلی کیلئے اپنی ماں اور تمام بھائیوں کو لے کر کچھ عرصہ وارنوات رہ آئے۔ یدھشٹر اور اس کے تمام بھائیوں کو اس تجویز پر شک گزرتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے، لیکن اثبات میں سر ہلا دیتے ہیں۔ یہی حال ودھر کا بھی ہے، وہ بھی کسی سازش کی بو سونگھ رہا ہوتا ہے۔ وقت مقررہ پر یدھشٹر اپنی ماں اور بھائیوں کو ساتھ لے کر وارنوات کیلئے روانہ ہو جاتا ہے۔ جاتے وقت ودھر اسے اشارے کنائے سے بہت زیادہ محتاط رہنے کا مشورہ دیتا ہے۔

پانڈو وارنوات پہنچ کر سب شہریوں سے ملنے کے بعد محل کا جائزہ لیتے ہیں اور وہ کافی حد دریودھن کی چال کو سمجھ جاتے ہیں۔ پانڈو اپنے گرد بنے جال کے خلاف اپنی ترکیب بناتے ہیں، اور شکار کے بہانے گھنے جنگل میں جا کر تمام راستے یاد کر لیتے ہیں۔ بھیم بھی بہت زیادہ چوکس ہو چکا ہوتا ہے۔ جب کہ پروشن کا یقین ہوتا ہے کہ اس کا منصوبہ کامیاب ہو رہا ہے۔

ایک دن کنتی اپنے بیٹوں کے ساتھ کھڑی باتیں کر رہی ہوتی ہے کہ ایک اجنبی آ کر کہتا ہے، مجھے ودھر نے آپ کو یہ اطلاع دینے کیلئے بھیجا ہے کہ آپ کے خلاف دریودھن نے سازش کی ہے کہ جب آپ چاند کے تاریک نصف کی تیرہویں کو سوئیں گے تو محل کو آگ لگا دی جائے۔ میں سرنگیں بنانے کا ماہر ہوں، مجھے ودھر نے حکم دیا کہ آپ کے محل میں ایک سرنگ کھودوں جو زیر زمیں آپ کو محل سے دور دریائے گنگا کے کنارے لے جائے۔ جب مقررہ وقت پر آگ لگا کر سازشی آپ سب کو قتل کرنا چاہ رہے ہوں گے، آپ سب چپکے سے اس سرنگ میں سے محل سے باہر دریا گنگا کے کنارے پہنچیں، وہاں ایک کشتی آپ سب کا انتظار کر رہی ہو گی جو آپ سب کو بہت دور لے جائے گی۔

ودھر کا ایلچی ایکدم سے اپنے کام میں جُٹ جاتا ہے۔ سرنگ محل کے ایک کمرے سے جنگل کی طرف اتنی مہارت سے کھودی جاتی ہے کہ پروچن کو شک تک نہیں گزرتا، بھیم سارے کام کی نگرانی خود کرتا رہا تھا۔ سرنگ کی تکمیل کے بعد پانڈو بھائی فیصلہ کرتے ہیں کہ پروچن کے طے کردہ دن سے پہلے ہم خود ہی اس محل کو آگ لگا کر جنگل کی طرف نکل جاتے ہیں۔ لیکن مسئلہ یہ ہوتا کہ چھ لاشوں کا انتظام کیسے کیا جائے جسے کنتی اور پانڈوؤں کی لاشیں مان کر انہیں مردہ سمجھ لیا جائے۔

جس دن پروچن نے محل لگانے کا سوچا ہوتا ہے، پانڈو اس سے تین دن پہلے ایک بڑی ضیافت کا اہتمام کرتے ہیں، طرح طرح کے پکوان پکوا کر وارنوات کے باسیوں کو دعوت کیلئے بلایا جاتا ہے۔ وارنوات کے پوری آبادی جب ضیافت اڑانے آتی ہے۔ تو ساتھ میں کسی اور قبیلے کی ایک عورت اپنے پانچ جوان بیٹوں کے ساتھ ہوتی ہے، جو اپنے لیئے شراب کی خاصی مقدار ساتھ لیئے ہوتے ہیں۔ کھانے کے بعد وہ اس قدر شراب پیتے ہیں کہ انہیں کسی چیز کی سدھ نہیں رہتی۔ رات ہو جاتی ہے، سب مہمان چلے جاتے ہیں۔ البتہ وہ عورت اور اس کے بیٹے بے ہوش پڑے ہوئے ہیں، پروچن بھی گہری نیند کی حالت میں خراٹے لے رہا ہے۔ سب پانڈو خفیہ سرنگ سے باہر نکلتے ہیں، بھیم پیچھے رہ جاتا ہے اور سرنگ سے باہر جاتے ہوئے محل کو اس انداز سے آگ لگاتا ہے کہ پروچن، شراب میں دھت عورت، اس کے پانچ بیٹے بھی جل جاتے ہیں۔ محل سے آگ کے اتنے اونچے شعلوں سے وارنوات کے باسی جاگ اٹھتے ہیں اور پانی کی بالٹیوں سے آگ پر قابو پانے کی بے سود کوشش کرتے ہیں۔ صبح تک محل راکھ کا ڈھیر بن چکا ہوتا ہے اور وہاں سات انسانوں کی جلی ہوئی ہڈیاں ملتی ہیں۔

اس حادثے کی خبر جب ہستناپور پہنچتی تو وہاں کہرام مچ جاتا ہے۔ رعایا رانی کنتی، اپنے ہر دلعزیز شہزادوں اور ولیعہد کی ایسی بھیانک موت پر شدید غم و غصے کا شکار ہے۔ وہ ان کی موت کا ذمہ دار دریودھن کو سمجھتے ہیں۔ بھیشم پتامہ پر تو جیسے دکھوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے۔ لیکن دھرت راشٹر دل ہی دل میں خوش ہے کہ اس کے بیٹے کی تخت نشینی کے راستے میں ساری رکاوٹیں دور ہو گئیں۔ مگر دکھاوے کیلئے اسے دکھی ہونے کا ناٹک کرنا پڑتا ہے۔ دریودھن، دوشاسن، کرن اور شکونی کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا۔ دھرت راشٹر پانڈوؤں اور کنتی کو مردہ سمجھ کر ان کی آخری رسومات ادا کرنے کے علاوہ صدقہ و خیرات کرتا ہے۔ صرف ودھر کو اصل حقیقت کا پتہ ہوتا لیکن وہ بھی دکھی ہونے کا ناٹک کرتے ہوئے تمام رسومات میں شرکت کرتا ہے تا کہ کسی کو شک نہ گزرے۔

پانڈو سرنگ کے راستے دریا کے گنگا جانکلتے ہیں، وہاں ودھر کا بھیجا ہوا ملاح ان کا انتظار کر رہا ہوتا ہے، جو انہیں گہرے جنگل میں چھوڑ آتا ہے۔ اس جنگل کے راستے سب بھائیوں کے دیکھے بھالے ہوتے ہیں۔ چلتے چلتے پانڈو جنگل کے اس حصے میں آنکلتے ہیں جہاں پہلے کسی انسان کے پاؤں نہیں پڑے ہوتے۔ یہاں پر درندوں اور راکھشسوں کا راج ہوتا ہے۔ بھوکے پیاسے پانڈو اور کنتی ایک ایسے علاقے میں جانکلتے ہیں جو ہڈمب نامی راکھشس کا علاقہ ہوتا ہے۔ اسے جونہی انسان کی موجودگی کی بو محسوس ہوتی ہے، تو وہ اپنی بہن ہڈمبا سے کہتا ہے، انسانی گوشت کھائے ہوئے ایک عرصہ ہو گیا ہے، تم جا کر انہیں مارو اور ان کا گوشت میرے لیئے لاؤ۔ ہڈمبا بھائی کا حکم پا کر ایکدم وہاں پہنچتی ہے جہاں کنتی اور چار بیٹے سو رہے ہوتے ہیں، اور پانچوں بیٹا بھیم ان کی حفاظت کیلئے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ ہڈمبا بھیم کے قد کاٹھ، جسمانی ساخت، چوڑے شانے اور بازؤں کی مچھلیاں دیکھتی ہے تو بھائی کا حکم بھول کر وہیں بھیم کو اپنا دل ہار دیتی ہے۔ اور ایک خوبصورت لڑکی کا روپ دھار کر بھیم کے سامنے آ کر کہتی ہے، میں ایک راکھشسی ہوئی، مجھے بھائی نے تم سب کو مارنے کیلئے کہا ہے، لیکن میں تم پر مر مٹی ہوں۔ میرے اندر کا راکھشس ختم ہو گیا ہے، میں تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں، تم میرے ساتھ بھاگ جاؤ، میں تمہیں وہاں لے چلوں گی جہاں تم چاہتے ہو۔ یہ سن کر بھیم اسے جواب دیتا ہے کیا تمہارری خوشی کیلئے اپنی ماں اور بھائیوں کو اس راکھشس کی خوراک بننے کیلئے چھوڑ دوں

ہڈمب جو انسانی گوشت کھانے کے کا سوچ سوچ کر خوش ہو رہا تھا، جب ہڈمبا کافی دیر تک نہ واپس نہ آئی تو وہ اس دیری کی وجہ جاننے کیلئے جب خود نکلا۔ تو اس نے اپنی بہن کو ایک خوبصورت لڑکی کے روپ میں دیکھا جو بھیم کے ساتھ بیٹھ کر میٹھی میٹھی باتیں کر رہی تھی۔ ہڈمب انتہائی غصے کے عالم میں بھیم اور اپنی بہن پر جھپٹا۔ بھیم نے اس پکڑا اور گھسیٹتے ہوئے دور لے آیا تا کہ وہاں لڑائی کے شور سے کنتی کی نیند میں خلل نہ پڑ جائے۔ لڑائی شروع ہوتی ہے، لیکن بھیم جلد ہی اس راکھشس کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد ہڈمبا پر جھپٹتا ہے، تو وہ بھاگ کر کنتی کے پاؤں پڑ جاتی ہے۔ ماتا، میں آپ کی بہو بننا چاہتی ہوں، میری بنتی قبول کر لیں، میں چاہتی ہوں میری کوکھ سے بھیم سین جیسا سورما پیدا ہو۔ ماں کے کہنے پر بھیم ہڈمبا سے شادی کر لیتا ہے، جس سے اس کا گھٹوت کچ نام کا ایک بہت ہی طاقتور اور ذہین بیٹا پیدا ہوتا ہے۔ جب وہ تھوڑا بڑا ہوتا ہے تو کنتی اسے کہتی ہے۔ تم پانڈوؤں کے سب سے بڑے بیٹے ہو، وقت آنے پر ہماری مدد کرنا، اب تم جہاں جانا چاہتے ہو چلے جاؤ۔ گھٹوت کچ دادی کی اجازت پا کر شمال کی جانب چلا جاتا ہے۔

پانڈو جنگل سے نکل کر ایک چکر پوری نامی گاؤں میں آ کر ایک برہمن کے ہاں ٹھہرتے ہیں اور برہمنوں کا روپ دھارے دن کو بھیک مانگ کر اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ چار پانڈو باہر جاتے ہیں اور باری باری ایک بھائی گھر میں ماں کی حفاظت کیلئے ٹھہرتا ہے۔ ایک دن کنتی سو رہی ہوتی ہے تو گھر میں رونے اور سسکیوں کی آواز سن کر جاگ جاتی ہے۔ اسے لگتا ہے کہ اس کے میزبان پر کوئی آفت آن پڑی ہے۔ جب وہ برہمن کے پاس جا کر رونے کی وجہ پوچھتی ہے تو پہلے تو وہ اسے بتانے سے گریز کرتا ہے، لیکن کنتی کے اصرار پر بتاتا ہے۔ اے دیوی، ہم ایک آسیب زدہ گاؤں میں رہتے ہیں، یہاں پاس ہی بکاسر نام کا ایک راکھشس رہتا ہے، جو جب جی چاہے پہلے ہمارے گاؤں میں آگھستا تھا اور ہمارے لوگوں اور مویشیوں کو کھانے کے علاوہ بہت زیادہ تباہی مچاتا تھا۔ اس سے بچنے کیلئے ہم نے طے کیا کہ باری باری ہم

اپنے مرضی سے دو مویشی، بہت زیادہ اناج ایک چھکڑے پر لاد دیں جسے اس گھر کا کوئی مرد گھسیٹ کر لے جائے اور ان سب کو کھا کر راکھشس اپنے بھوک مٹا پائے۔ اسی معاہدے کے تحت کل ہماری باری ہے جب ہمارے گھر کا ایک فرد بکاسر کا نوالہ بنے گا۔ کنتی اسے دلاسا دیتے ہوئے کہتی ہے، تم فکر نہ کرو، بس اناج اور دو مویشیوں کا انتظام کرو، کل میرا بیٹا بھیم اس چھکڑے کو لے کر راکھشس کے پاس جائے گا۔ برہمن اپنے مہمان کی اس قربانی پر راضی نہیں ہوتا، لیکن کنتی اسے یقین دلاتی ہے کہ میرے بیٹے کو کچھ نہیں ہو گا۔ وہ بہت طاقتور ہے، اور اس سے پہلے بھی ایک راکھشس کو مار چکا ہے۔ کل وہ اس بکاسر کو مار کر پورے گاؤں کو ہمیشہ کیلئے اس مصیبت سے نجات دلا دے گا۔

بھیم دوسرے دن خوارک اور مویشی لے کر بکاسر کے ٹھکانے پر پہنچتا ہے اور لائی ہوئی خوراک خود ہی کھانا شروع کر دیتا ہے۔ بکاسر کو انسان کی موجودگی کی بو آتی ہے تو وہ خوشی خوشی باہر آتا ہے، لیکن یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہیں رہتی کہ اس کے حصے کا کھانا بھیم کھا رہا ہے۔ بکاسر کو بہت غصہ آتا ہے وہ پیچھے سے آکر بھیم کو ٹھوکر مارتا ہے۔ بھیم اپنی جگہ سے نہیں ہلتا، بلکہ ایک ہاتھ سے بکاسر کو نیچے دبا لیتا ہے اور دوسرے ہاتھ سے کھانا کھاتا رہتا ہے۔ جب تمام کھانا ختم ہو جاتا ہے، تو بھیم اٹھ کر ایک دم سے ہی بکاسر کو ختم کر دیتا ہے۔۔ صبح کے وقت جب لوگ جاگتے ہیں تو انہیں وہاں بکاسر کی مسخ شدہ لاش ملتی ہے۔ پل بھر میں پورا گاؤں اکٹھا ہو جاتا ہے، وہ جہاں خوشی سے دیوانے ہوئے جا رہے ہیں، وہیں یہ جاننا چاہتے ہیں کہ یہ پانچ مرد اور ایک عورت کون ہے یہ یہاں کیوں آئے ہیں اور کہاں سے آئے ہے۔ بھیم کے کارنامے کی خبریں گرد و نواح کے دیہات تک پھیلنا شروع ہو جاتی ہیں۔ کنتی اور اسے کے بیٹوں کو خدشہ لاحق ہوتا ہے کہ کہیں ان کی اصلیت کا بھید نہ کھل جائے۔ لہٰذا وہ چپکے سے ایک چکر پوری گاؤں چھوڑ دیتے ہیں۔

نوٹ: اگلی قسط میں دروپدی کے سوئمبر کا ذکر ہونا تھا، جہاں بھگوان کرشن بھی ہوں گے۔ لہٰذا کہانی کو روک کر پہلے کرشن کی زندگی پر مواد شیئر کیا جائے گا۔

ایک چار پوری نامی گاؤں سے نکل کر پانڈو اتکو چک نامی گاؤں میں آ بسے۔ یہاں انہیں پانچال کے راجہ دھرپد کی بیٹی راجکماری دروپدی کے سوئمبر کی خبر ملی۔ گاؤں کے تمام برہمن بہت زیادہ خیرات و تحائف ملنے کی امید کے علاوہ سوئمبر کا نظارہ دیکھنے کے میں پانچال کی طرف چل پڑے۔ کنتی نے بڑے بیٹے یدھشٹر کو کہا، ہمیں یہاں آئے کافی وقت ہو گیا ہے، یہاں کی وادیاں اور پہاڑیاں بھی دیکھ لی ہے۔ بھیک بھی یہاں زیادہ نہیں ملتی، تم سب پانچال جاؤ، کیونکہ سنا ہے وہ بہت امیر راجدھانی ہے اور وہاں بہت زیادہ بھیک ملے گی۔ سب پانڈو برہمنوں کی ایک ٹولی کے ساتھ برہمنوں کے بھیس میں چل پڑے۔

راجہ دھرپد اس سے پہلے ارجن کے استاد درون اچاریہ کے ہاتھوں ذلیل و رسوا ہونے کے علاوہ اپنی آدھی سلطنت کھو چکا تھا۔ اس نے بہت زیادہ پوجا کی کہ اس کے ہاں کوئی ایسا سورما جنم لے جو درون اچاریہ سے اس کا ہزیمت بدلہ لے۔ دروپدی کے سوئمبر کے وقت دھرپد بہت زیادہ خواہش تھی کہ ارجن جیسا سورما اس کا داماد بنے جس سے اس کی طاقت میں اضافہ ہو جائے۔ جب اسے وارنوات کے محل میں سب پانڈوؤں کے جلنے کی خبر ملی تھی تو وہ بہت اداس ہوا تھا، لیکن جب اسے پتہ چلا کہ وہ خبر جھوٹی تھی۔ تو اسے بہت خوشی کے ساتھ یہ امید بھی بندھی کہ شائد ارجن اس سوئمبر میں حصہ لینے آئے۔

سوئمبر بھون بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ سوئمبر کی جگہ ایک ستون بنایا گیا تھا، جس کے اوپر لگا لکڑی کا ایک گول تختہ تھا جسے میں چند سوراخ ہیں، وہ تختہ چکر لگا رہا تھا، جس سے اس کے سوراخوں میں سے اوپر لگی ایک مچھلی نظر آتی تھی۔

راجہ دھرپد اپنے تمام وزیروں اور درباریوں کی موجودگی میں اپنے تخت پر براجمان تھا۔ راجدھانی کی پوری رعایا اکٹھی ہو چکی تھی۔ سوئمبر میں حصہ لینے آئے ارد گرد کے تمام راجے اور راجکمار اپنی اپنی نشستیں سنبھال چکے تھے، حاضرین میں ہستنا پور سے دریودھن، اس کا بھائی دوشاسن، شکونی، انگہ راج کرن، ششو پال،

جراسندھ وغیرہ کے علاوہ دوراکا کے کرشن بھی اپنے بھائی بڑے بلرام کے ساتھ نظر آرہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد پانڈو پتر بھی برہمنوں کے روپ میں آن پہنچتے ہیں۔ دروپدی کا بھائی دھرشٹا دھیومن اپنی بہن کو لے کر وہاں داخل ہوتا ہے۔ جس کی خوبصورتی دیکھ کر تمام راجاؤں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔ دروپدی کو مخصوص جگہ پر بٹھا دینے کے بعد دھرشٹا دھیومن اعلان کرتا ہے۔

یہ سامنے لوہے کی بنی کمان پڑی ہوئی ہے جسے آپ نے کسنا ہے، اور یہ تیر ہیں۔ جن سے آپ نے اس لکڑی کے گھومتے ہوئے دائرے کے پار مچھلی کا آنکھ کو نشانہ لگانا ہے۔ لیکن آپ مچھلی کو نشانہ لگاتے وقت اوپر مچھلی کو نہیں دیکھیں گے، بلکہ آپ کی نظریں نیچے تیل کے کڑھاؤ میں مچھلی کو دیکھیں اور وہیں سر نیچے کیئے مچھلی کے عکس کو دیکھتے آپ اوپر کی جانب نشانہ لگائیں گے۔ جو بھی نشانہ لگانے میں کامیاب ہو گیا اور وہ خاندانی ہوا تو دروپدی اس کے گلے میں برمالا ڈال دے گی۔ اس کے بعد دروپدی کا نام اور خاندانی پس منظر بیان کیا جاتا ہے۔

تمام راجکمار اور راجہ قسمت آزمائی کرنے کیلئے ایک ایک کر کے اٹھے۔ لیکن کوئی کمان کو اس کے وزن کی وجہ سے اٹھا نہیں سکا کوئی اسے کس نہیں پایا۔ شالو، جراسندھ، ششوپال، دریودھن وغیرہ سب بری طرح ناکام ہوتے ہیں۔ بالاخر کرن اٹھتا ہے ہر کسی کو یقین ہے کہ کرن یہ سوئمبر جیت جائے گا۔ کرن کمان کو بہت آسانی سے اٹھا کر کستا ہے، اور نشانہ لگانے والی جگہ پر لا کر نیچے تیل میں دیکھ کر تیر کمان کے اندر ڈالتا ہے، لیکن اسی وقت کرشن دروپدی کے کان میں سرگوشی کرتا ہے، دروپدی ایک دم کھڑی ہو کر کہتی ہے۔ میں ایک رتھ چلانے والا کے بیٹے کے ساتھ شادی کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ کرن کمان واپس رکھ کر غصے سے پیر پٹختا واپس چلا جاتا ہے۔ اب سوئمبر میں حصہ لینے والوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو اس شرط کو پوری کر کے دروپدی کو حاصل کر سکے۔ حاضرین بھی اس شرط کے کڑے ہونے کا گلہ کر رہے ہیں۔ دروپدی کا باپ اور بھائی دھرشٹا دھیومن اور شکھنڈی بھی فکرمند ہیں کہ کوئی بھی سوئمبر کی شرط پورا کرنے کے اہل نہیں بچا۔ یکایک براہمنوں کی ٹولی میں سے ایک برہمن اٹھتا ہے جو سوئمبر میں حصہ لینا چاہتا ہے، سب حاضرین مذاق اڑانا شروع کر دیتے ہیں کہ جس شرط کو کوئی کھشتری پوری نہ کر پایا، اس ایک برہمن کیسے پوری کرے گا۔

برہمن کمان کستا ہے، شرط کے مطابق تیل کے کڑھاؤ میں دیکھ کر تیر چلاتا ہے جو سیدھا مچھلی کی آنکھ میں جا کر پیوست ہو جاتا ہے۔ مجمع میں ہر کسی کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں۔ دھرپد، دھرشٹا دھیومن اور شکھنڈی کے لٹکے ہوئے چہرے ایک دم خوشی سے تمتما اٹھتے ہیں۔ دروپدی آگے بڑھ کر برہمن کے گلے میں ہار ڈالتی ہے۔ یہ برہمن پانڈو کا بیٹا ارجن تھا۔ یدھشٹر کو ڈر ہے کہ ہم پانچوں بھائی اکٹھے نظر آنے کی وجہ سے کہیں پہچانے نہ جائیں۔ وہ ارجن کی حفاظت کیلئے بھیم کو چھوڑ کر واپسی کی راہ لیتا ہے۔ سوئمبر بھون میں کھشتریوں کی بجائے ایک برہمن کے سوئمبر جیت جانے پر بہت زیادہ ہنگامہ ہوتا ہے اور اسے کھشتریوں کی بے عزتی پر معمول کیا جاتا ہے، لیکن کرشن سارے معاملے کو سنبھال لیتا ہے۔ بھیم اور ارجن بھی تھوڑی دیر بعد دروپدی کو لے کر گھر کا رخ کرتے ہیں۔

گھر جاتے ہوئے ارجن کو مذاق سوجھتا ہے، وہ گھر داخل ہونے کی بجائے دروازے پر کھڑے ہو کر ماں سے کہتا ہے، ماں آج بہت اچھی بھیک ملی ہے۔ ماں وہیں سے جواب دیتی ہے، سب بھائی آپس میں بانٹ لو۔ ماں کی بات سن کر دروپدی اور ارجن کا جسم سن ہو کر رہ جاتا ہے، لیکن تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ ماں بھی جب دروازے سے باہر نکل کر ایک سجی سجائی خوبصورت دلہن دیکھتی ہے تو اسے بہت پچھتاوا ہوتا ہے۔ وہ اپنے بڑے بیٹے یدھشٹر کو کہتی ہے، تم تو ویدوں کا علم رکھتے ہو، کیا یہ ممکن ہے کہ میری بات بھی رہ جائے اور ہم اس پیچیدہ صورت حال سے بھی نکل پائیں۔ سب سر جوڑ کر بیٹھ جاتے ہیں کہ اس مسئلے سے کیسے نپٹا جائے کیونکہ سب بھائیوں نے ہمیشہ ماں کی ہر بات کو خدائی حکم سمجھ کر مانا تھا۔ یدھشٹر جواب دیتا ہے، ماں ہو سکتا ہے کہ آپ کے اس فقرے کے پیچھے کچھ ایسی حکمت پوشیدہ ہو جسے ہم اس وقت جاننے سے قاصر ہیں۔

دوسرے دن دھرپد شاہی رتھ بھیج کر اپنی بیٹی سمیت سب بھائیوں کو بلاتا ہے۔ یدھشٹر اسے بتاتا ہے، مہاراج ہم برہمن نہیں بلکہ ہستناپور کے مرحوم بادشاہ پانڈو کے بیٹے ہیں۔ میں سب سے بڑا یدھشٹر ہوں اور یہ چار میرے چھوٹے بھائی ہیں۔ جس نے کل تمہاری بیٹی کا سوئمبر جیتا تھا، وہ میرا چھوٹا بھائی اور نامور تیر انداز ارجن تھا۔ دھرپد اور اس کے بیٹے یہ سن کر بہت خوش ہوتے ہیں کہ ان دروپدی ہستناپور جیسی راجدھانی کی رانی بنے گی۔ جب دھرپد بیٹی کی شادی ارجن سے کرنے کی بات کرتا ہے تو یدھشٹر اسے اپنی ماں والا قصہ بتاتا ہے۔ دھرپد یہ سن کا چکرا جاتا ہے کہ اس کی بیٹی پانچ بھائیوں کی بیوی بنے گی۔ لیکن کرشن اور وید ویدویاس بھی وہیں تھے جنھوں نے بتایا۔ کہ دروپدی کا پانچ شوہروں کی بیوی بننا اس کے پچھلے جنم کی شیو بھگوان سے مانگی گئی دعا کا نتیجہ ہے۔ دروپدی نے پچھلے جنم میں دعا مانگی تھی کہ اسے سچا، طاقتور، بہت بڑا تیر انداز، خوبصورت اور صابر شوہر ملے۔ کسی بھی انسان میں ایک وقت میں اتنی خوبیاں ہونا ممکن نہیں ہے۔ اس لیئے دروپدی کی دعا اس انداز میں قبول ہوئی کہ اسے یدھشٹر جیسا سچا، بھیم جیسا طاقتور، ارجن جیسا تیر انداز، نکل جیسا خوبصورت اور سہدیو جیسا صابر شوہر ملا ہے۔ اور یوں دروپدی پانچ بھائیوں کی بیوی بن جاتی ہے۔

دریودھن جو ابھی تک پانڈوؤں کے مرنے کی وجہ سے خوش تھا، جب اسے پتہ چلتا ہے کہ سب بھائی زندہ ہیں بلکہ وہ دیوی جیسی خوبصورت دروپدی کے شوہر بھی بن چکے ہیں، اور اب پانچال کا راجہ دھرپد ان کا سسر، دھرشٹا دھیومن اور شکھنڈی ان کے سالے ہیں۔ تو وہ اپنے بھائیوں، ماما اور کرن کا بلا کر صورت حال سے آگاہ

کرتا ہے کہ پانڈو اپنی ماں سمیت نہ صرف بچ گئے ہیں، بلکہ اپنی نئی رشتہ داری کی وجہ سے بہت طاقتور ہو گئے ہیں۔ ہر کوئی اپنی اپنی صلاح دیتا ہے۔ کرن صلاح دیتا ہے کہ چونکہ وہ سب شادی میں مصروف ہوں گے، لہذا ان پر حملہ کر کے سب کو ایک ساتھ ختم کر دیا جائے۔ ان کی یہ باتیں دربار تک پہنچ جاتی ہیں، جہاں بھیشم پتامہ اور ودھر بہت سخت مخالفت کرتے ہیں۔ بھیشم کے بقول پانڈوؤں کے ساتھ بہت زیادتی کی جاچکی ہے، ان سے ان کا حق چھینا گیا ہے۔ لہذا اب اس ناانصافی کا ازالہ کرنے کی ایک ہی صورت ہے کہ ہستناپور کی راجدھانی کو دو حصوں می بانٹ دیا جائے اور پانڈوؤں کا ان کا جائز حق دیا جائے۔ اچاریہ درون بھی بھیشم کی بات کو سراہتے ہوئے کہتا ہے کہ ہمیں ایک ایلچی بھیجنا چاہیئے جو دروپدی جو اب اس خاندان کی بہو ہے، اس کیلئے بہت زیادہ تحائف لے کر جائے بلکہ ان سب کو واپس ہستناپور لایا جائے۔ چنانچہ ودھر کو دروپدی اور راجہ دھرپد کیلئے بہت زیادہ تحائف کے ساتھ پانچال کے پایہ تخت کامپلیا بھیجا جاتا ہے۔ جو وہاں جا کر پانڈوؤں کو ہستناپور واپس آنے کی دعوت دیتا ہے۔ پانڈو اپنے سسر اور کرشن سے صلاح مشورے کے بعد واپس ہستناپور آجاتے ہیں۔

چند دنوں بعد دھرت راشٹر سب کو دربار میں بلا کر کہتا ہے، میں اپنے چھوٹے بھائی مرحوم پانڈو سے بہت محبت کرتا ہوں، اس کے بچے مجھے اپنے بیٹے دریودھن جتنے عزیز ہیں۔ ماضی میں جو ہو چکا، اسے بھول کر ہم نئے تعلق کی بنیاد رکھتے ہیں۔ اور اس کیلئے میں اپنی راجدھانی میں سے کھانڈو پرستھ کا اپنے بھائی کے بیٹوں کو دیتا ہوں، یہ وہاں جا کر بس جائیں اور عدل وانصاف سے حکومت کریں۔ یدھشٹر اس تجویز کو مان لیتا ہے اور کچھ دنوں بعد سب وہاں روانہ ہو جاتے ہیں۔

کھانڈو پرستھ کورو سلطنت کا دریائے جمنا کے کنارے پر واقع ایک ایسا حصہ تھا، جہاں کبھی کورو رہا کرتے تھے، مگر اب یہ علاقہ کافی عرصہ سے ویران پڑا ہوا تھا۔ اور اپنے گھنے جنگلات کی وجہ سے ڈاکوؤں اور درندوں کی اماجگاہ بن چکا تھا۔ جب پانڈو اس علاقے میں بسے تو ان کے پیچھے ہستناپور سے بہت سے امراو شرفا، عالم، مختلف ہنر مند اور کاریگر بھی ساتھ چلے آئے۔ پانڈوؤں نے کھانڈو پرستھ کے اس ویرانے کو اپنی انتھک محنت سے جلد ہی ایک امیر راجدھانی میں تبدیل کر دیا اور وہاں اندر پرستھ نام سے ایک نیا شہر بسایا۔ قدرتی خوبصورتی سے یہ علاقہ تو پہلے سے ہی مالا مال تھا۔ چنانچہ صفائی کرنے اور جنگل ہٹانے کے بعد جب یہاں محلات، دوکانیں اور باغات نظر آئے تو ایسا لگنے لگا جیسے جنگل کے ساتھ ایک جنت وجود میں آگئی ہے۔ اندر پرستھ کی خوشحالی اور اچھے نظم ونسق کی وجہ سے اردگرد سے عام لوگوں کے علاوہ بہت زیادہ رشی اور منی بھی وہاں آکر بس گئے۔ یدھشٹر کی عادلانہ حکومت کا شہرہ چاروں طرف پھیل رہا تھا۔

ارجن سبھدرا کو اغوا کرتے ہوئے

ایک دن یدھشٹر اپنے بھائیوں اور دروپدی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ دیو رشی نارد وہاں آن پہنچے، سب نے اٹھ کر انہیں سلام کیا، تھوڑی دیر بعد دروپدی وہاں سے چلی گئی تو دیوو رشی نارد بولے "او پانڈو پُترو، دروپدی تم سب بھائیوں کی مشترکہ بیوی ہے، تم مل کر کچھ ایسا طے کر لو جس سے تم میں دروپدی کی وجہ سے کوئی اختلاف نہ پیدا ہو"۔ نارد جی کے کہنے پر سب بھائی اس بات پر متفق ہوئے کہ دروپدی ایک خاص وقت کیلئے ایک بھائی کے ساتھ وقت گزارے اور جب دروپدی کسی ایک بھائی کے ساتھ ہو گی، تو کوئی دوسرا اس جانب نہیں جائے گا، اور اگر کسی نے اس کی خلاف ورزی کی تو اسے بارہ سال کیلئے جلاوطنی اختیار کر کے وعدہ شکنی کا کفارہ ادا کرنا ہو گا۔ دروپدی کا مسئلہ طے کرانے کے بعد نارد جی وہاں سے چل دیئے۔

بہت عرصہ سب بھائی اس فیصلے پر بہت خوش اسلوبی سے عمل کرتے رہے، تا آنکہ ایک برہمن محل کے سامنے آکر سب پانڈوؤں کو برا بھلا کہنے لگا، اس کے بقول اس کی کچھ گائیں لٹیرے چھین کر بھاگ گئے ہیں، اور پانڈوؤں نے اس کی گائیں واپس لانے کیلئے کچھ نہیں کیا۔ تم یہاں مزے کر رہے ہو اور میرا سب کچھ لٹ گیا۔ جو راجہ اپنی رعایا کی حفاظت نہ کرے وہ گناہگار ہوتا ہے، برہمن کی یہ بات سن کر ارجن کو غصہ آگیا، اور اس نے کہا، میں ابھی تمہاری گائیں جا کر واپس

لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اپنی تیر کمان لینے کیلئے اندر گیا، اور وہاں کمرے میں یدھشٹر اور دروپدی اکٹھے پایا۔ ارجن کا یہ قدم رشی نارد سے کیئے گئے وعدے کے خلاف تھا، ارجن اپنا تیر کمان لے کر نکلا اور گائیں واپس لا دیں، بعد میں اس نے یدھشٹر سے کہا، میں نے وعدہ خلافی کی ہے، لہذا میں بارہ سال کیلئے جلاوطنی اختیار کر رہا ہوں۔ یدھشٹر نے بہت سمجھایا کہ تم نے مجبوری کی وجہ سے یہ قدم اٹھایا ہے، لیکن ارجن اپنی بات پر اڑا رہا اور جنگل کی طرف چل دیا۔

ارجن اپنی جلاوطنی کے دور میں ہری دوار، کالنگ وغیرہ گیا، اسی دوران اس نے پرشورام کے آشرم میں بھی دو سال گزارے، جلاوطنی کے خاتمے کے نزدیک ارجن دوارکا گیا جہاں شری کرشن نے اس کا بھرپور استقبال کیا، اور اس کے اعزاز میں ایک میلے کا انعقاد کیا، جس میں یادوؤں کے علاوہ ارد گرد سے بہت سے لوگ آئے، ان لوگوں میں کرشن کی بہن سبھدرا بھی شامل تھی، جسے ایک نظر دیکھتے ہی ارجن فدا ہو گیا۔ کرشن نے ارجن کی نظریں بھانپتے ہوئے کہا، ارجن یہ میری بہن سبھدرا ہے، اگر تم اس سے بیاہ کرنا چاہتے ہو تو میں اس سلسلہ میں اپنے باپ سے بات کر سکتا ہوں۔ ارجن کی رضامندی پاتے ہی کرشن سوچ میں پڑ گئے اور پھر بولے، میں اپنے باپ سے بات تو کر سکتا ہوں، لیکن ایک مسئلہ ہے، ہمارے ہاں سوئمبر کا رواج ہے اور یہ ضروری نہیں کہ سبھدرا تمہیں ہی بر مالا پہنائے۔ اس لیئے بہتر ہو گا کہ تم کوئی مناسب موقع پا کر سبھدرا کو اغوا کر لو، کھشتریوں میں لڑکی کو اغوا کر کے اس سے بیاہ کرنا تو عام سی بات ہے۔

چند دنوں بعد دوارکا کی رے وتک نامی پہاڑی پر ایک بہت بڑا میلہ لگا جہاں سبھدرا بھی اپنی سہیلیوں کے ساتھ خاندانی مندر میں پوجا کیلئے گئی۔ کرشن اپنا ذاتی رتھ پہلے ہی ارجن کو دے چکا تھا، اس رتھ میں حفاظت کیلئے تمام قسم کے ہتھیار موجود تھے، ارجن موقع غنیمت جانتے ہوئے پوری تیاری سے پہاڑی پر پہنچا۔ سبھدرا اپنی سہیلیوں کے ساتھ واپس آ رہی تھی، ارجن نے اسے اس برق رفتاری سے اٹھا کر اپنے رتھ میں پھینکا کہ سبھدرا کی سہیلیوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

سبھدرا کے اغوا کی خبر جب دوارکا پہنچی تو یادوؤں نے پنچایت بلائی کہ اس بے عزتی کا بدلہ لینے کیلئے کیا قدم اٹھایا جائے۔ پنچایت میں کرشن کا بڑا بھائی بلرام غصے سے پھنکار رہا تھا، جبکہ اس کے برعکس کرشن دم سادھے بالکل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ بلرام کو کرشن کی پراسرار خاموشی پر شک گزرا تو بلرام کے کے سوال پر کرشن نے جواب دیا۔ ارجن نے صرف سبھدرا کو ہی اغوا نہیں کیا، وہ میرا رتھ بھی لے گیا ہے جس میں میرے تمام ہتھیار تھے۔ لیکن ہمیں غصے کی بجائے ٹھنڈے دل سے سوچنا ہو گا۔ ارجن ایک بہت بڑا سورما اور ہماری پھوپھی کنتی کا بیٹا ہے۔ ہمیں اپنی بہن کے اغوا کو بے عزتی نہیں سمجھنا چاہیئے کیونکہ ارجن جیسے سورما پانڈو پتر کے ساتھ رشتہ داری ہونا ہمارے لیئے باعث فخر ہے، ہمیں دونوں کو یہاں بلا کر ان دونوں کا دھوم دھام سے بیاہ کرنا چاہیئے۔ سب یادوؤں نے کرشن کی تجویز سے اتفاق کیا اور ارجن کو بہت عزت سے واپس لایا گیا، جہاں سبھدرا کا ارجن سے بیاہ ہوا، ارجن ایک سال تک دوارکا میں ہی رہا۔ ارجن کی بارہ سالہ جلاوطنی ختم ہو چکی تھی اور وہ بیوی کو لے کر اندر پرستھ واپس آ گیا۔ جہاں سبھدرا سے اس کا ابھیمنیو نامی بیٹا پیدا ہوا۔

یدھشٹر کے حکمرانی تلے اندر پرستھ کا راج بہت خوش اسلوبی سے چل رہا تھا، یدھشٹر کو اس کے چند درباریوں نے مشورہ دیا کہ وہ بھی راجسویہ قربانی کر اپنے آپ کو مہاراجہ قرار دیے۔ یدھشٹر نے اس اہم مسئلہ پر کرشن سے مشورہ کرنا ضروری سمجھا۔ کرشن کے آنے پر یدھشٹر نے بتایا، میرے لوگ چاہتے ہیں کہ میں راجسویہ قربانی کر کے اپنے مہاراجہ ہونے کا اعلان کروں، لیکن آپ تو جانتے ہیں کہ اس قربانی کیلئے تمام راجاؤں کی رضامندی اور اطاعت ضروری ہوتی ہے۔ آپ ہم سب میں ایسے ہیں جو کسی کو خوش کرنے کیلئے کبھی غلط صلاح نہیں دیتے اور جذبات سے مغلوب ہوئے بغیر سچ کہتے ہیں۔۔ کرشن نے کہا، میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت کوروؤں یا ان کے حلیفوں میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو آپ کے سامنے سر اٹھا سکے، مجھے نہیں لگتا کہ دریودھن اور کرن بھی اس کی مخالفت کریں گے، لیکن مگدھ کا راجہ جراسندھ آپ کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ جب تک آپ اسے زیر نہیں کرتے، آپ اپنے آپ کو مہاراجہ نہیں کہلوا سکتے۔ جراسندھ کو ہرانا آسان نہیں ہے اسی وجہ سے ششوپال سمیت تمام کھشتری اس سے ڈرتے ہیں۔ کیا آپ یاد ہے جب اگرسین کا بیٹا کنس جراسندھ کا داماد بنا تھا تو ہم نے جراسندھ پر حملہ کیا تھا، تین سال کی جنگ کے بعد ہمیں ہار ماننی پڑی اور ہم متھرا چھوڑ کر دوارکا میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے، اور وہاں اپنی حکومت کی بنیاد رکھی۔ مہاراجہ کہلوانے کی ایک ہی صورت ہے کہ ہم سب مل کر جراسندھ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیں، اس سے آپ نہ صرف مہاراجہ کہلوا سکیں گے بلکہ جراسندھ کی قید میں بند راجاؤں کو آزادی دلوانے سے ان کی حمایت بھی حاصل کر لیں گے۔

یدھشٹر کے جراسندھ کے متعلق پوچھنے پر کرشن نے بتایا کہ مگدھ میں برہ درتھ نام کا ایک راجہ ہوا کرتا تھا، اس نے کاسی کے راجہ کی دو بیٹیوں سے شادی کی تھی، لیکن دونوں بے اولاد تھیں۔ برہ درتھ چنڈ کوشک نام کے ایک رشی کے پاس پہنچا جس نے اسے ایک آم یہ کہہ کر دیا کہ اسے کھانے سے تمہاری بیوی ایک بہت طاقتور بچے کو جنم دے گی۔ برہ درتھ نے ایک کی بجائے دو بچے پیدا کرنے کے لالچ میں اس آم کے دو ٹکڑے کیئے اور دونوں بیویوں کو آدھا آدھا کھانے کیلئے دیا، جس سے دونوں بیویوں کے ہاں مردہ حالت میں دو آدھے بچے پیدا ہوئے، جن کی آدھا سر، ایک آنکھ، ایک بازو اور ایک ٹانگ تھی، برہ درتھ انہیں دیکھ کر بہت افسردہ ہوا اور انہیں کپڑے میں باندھ کر باہر پھینکوا دیا۔ جرا نام کی ایک آدم خور راکھشسی وہاں سے گزری تو اس نے جونہی ان بچوں کو اکٹھا کر کے نوالہ بنانا چاہا تو یہ بچے مل کر ایک جیتا جاگتا بچہ بن گئے۔ راکھشسی اسے دیکھ کر حیران رہ گئی اور ایک عورت کا روپ دھار کر برہ درتھ کے دربار میں آ کر اسے بتایا، یہ آپ کا بچہ ہے، یہ بچہ بڑا ہو کر بہت طاقتور ہو گا، اسے کوئی بھی ہتھیار زیر نہیں کر پائے گا، لیکن اس میں ایک خامی ہو گی کہ اس کا جوڑ مضبوط نہیں ہو گا، چنانچہ جب کوئی اس پر بہت

زیادہ زور لگائے گا تو اسے دوبارہ دو حصوں میں تقسیم کر دے گا۔ چونکہ یہ بچہ جرا نامی راکھشسی نے راجہ کو دیا تھا تو اسی راکھشسی کے نام پر اس کو جراسندھ کہا جانے لگا جو اپنے باپ کے بعد مگدھ کا راجہ بنا۔

کرشن کی باتیں سن کر یدھشٹر کا ارادہ بدلنے لگا اور اس نے کرشن کو کہا، میں سمجھتا ہوں کہ ایک راجہ کو اپنی راجدھانی کو عدل و انصاف سے چلانے پر توجہ دینی چاہیئے، ایک مہاراجہ بننے کی خواہش سوائے دکھاوے کے کچھ نہیں ہے، یہ میرے بھائیوں کی خواہش تھی کہ میں مہاراجہ کہلاؤں وگرنہ مجھے اس میں کوئی دلچسپی نہیں ہے، اور ویسے بھی جس دشمن کا سامنا کرتے آپ ڈرتے ہیں، اس کے سامنے ہماری کیا اوقات ہے۔ یدھشٹر کی اس بزدلی کی باتیں سن کو بھیم غصے سے بول اٹھا، جاہ پسندی ایک راجہ کی صفت ہوتی ہے، طاقتور ہونے کا کیا فائدہ جب انسان اپنی طاقتکا مظاہرہ نہ کر پائے۔ مجھے کاہلی اور بزدلی کی زندگی پسند نہیں ہے۔ کئی بار ایسے ہوا کہ انسان تدبیر سے اپنے سے طاقتور دشمن پر بھی غالب آیا۔ طاقت اور تدبیر سے کیا حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔ میری طاقت، کرشن جی کی عقل اور ارجن کی مہارت کسی کو بھی زیر کر سکتی ہے۔ کرشن جی بولے، جراسندھ کو مرنے کا حقدار ہے اور وہ مرے گا۔ اس نے چھیاسی راجدھانیوں پر قبضہ کر کے ان کے راجاؤں کو قید کیا ہوا ہے، اسے چوودہ مزید راجاؤں کی ضرورت ہے، جب اس کے پاس سو راجہ قیدی ہو جائیں گے تو وہ ان سب کو قتل کر کے امر ہو جائے گا۔ لیکن اگر بھیم اور ارجن میرا ساتھ دیں تو ہم اسے قتل کر دی گے۔ یدھشٹر کو یہ بات پسند نہ آئی اور وہ بولا، بھیم اور ارجن میرے دو آنکھوں کی طرح ہیں، میں مہاراجہ بننے کے لالچ میں ان کی قربانی نہیں دے سکتا۔ بھائی کی یہ بات سن کر ارجن بول اٹھا، ہم کھشتری ہو کر بزدلوں والی زبان بول کر کھشتریوں کی عزت کو خاک میں ملا رہے ہیں، اس سے تو بہتر ہے کہ ہم گیروے رنگ کے کپڑے پہن کر جنگل میں جا کر سادھوؤں کی زندگی گزاریں۔ کرشن جی بولے، موت تو سب کو آتی ہے خواہ کوئی بہادر ہو یا بزدل، ایک کھشتری کی زمہ داری ہے کہ وہ اپنے عقیدے اور نسل سے وفادار رہے اور سچ کی لڑائی میں حصہ لے کر اپنی شان و شوکت میں اضافہ کرے۔ یدھشٹر ان کی دلیلوں کے سامنے بے بس ہو کر اجازت دینے پر مجبور ہو گیا۔

کرشن، بھیم اور ارجن کو ساتھ لیئے مگدھ جا پہنچے، اور جراسندھ کو بتایا، میں واسودیو کا بیٹا کرشن ہوں، یہ پانڈو کے بیٹے بھیم اور ارجن ہیں، ہم تم سے مقابلہ کرنے آئے ہیں۔ ہم میں سے کسی کو بھی مقابلے کیلیئے چن لو، مقابلہ کشتی کا ہو گا اور یہ کسی ایک فریق کے مرنے پر ہی ختم ہو گا۔ جراسندھ نے جواب دیا، تم ایک گوالے ہو، اور ارجن ایک بچہ ہے، اس لیئے تم دونوں میرا مقابلہ کرنے کے اہل نہیں ہو، میں بھیم سے لڑوں گا۔ جراسندھ نے مگدھ کا تخت اپنے بیٹے سہدیو کے حوالے کیا اور خود اکھاڑے میں اترا۔ مقابلہ تیرہ دنوں تک بغیر ہار جیت کے جاری رہا، اگلے دن جراسندھ تھکن کا شکار نظر آنے لگا۔ جسے بھانپتے ہوئے کرشن نے گھاس کا ایک گچھا بنا کر اسے درمیان سے توڑ کر مختلف سمتوں میں پھینک دیا، بھیم اس اشارے کو سمجھ گیا اور اس نے جراسندھ کو کندھے پر اٹھا کر سو چکر دے کر دور پھینک دیا اور پھر اس کے ایک پاؤں پر اپنا پاؤں رکھ کر اسے دو حصوں میں چیر دیا۔ جراسندھ کے مرنے کے بعد کرشن نے چھیاسی راجاؤں کو جراسندھ کے قید خانے سے آزاد کیا، جنہوں نے وعدہ کیا کہ وہ اس احسان کے بدلے یدھشٹر کے مہاراجہ بننے کیلیئے راجسویہ میں مدد دیں گے

جراسندھ کی موت کے بعد راجسویہ یگیا کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں بچی تھی، لیکن پھر بھی یدھشٹر نے اپنے بھائیوں کو مختلف اطراف میں بھیجا تاکہ اگر کسی اور کو اس رسم پر اعتراض ہو تو اس سے نپٹ لیا جائے۔ ارجن شمال، بھیم سین مشرق، سہدیو شمال اور نکُل مغرب کی طرف روانہ ہوئے جہاں کئی راجاؤں نے بغیر لڑے ہی اپنی اطاعت کا یقین دلایا اور کچھ جگہوں پر لڑائیاں ہوئیں جہاں یہ بھائی فاتح ہوئے۔ ان فتوحات کے نتیجے میں پانڈوؤں کے ہاتھ بہت دولت بھی آئی۔ بھائیوں کی واپسی پر یدھشٹر نے راجسویہ یگیا کا انتظام کیا۔ جس کے لیئے تمام قابل ذکر راجاؤں، رشیوں اور منیوں کو مدعو کیا گیا، مہمانوں میں دوارکا سے واسودیو اور کرشن، ہستناپور سے مہاراج دھرت راشٹر، گاندھاری، بھیشم، ودھر، دریودھن اور اس کا بھائی دوشاسن، شکونی، کرپاچاریہ، درون اچاریہ، اشوتھاما کے علاوہ کرن، کنتی کے باپ مہاراج دھرپد کے علاوہ مہارشی ویدویاس بھی شامل تھے۔ رسم شروع کرتے سے پہلے یدھشٹر کو فیصلہ کرنا تھا کہ رسم کس کے نام کی پوجا سے شروع کی جائے۔ یدھشٹر نے بھیشم سے مشورہ مانگتے ہوئے کہا، "پتامہ اس محفل میں بڑے بڑے راجہ اکٹھے ہوئے جو اپنی بہادری، عقلمندی اور مختلف فنون میں مہارت کی وجہ سے بہت شہرت رکھتے ہیں، ان میں سے آپ کس کے نام کی پوجا سے رسم شروع کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ بھیشم نے جواب دیا" میں سمجھتا ہوں پوجا کا آغاز شری کرشن کے نام سے کیا جائے کیونکہ ان کی موجودگی سے محفل میں الوہیت پیدا ہوئی ہے۔ ویسے بھی وہ تمہارے دوست، فلاسفر، رکھوالے اور اس رسم کے نگہبان ہیں"۔ یدھشٹر نے یہ سن کر مقدس پانی سے شری کرشن کے پاؤں دھوئے، واسودیو کو نذر پیش کی اور پوجا شروع ہو گئی۔

چیدی کا راجہ ششوپال جو کرشن جی کا ماموں زاد ہونے کے باوجود اس سے بہت نفرت کرتا تھا، وہ اس منظر کو دیکھ کر اپنی نشست سے کھڑا ہو گیا۔ اس نے یدھشٹر کو مخاطب کر کے کہا، تم لوگوں کی جاہلیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے گو مجھے حیرانی تو نہیں ہوئی لیکن پھر بھی یہ کیا مضحکہ خیز صورت حال ہے، جس نے پوجا کیلیئے اجازت مانگی وہ ایک ناجائز اولاد ہے (یدھشٹر کو کنتی نے منتر کے ذریعے انصاف کے دیوتا دھرم سے پیدا کیا تھا) جس نے صلاح دی وہ اس عورت کا بیٹا ہے جو ہمیشہ بلندی سے نیچے گرتی ہے (بھیشم گنگا ندی کا بیٹا تھا) جس کو اعزاز دیا گیا وہ ایک پیدائشی بیوقوف اور گوالے کا بیٹا ہے۔ اس محفل کے متعلق میں صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ یہ احمقوں کی محفل ہے اور کسی بھی سمجھدار کو یہاں موجود نہیں ہونا چاہیئے۔ ششوپال کی بات سن کر کچھ لوگوں نے تالیاں بجائیں۔ جس کی شہہ پا کر ششوپال نے یدھشٹر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ تم نے کرشن کو اس قدر اہمیت دے کر سمجھداری کا مظاہرہ نہیں کیا، اس محفل میں اتنی عظیم ہستیاں بیٹھی ہوئی ہیں اور تم جو مہاراجہ کہلوانے کا شوق میں اس قدر دیوانے ہوئے جا رہے ہو، کیا تم اتنے جاہل ہو کہ اس بات کا بھی پتہ نہیں کہ کس کو کتنی عزت دینی ہے، تم نے اتنے بڑے راجاؤں اور سورماؤں کو دعوت دے کر بلایا اور پھر انہیں نظر انداز کر کے ان کے مقابلے میں ایک گنوار گوالے کو اتنا بڑا اعزاز دیا۔ کرشن کا تو خون ہی شاہی نہیں ہے اس کا باپ واسودیو تو راجہ اگر سین کا نوکر تھا۔ گنگا پتر بھیشم کی تو بڑھاپے کی وجہ سے مت ماری گئی ہے جو اس نے تمہیں ایسا غلط مشورہ دے کر تمہارا مذاق اڑانے جانے کا موقع پیدا کیا۔ اتنے راجاؤں کی محفل میں موجودگی کے باوجود تمہیں کوئی ایک بھی ایسا نظر نہیں آیا جسے اس اعزاز کا حقدار سمجھتے۔ اگر زیادہ عمر اور سفید بالوں کا دھیان رکھتے تو کرشن کی بجائے اس کے بوڑھے باپ واسودیو کی پوجا کرواتے۔ جنگی فن میں یکتا ہونے کا سوچتے تو یہاں درون اچاریہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ محفل میں مہارشی ویدویاس بیٹھے ہیں، بھیشم گو سٹھیا چکا ہے لیکن تمہارے گھر کا سب سے بڑا بوڑھا وہی ہے، اس کے نام سے پوجا کا آغاز کروا لیتے۔ تمہارا خاندانی استاد کرپاچاریہ یہاں ہے، ہستناپور کا راجکمار دریودھن ہے، سوور یہ دیو کا پتر کرن جو پرشورام کا شاگرد ہے، وہ بھی موجود ہے۔ اور تم نے سب کو چھوڑ کر اس اعزاز کیلیئے ایک گوالے کو بیٹے کو چنا، جو نہ تو بہادر ہے اور نہ ہی صاحب علم ہے، جو نہ کسی فن میں ماہر ہے اور نہ ہی کہیں کا راجہ ہے۔ اگر تم نے کرشن کو اپنا عزیز جان کر اس کی پوجا کی ہے تو یہاں پر دروپدی کے باپ راجہ دھرپد بھی بیٹھے ہیں، جو تم سب کے سسر ہیں۔ یہاں ایسے ایسے لوگ موجود ہیں جن کے سامنے کرشن کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ تم نے محفل میں موجود سب بڑی ہستیوں کی تذلیل کی ہے۔ پھر وہ کرشن سے مخاطب ہوا۔ کرشن اگر ان بیوقوف پانڈوؤں کی عقل نے ساتھ نہیں دیا تو تمہیں تو سوچنا چاہیئے تھا کہ میں اس قابل ہوں بھی یا نہیں۔ پانڈوؤں نے پوجا کے بہانے تمہارا مذاق اڑایا ہے۔ تمہاری پوجا کرنا تو ایسے ہے جیسے کسی نامرد کا بیاہ کر دیا جائے یا کسی اندھے کو کوئی خوبصورت چیز دکھائی جائے۔ اس محفل میں بیٹھنا تو میں اپنی بے عزتی سمجھتا ہوں۔ یہ کہہ کر ششوپال جانے کیلیئے اٹھ کھڑا ہوا۔

یدھشٹر نے ششوپال کے پاس جا کر اسے بہت عاجزی سے منانے کی کوشش کی۔ وہیں کھڑے بھیشم نے بھی اسے سمجھانے کی کوشش کی" ششوپال، تم ذرا سوچو، ان راجاؤں میں کوئی بھی کوئی بھی ایسا ہے جو شری کرشن کے سامنے میدان جنگ میں ٹک سکے۔ وہ ناقابل تسخیر ہیں، تینوں جہانوں میں ان جیسا کوئی نہیں ہے۔ انہوں نے بہت سے نیک کام کیئے ہیں، وہ صاحب علم ہیں، دھرماتما ہیں، وہ ہر حوالے سے اس عزت افزائی کے لائق ہیں"۔

ششوپال نے جواب دیا، " اے بھیشم، تم ایک نامرد ہو اور اسی نامردی کی وجہ سے دھرم کے خلاف کام کا دفاع کر رہے ہو۔ تم مغرور ہونے کے ساتھ ساتھ بیوقوف بھی ہو، اسی لیئے کرشن کو ایشور مانتے ہو۔ جن دو لوگوں کو کرشن نے مارا وہ بیچارے تو لڑنا ہی نہیں جانتے تھے، اسی لیئے تم نے اسے ناقابل تسخیر سمجھ لیا گیا۔ یہ احسان فراموش کرشن جس کنس کا رزق کھا کر بڑا ہوا، اسی کو ہی موقع ملنے پر مار ڈالا۔ گائے اور عورت کی تو سب ہی عزت اور حفاظت کرتے ہیں، لیکن اس ظالم نے تو ورشاسُر اور پوتنا تک کو مار ڈالا، اس کے باوجود تم اسے دھرماتما مانتے ہو، دھتکار ہے تمہاری عقل پر، تمہاری صحبت میں پانڈوؤں کی بھی مت ماری گئی ہے۔

ششوپال کی یہ باتیں سن کر بھیم کا خون کھول اٹھا اور وہ اسے مارنے کیلئے لپکا لیکن بھیشم نے اسے روکتے ہوئے کہا۔ " بھیم تم نہیں جانتے کہ اس کی زندگی کے پیچھے کیا راز ہے۔ جب یہ پیدا ہوا تو اس کے چار بازو اور تین آنکھیں تھیں۔ پیدا ہوتے ہی گدھوں کی طرح ہنہنانے لگا، اس کی یہ حالت دیکھ کر ماں باپ اسے پھینکنے والے تھے لیکن راج جیوتشی کے کہنے پر رک گئے جس نے انہیں بتایا کہ یہ بچہ بڑا ہو کر بہت ہی بہادر ہو گا، لیکن ساتھ ہی ایک بری خبر بھی ہے کہ جس کے ہاتھوں اس کی موت ہو گی ہے وہ بھی اس وقت دنیا میں آچکا ہے، ماں کے پوچھنے پر جیوتشی نے بتایا کہ اس کی موت اس کے ہاتھوں ہو گی جو اسے جونہی اپنی گود میں اٹھائے گا تو اس کے دونوں ہاتھ اور تیسری آنکھ ختم ہو جائے گی۔ اس انوکھے بچے کو دیکھنے کیلئے دور دور سے لوگ آئے، انہیں میں کرشن اور بلرام بھی تھے۔ کیونکہ وہ اس بچے کی ماں کے بھتیجے ہیں۔ ماں نے جونہی اپنا بچہ دکھانے کیلئے کرشن کو گود میں رکھا تو اس کی تیسری آنکھ اور دونوں فالتو بازو ایکدم سے جھڑ گئے۔ یہ منظر دیکھتے ہی ماں تھرا گئی اور کرشن سے خوشامد بھرے لہجے میں کہا، تم بہت رحم دل انسان ہو، میرے بچے سے کبھی کوئی غلطی یا بھول چوک ہو گئی تو معاف کر دینا۔ کرشن نے وعدہ کیا کہ اگر یہ مجھے سو بار بھی ذلیل کرے گا تو میں اسے کچھ نہیں کہوں گا۔ اسی وعدے کے ہاتھوں مجبور کرشن ششوپال کی سب باتیں سہہ رہے ہیں۔ اور یہ دھڑا دھڑ ان کی تذلیل کر رہا ہے۔

ششوپال نے اپنے زہر بھرے طعنے جاری رکھے، اور بھیشم کو مخاطب کر کے کہا، اگر پوجا ہی کروانی تھی تو کسی مناسب انسان کو اس لئے منتخب کرتے، کنس کے نوکر، گوالے اور ایک بدخصلت انسان کو دنیا کا مالک کہتے ہوئے تمہیں شرم نہ آئی۔ ششوپال نے کرشن کی طرف مخاطب ہو کر اسے مقابلے کیلئے للکارا، لیکن کرشن نے جواب دیا۔ " تم بہت گناہگار انسان ہو، تم نے ہر وہ کام کیا جس کی دھرم اجازت نہیں دیتا، تم نے پجاری ور بھوکی کی بیوی تک کو نہ بخشا اور اس سے زنا بالجبر کیا، لیکن میں تمہاری ماں کو دیئے گئے سو گناہوں کو معاف کرنے کے وعدے کے ہاتھوں مجبور ہوں۔ ششوپال لگاتار زہر اگل رہا تھا۔ ایکدم کرشن بول اٹھا، بس، تمہارے سو گناہ معاف کرنے کی گنتی پوری ہو چکی، اب تم میرے ہاتھوں بچ نہیں سکتے، کرشن نے یہ کہہ کر سدرشن چکر کو انگلی پر گھما کر اس کی طرف پھینکا جس سے ششوپال کا گلہ کٹ گیا اور اس کا دھڑ زمین پر تڑپنے لگا۔

ششوپال کے خاتمے کے بعد راجسویہ یگیا کے مخالفت میں بولنے کی کسی کو ہمت نہ ہوئی، اور رسم بہت سکون سے اختتام کو پہنچی۔ تمام راجاؤں اور رشیوں منیوں نے مہاراج یدھشٹر کو مبارکباد کے علاوہ دعائیں دیں۔ بھیشم، دھرت راشٹر، درون، کرپا اور ودھر وغیرہ واپس ہستناپور چلے آئے لیکن دریودھن وہیں رک گیا۔

دریودھن بچپن سے پانڈوؤں سے شدید نفرت کرتا تھا، اندر پرستھ میں آکر ان بھائیوں سے ان کی رعایا کی محبت، راجدھانی کی شان و شوکت اور امارت اسے آنکھ نہ بھائی، اسے دل میں حسد اور نفرت کے شدید جذبات اٹھتے محسوس ہوئے جن سے چھٹکارا پانے کیلئے وہ اندر آکر محل کا معائنہ کرنے لگا۔ جو ایک فن تعمیر کا ایک اعلیٰ نمونہ تھا۔ جس کے ستونوں پر بیش قیمت موتی اور پتھر جڑے ہوئے تھے، دیواریں خالص سونے کی تھیں اور دروازے ایک انتہائی نفیس کرسٹل سے بنے ہوئے تھے۔ اندر ایک تالاب تھا جس میں مچھلیاں اور کنول کے پھول نظر آ رہے تھے، جس میں سے گزرتے اس نے کپڑوں کو بھیگنے سے بچانے کیلئے اوپر کر لیا، لیکن وہاں تو پانی کا نام و نشان تک نہ تھا وہ ایک نقلی تالاب تھا۔ دریودھن نے کھسیانے ہو کر کپڑے نیچے کر دیئے۔ آگے اسے انتہائی حسین فرش پر ایک بیش قیمت قالین نظر آیا جس پر پہلا پاؤں رکھتے ہی وہ چھپاک سے پانی میں جا گرا۔ وہ فرش دکھنے والی جگہ اصل میں ایک چھپا ہوا تالاب تھا جو فرش کا سا سماں پیدا کر رہا تھا۔ دروپدی اور اس کی نوکرانیاں یہ دیکھ کر کھلکھلا کر ہنسیں۔ شرمندگی کے مارے دریودھن نے جلدی سے کھلے دروازے سے باہر جانا چاہا لیکن وہ دروازہ کرسٹل کی دیوار تھی جو دروازے کا تاثر دے رہی تھی۔ دریودھن کا سر دیوار سے شدت سے ٹکرایا اور وہ پیچھے کی طرف گر پڑا، وہاں سے اٹھا اور ساتھ میں دروازے کو کھولنا چاہا، لیکن وہ دروازے کا واہمہ تھا، جونہی ہاتھ سے دھکیل کر کھولنا چاہا، وہ دھڑام سے منہ کے بل گرا۔ دروپدی اور داسیاں پھر زور سے ہنسی اور دروپدی نے حقارت سے کہا، "اندھے باپ کا اندھا بیٹا"۔ دروپدی کا یہ زہر بھرا فقرہ کام کر گیا۔ دریودھن دوسرے دن ہی ہستناپور واپس لوٹ گیا۔ کرکشیتر کی جنگ کی بنیاد پڑ چکی تھی.

دریودھن اندرپرستھ سے بہت جلا بھنا واپس ہستناپور آیا۔ پانڈوؤں کی امارت اور شان و شوکت کا نظارہ راجسویہ یگیا کے دن اس نے اپنی آنکھوں سے کیا تھا۔ اس دن کتنے ہی راجہ تھے جو پانڈوؤں کے حلیف بننے پر بہت شاداں نظر آ رہے تھے۔ اور پھر دروپدی اور اس کی نوکرانیوں کے سامنے کی ذلت اور وہ زہر بھرا فقرہ بار بار اس کے ذہن میں گردش کر رہا تھا۔ وہ اپنی انہی سوچوں میں اس قدر گم تھا کہ اسے اپنے ماموں شکونی کی موجودگی کا احساس تک نہ ہوا۔ جو اس سے پوچھ رہا تھا۔" بھانجے، کیوں ٹھنڈی آہیں بھر رہے ہو، کس دکھ نے تمہیں اس قدر نڈھال کیا ہوا ہے"۔ دریودھن نے جواب دیا۔ "یدھشٹر اپنے بھائیوں کے درمیان ایسے بیٹھا ہوا تھا جیسے سب دیوتاؤں کے درمیان راجہ اندر ہو، وہاں سب راجاؤں کے سامنے ششوپال کا قتل ہوا اور کسی میں جرأت نہ ہو سکی کہ اس کو روک سکے یا اس کا بدلہ لے، وہاں سب راجہ یدھشٹر کے نام پر اپنا دھن دولت وارنے کو تیار تھے، یہ سب دیکھ کر مجھے اپنے زندہ رہنے کا جواز نظر نہیں آتا"۔ شکونی نے اس کی ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا۔" پانڈو بھی تو تمہارے بھائی ہیں، تمہیں ان کی خوشحالی سے حسد کرنے کی کیا ضرورت ہے، انہوں نے اپنی حکومت جائز طریقے سے حاصل کی ہے اور بغیر کسی کو نقصان پہنچائے وہ پھلے پھولے ہیں۔ ویسے بھی ان کی خوشحالی سے تمہاری شان و شوکت پر کیا اثر پڑا ہے۔ یدھشٹر کی طرح تمہارے بھائی بھی تو تمہارے ساتھ ہیں، اور پھر درون اچاریہ، کرن اور اشواتھامہ بھی تمہارے پیچھے کھڑے ہیں۔ بھیشم، جے درتھ، سوم دت اور میرے ہوتے ہوئے تمہیں اداس ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر چاہو تو تم پوری دنیا فتح کر سکتے ہو"۔ دریودھن نے کہا کہ اگر آپ کی بات سچ ہے تو پھر ہم اندرپرستھ پر حملہ کر کے پانڈوؤں کو وہاں سے باہر کیوں نہیں نکال دیتے"۔ شکونی نے جواب دیا،" یہ اتنا آسان نہیں ہے، لیکن میرے پاس ایک ایسی ترکیب ہے جس سے ہم خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر اپنا مقصد حاصل کر سکتے ہیں۔ "وہ کیسے" دریودھن نے حیران ہو کر پوچھا۔" تمہیں پتہ ہے کہ یدھشٹر کو پانسہ کھیلنے کا بہت شوق ہے، لیکن وہ اس کھیل میں بالکل اناڑی ہے۔ اگر ہم اسے پانسہ کھیلنے کی دعوت دیں تو وہ کھشتری روایات سے مجبور انکار نہیں کر سکے گا، میں اس کھیل کا ماہر ہوں اور تمہاری طرف سے کھیلوں گا۔ میرے سامنے یدھشٹر ایک بچے کی مانند بے بس ہو گا۔ میں اس سے اس کی ساری دولت اور اندرپرستھ کا تخت خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر جیت کر تمہارے حوالے کر دوں گا"۔ شکونی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ دریودھن کے چہرے پر اطمینان اور خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

شکونی اور دریودھن اکٹھے دھرت راشٹر کے پاس آئے، باپ نے جب اس کی اداسی کا سبب جاننا چاہا تو اس کے سامنے بھی دریودھن نے ویسا ہی رونا رویا۔ "میں بھی عام آدمیوں کی طرح کھا پی کر سو جاتا ہوں، لیکن مجھ سے اب یہ زندگی برداشت نہیں ہوتی۔ قناعت کر کے بیٹھ جانا کھشتریوں کی روایت نہیں ہے، ڈر اور رحم کے جذبات راجاؤں کی قدر و قیمت کم کر دیتے ہیں۔ پانڈوؤں کی شان و شوکت دیکھ کر مجھے اپنا آپ ان سے کمتر لگتا ہے، پانڈو بہت آگے بڑھ گئے ہیں اور ہم سمٹتے جا رہے ہیں"۔ دھرت راشٹر نے سمجھاتے ہوئے کہا،" تم یدھشٹر سے اس قدر جلتے کیوں ہو، کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے، اس کی شان کیا ہماری شان نہیں ہے، جو اس کے حلیف ہیں، وہ ہمارے بھی تو حلیف ہیں۔ پانڈو تو تم سے کسی قسم کا حسد اور نفرت نہیں کرتے، تم بہادری اور مرتبے میں ان سے کسی بھی طرح کم نہیں ہو، پھر ان سے یہ جلن کیسی، رشتہ داروں سے تمہاری نفرت کا نتیجہ ہم سب کی موت اور دکھوں کے علاوہ کچھ نہیں نکلے گا"۔ دریودھن کو اپنے باپ کی نصیحت ذرا نہ بھائی اور نہایت درشتی سے باپ کو جواب دیا۔" بہت زیادہ پڑھنے کے باوجود سمجھداری سے عاری ہونے کی مثال ایسے ہی ہے جیسے لکڑی کے کفگیر کو بہت لذیز سالن میں ہلایا جائے تو نہ ہی اس کفگیر پر اس کا کوئی اثر ہوتا ہے اور نہ ہی کفگیر میں کوئی ذائقہ پیدا ہوتا ہے۔ تم نے راجدھانی چلانے کا فن تو سیکھ لیا، لیکن تمہاری رائے سے ظاہر ہو رہا ہے کہ تم عقلمند نہیں ہو۔ جیسا کہ برہسپتی نے کہا، صبر اور قناعت ایک عام آدمی کی خوبی تو ہو سکتے ہیں لیکن ایک ایک راجہ کی ہرگز نہیں، کھشتری کو ہر وقت نئی فتوحات کی کوشش کرتے رہنا چاہیئے، ماموں شکونی میرے لیئے پانسہ کھیل کر مجھے ان کا سب کچھ جیت دے گا"۔ دھرت راشٹر نے اس تجویز کو ناپسند کرنے کے باوجود بیٹے کی محبت کے ہاتھوں مجبور ہو کر کہا، ٹھیک ہے پھر مجھے ودھر سے مشورہ کر لینے دو۔ لیکن دریودھن نے اسے سختی سے منع کرتے ہوئے کہا۔" وہ تمیں اخلاقیات کا سبق پڑھائے گا، ایک راجہ کو اخلاقی سبق کی ضرورت نہیں ہوتی، ویسے بھی تمہیں پتہ ہے کہ اس کی ہمدردیاں پانڈوؤں کے ساتھ ہیں، اور وہ کبھی اس تجویز کی حمایت نہیں کرے گا"۔ دھرت راشٹر نے پھر کوشش کرتے ہوئے کہا "پانڈو بہت طاقتور ہیں، ہمیں انہیں ناراض نہیں کرنا چاہیئے، پانسے کا کھیل ایک دشمنی کو جنم دے گا اور اس سے جو صورت پیدا ہو گی، وہ بہت زیادہ مسائل پیدا کر دے گی، اس لیئے اس ارادے سے باز آ جاؤ۔ لیکن دریودھن نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا،" عقلمند لوگ اپنی سمجھداری سے کام لیتے ہوئے بے دھڑک اپنے مفادات حاصل کر لیتے ہیں، یہ موقع ہمیں کھونا نہیں چاہیئے، اور یہ پانسہ ہم نے تو پانڈوؤں کو نقصان پہنچانے کیلئے ایجاد نہیں کیا، یہ تو ہمیشہ کھشتریوں کا فارغ وقت کا مشغلہ رہا ہے اور اب یہی کھیل ہمیں خون کا ایک قطرہ بہائے اپنے مقصد کے حصول میں مدد دے تو اس میں کیا خرابی ہے"۔ دھرت راشٹر نے زچ ہو کر کہا" ٹھیک ہے، میں بوڑھا ہو گیا ہوں، تم جو مناسب سمجھو وہ کرو، لیکن جو تم کرنے جا رہے ہو وہ مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔ دھرت راشٹر نے بعد میں نوکر کو حکم دیا کہ پانسے کے کھیل کیلئے ایک ہال تیار کیا جائے۔ دریودھن کی خواہش کے برعکس دھرت راشٹر نے ودھر سے چھپ کر مشورہ کیا۔ جس کے جواب میں ودھر نے کہا، "مہاراج، یہ ہمارے درمیان نفرتیں بوئے گا جس سے ہماری نسلیں تباہ ہو جائیں گی"۔ لیکن دھرت راشٹر جو بیٹے کی خواہش کو رد کرنے کی ہمت نہ رکھتا تھا۔ اس نے جواب دیا" اگر قسمت نے ہمارا ساتھ دینا ہے تو پھر ہمیں ڈرنے کی کیا ضرورت ہے، لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو پھر یہ ہماری قسمت ہے، ہم قسمت کا لکھا تو نہیں ٹال سکتے۔ تم اندرپرستھ جا کر یدھشٹر کو میرے طرف سے پانسہ کھیلنے کی دعوت

دو"۔ ودھر با دل نخواستہ اندر پرستھ روانہ ہوا۔

ودھر کو دیکھ کر کر یدھشٹر نے پوچھا،" آپ اس قدر اداس کیوں لگ رہے ہیں، وہاں ہستناپور میں خیریت تو ہے؟"۔ ودھر نے جواب دیا،" ہاں سب خیریت ہے، مہاراج دھرت راشٹر نے آپ کی طرح کھیلوں کیلئے ایک شاندار ہال تیار کروایا ہے، انہوں نے آپ سب بھائیوں کو دعوت دی کہ آپ وہاں آکر وہ ہال بھی دیکھیں اور پانسے کے کھیل میں حصہ بھی لیں"۔ یدھشٹر نے سوچتے ہوئے کہا،" جو کھیل شرط لگا کر کھیلے جاتے ہیں، وہ اکثر کھشتریوں کے درمیان دشمنی پیدا کرنے کا باعث ہوتے ہیں، ایک عاقل انسان کو ان سے پرہیز کرنا چاہیے، آپ بتائیں ہمیں کیا کرنا چاہیئے، آپ ہمیں جو بھی صلاح دیں گے ہم وہ مانیں گے"۔ ودھر نے جواب دیا،" یہ کوئی ڈھکی چھپی بات تو ہے نہیں کہ پانسے کا کھیل بہت سی برائیوں کی جڑ ہے، میں نے مہاراج کو سمجھانے کی بہت کوشش کی لیکن ناکام رہا، اور انہوں نے مجھے تم سب کو دعوت دینے کیلئے بھیجا ہے، اب تم لوگوں نے خود فیصلہ کرنا ہے کہ کیا کریں"۔ ودھر کی تنبیہ کے باوجود یدھشٹر نے اپنے بھائیوں اور بیوی کے ساتھ ہستناپور جانے کا فیصلہ کر لیا۔

یدھشٹر کے ہستناپور پہنچنے کے دوسرے دن پانسے کو بچھا کر شکونی نے یدھشٹر کو دعوت دی۔ یدھشٹر نے شروع میں انکار کرتے ہوئے کہا،" جوا کھیلنا کوئی اچھی بات نہیں ہے، کیونکہ جنگ تو بہادری اور بہتر ترکیب سے جیتی جاتی ہے، جبکہ یہ تو صرف اتفاق کا کھیل ہے، کئی رشیوں نے بھی جوئے سے منع کرتے ہوئے کہا ہے کہ کھشتری کیلئے فتح کا اصل راستہ جنگ ہے"۔ لیکن شکونی بہت چرب زبان تھا، اس نے اپنی دلیل سے یدھشٹر کو لاجواب کر دیا۔" اس میں کیا برائی ہے، سمجھدار آدمی جاہلوں کے مقابلے میں ہر میدان میں جیتتے ہیں، یہ بھی تو ذہانت اور بہتر ترکیب کا کھیل ہے، تم بھی اپنی ذہانت اور سمجھداری کو اس کھیل سے تولو، اگر تجربہ کار ہوئے تو جیت جاؤ گے، بس اتنی سی تو بات ہے، اس میں اچھے اور برے کا کیا سوال اٹھتا ہے"۔ یدھشٹر راضی ہو گیا اور بیٹھتے ہی اعلان کیا، میرے پاس بے شمار دولت ہے، مرے ساتھ وہی کھیل سکتا ہے جو میرے جتنا مال داؤ پر لگا سکے۔ دریودھن نے جواب دیا، میرے پاس بھی دولت کی کوئی کمی نہیں ہے، میں تمہارے ساتھ کھیلوں گا لیکن میری طرف سے پانسہ میرا ماموں شکونی پھینکے گا۔ یدھشٹر کو پتہ تھا کہ شکونی پانسے کا کتنا ماہر ہے، اس نے اس صورت حال سے بچنے کیلئے کہا، کہ یہ کبھی نہیں ہوا کہ کسی کی طرف سے کوئی دوسرا کھیلے۔ شکونی نے جواب دیا،" کیا ڈر گئے، اور نہ کھیلنے کیلئے اب ایک اور بہانہ تراش لیا"۔ یدھشٹر کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اس نے شکونی سے کھیلنے کی حامی بھر لی۔

ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ دھرت راشٹر، بھیشم، درون، کرپا اور ودھر اپنی اپنی نشستوں پر براجمان تھے۔ انہیں پتہ تھا کہ اس کھیل کا انجام اچھا والا نہیں ہے لیکن اسے روکنے میں اپنے آپ کو بہت بے بس محسوس کر رہے تھے۔ تمام کوروشہزادے بہت جوش اور دلچسپی سے کھیل دیکھ رہے تھے، یدھشٹر نے کہا میں اپنا بیش قیمت ہار داؤ پر لگاتا ہوں، پانسہ پھینکا گیا اور یدھشٹر ہار گیا۔ یدھشٹر نے سونے کے سکوں سے بھرا اپنا صندوق داؤ پر لگایا اور پھر ہار گیا۔ شرط اب گھوڑوں اور رتھوں تک آن پہنچی۔ یدھشٹر دھڑا دھڑ ہار رہا تھا۔ ودھر نے اٹھ کر یدھشٹر کو روکنے کی کوشش کی لیکن یدھشٹر نے اس کی بات سنی ان سنی کر دی۔ یدھشٹر نے اپنے نوکروں کو بازی پر لگایا اور پھر ہار گیا۔ اس نے اپنے لشکر اور ہاتھیوں کو داؤ پر لگایا اور پھر ہارا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے پانسہ شکونی کے حکم کی تعمیل کر رہا تھا۔ یدھشٹر گائیں، بکریاں، گاؤں، شہر اور رعایا تک ہار گیا، لیکن اس نے کھیلنا بند کرنا مناسب نہ سمجھا۔ وہ اپنے اور بھائیوں کے کپڑے اور گہنے تک ہار گیا، شکونی کی مہارت ہر لمحے اس کا منہ چڑا رہی تھی۔۔ شکونی نے پوچھا، کیا اب تمہارے پاس کچھ اور ہے جسے داؤ پر لگا سکو، یدھشٹر نے جواب دیا، میں آسمانی رنگت والے خوبصورت بھائی نکل کو داؤ پر لگاتا ہوں۔ شکونی نے کہا، منظور ہم تمہارے خوبصورت بھائی کو جیتنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور نتیجہ پھر وہی رہا۔ پوری محفل میں سناٹا چھا گیا۔ یدھشٹر نے کہا، گو مجھے یہ ٹھیک نہیں لگ رہا لیکن یہ میرا بھائی سہدیو ہے جو علم و فن میں یکتا ہے، میں اسے داؤ پر لگاتا ہوں۔ یدھشٹر سہدیو کو بھی ہار گیا۔ شکونی کو ڈر تھا کہ یدھشٹر کہیں یہاں پر کھیل ختم نہ کر دے۔ اس نے کہا، مجھے پتہ ہے کہ ارجن اور بھیم تو تمہارے سگے بھائی ہیں، تم انہیں مادری کے بیٹوں کی طرح داؤ پر تو نہیں لگاؤ گے۔ یدھشٹر غصے سے بولا، تم ہم بھائیوں میں نااتفاقی پیدا کرنا چاہتے ہو، میں ارجن کو داؤ پر لگاتا ہوں۔ شکونی نے پانسہ پھینکا اور ارجن کو جیت لیا۔ ضد میں آتے ہوئے یدھشٹر بولا، یہ میرا بھائی بھیم ہے جس کے نام سے لوگ تھر تھر کانپتے ہیں، جو اپنی طاقت میں راجہ اندر کا مقابل ہے، میں اسے داؤ پر لگاتا ہوں۔ یدھشٹر اسے بھی ہار گیا۔ شکونی مسکراتے ہوئے کہتا ہے، اب داؤ لگانے کیلئے کچھ اور بھی بچا ہے یا کھیل ختم کر دیں۔ یدھشٹر نے جواب دیا، میں اپنے آپ کو داؤ پر لگاتا ہوں، اگر ہار گیا تو تمہارا غلام بن جاؤں گا۔ شکونی نے پانسہ پھینکا اور یدھشٹر کو بھی جیت لیا۔ شکونی اٹھ کر کھڑا ہوا اور سب پانڈوؤں کا ایک ایک کر کے نام لے کر کہا، آج سے یہ سب میرے غلام ہیں۔ اور پھر بیٹھتے ہوئے کہا، ابھی بھی تمہارے پاس ایک ہیرا ہے، کیا اسے داؤ پر نہیں لگاؤ گے، اگر جیت گئے تو سب کچھ واپس، تم اپنی بیوی دروپدی کو داؤ پر لگا کر کھیل جاری رکھ سکتے ہو۔ حاضرین میں احتجاجی آوازیں اٹھیں، لیکن یدھشٹر نے اسے بھی داؤ پر لگ کر ہار دیا۔

اس موقع پر دریودھن نے کھڑے ہو کر ودھر کو کہا، تم جا کر دروپدی کو یہاں لے کر آؤ، وہ آج سے ہمارے محل میں جھاڑو لگائے گی۔ لیکن ودھر نے انکار کرتے ہوئے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ یہ انتہائی غلط کام ہوا ہے، یدھشٹر اپنی آزادی کھو چکنے کے بعد دروپدی کو داؤ پر لگانے کا حق ہی نہیں رکھتا تھا۔ دریودھن نے اپنے رتھ بان پر تیکامی کو مخاطب کر کہا، ودھر پانڈوؤں سے ڈرتا ہے اور ہم سے حسد کرتا ہے، لہٰذا تم جاؤ اور دروپدی کو لے کر آؤ۔ پر تیکامی نے اندر جا کر نظریں

نیچے رکھتے ہوئے دروپدی کو بتایا، آپ کو مہاراج یدھشٹر جوئے میں ہار چکے ہیں، اب آپ دریودھن کی ملکیت ہیں، میں ان کے حکم سے آپ کو لینے آیا ہوں اور آج سے آپ محل میں جھاڑو لگایا کریں گی۔ دروپدی نے غصے سے کہا، تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا، مہاراج کے پاس داؤ پر لگانے کیلئے کیا کچھ اور نہیں تھا۔ پر تیکامی نے دروپدی کو پوری کہانی سنادی۔ دروپدی نے اپنے حواس جمع کرتے ہوئے کہا، واپس جاؤ اور پوری محفل کے سامنے پوچھو کہ کیا مہاراج نے پہلے اپنے آپ کو ہارا ہے یا مجھے۔ پر تیکامی نے آکر سب کے سامنے یدھشٹر سے سوال کیا، لیکن یدھشٹر خاموش رہا۔ دریودھن نے پر تیکامی کو کہا کہ واپس جاؤ اور کہو کہ وہ خود آکر اس سوال کا جواب یدھشٹر سے پوچھے۔ لیکن دروپدی نے آنے سے انکار کر دیا۔ دریودھن نے غصے سے اپنے بھائی دوشاسن کو کہا، یہ احمق رتھ بان بھیم سے ڈر تا ہے، تم خود جاکر دروپدی کو لے کر آؤ اور اگر وہ آنے سے انکار کرے تو اسے گھسیٹ کر لے کر آؤ۔ دوشاسن نے اسے جاکر کہا، اب ہم سے شرمانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، آج سے تم ہماری ملکیت ہو، اٹھو اور میرے ساتھ چلو۔ دروپدی ایک دوسرے کمرے کی طرف بھاگی، لیکن دوشاسن نے اسے بالوں سے پکڑا اور گھسیٹتے ہوئے محفل میں لے آیا۔

دروپدی نے رورو کر محفل کے بڑوں کو دہائی دیتے ہوئے کہا، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی جو اپنے آپ کو ہار کر خود ہی کسی کا غلام بن چکا تھا وہ مجھے کیسے داؤ پر لگا سکتا تھا، اگر تم لوگوں نے اپنی ماں سے پیار کیا ہے جس نے تمہیں جنا اور دودھ پلایا، اگر تمہیں اپنی بیٹی، بہن یا بیوی کی عزت پیاری ہے، اگر تم دھرم اور بھگوان کو مانتے ہو تو مجھے بچالو۔ لیکن سب لوگوں نے بے بسی اور افسردگی کے عالم میں سر جھکا لیئے۔ دروپدی کی التجا دریودھن کے چھوٹے بھائی وکرن کا دل پسیج گئی۔ اس نے کھڑے ہو کر کہا، " او کھشتری سورماؤ، میں ایک بچہ ہوں لیکن تمہاری خاموشی مجھے بولنے پر مجبور کر رہی ہے۔ تمہیں پتہ ہے کہ یدھشٹر کو ایک چال کے تحت جوأ کھیلنے پر آمادہ کیا گیا۔ اور پھر اپنے آپ کو ہارنے کے بعد یدھشٹر ایک آزاد انسان کو داؤ پر لگانے کا کوئی حق کیسے رکھتا تھا۔ اور پھر یہ شکونی تھا جس نے اسے دروپدی کو داؤ پر لگانے کا مشورہ دیا جو کھیل کے اصولوں کے خلاف ہے۔ وکرن کی یہ باتیں حاضرین کو بہت پسند آئیں لیکن کرن نے اسے یہ کہہ کر چپ کرا دیا گیا، کہ تم ابھی بچے ہو، تمہیں اتنے بزرگوں کے سامنے زبان بند رکھنی چاہیئے، اپنی احمقانہ جذباتیت کی وجہ سے تم اپنے اسی خاندان کو نقصان پہنچا رہے ہو، جس نے تمہیں جنا اور پال پوس کر اتنا بڑا کیا، اور جب یدھشٹر آزاد تھا تو اس نے اپنی ساری ملکیت ہاری تھی، اور دروپدی ایک ملکیت ہوئے پہلے ہی ہاری جا چکی تھی۔ کرن نے دوشاسن کو مخاطب کر کے کہا، پانڈوؤں کے کپڑے بھی شکونی کی ملکیت ہیں، وہ بھی اتار کر شکونی کے حوالے کرو۔ اب پانڈوؤں کا احساس ہو گیا کہ امتحان کا وقت آپہنچا ہے۔ اور بے بسی کے عالم میں اپنی قمیضیں اتار کر شکونی کے حوالے کر دیں۔ کرن دروپدی کے سوئمبر والے دن کی بے عزتی نہیں بھولا تھا، اس نے درپدی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، جو عورت پانچ مردوں کی مشترکہ بیوی ہو، اس کیلئے عزت اور بے عزتی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ اس کے بھی کپڑے اتار کر شکونی کے حوالے کرو۔ دوشاسن دروپدی کی طرف بڑھا۔

دروپدی کو اپنے آگے پیچھے کسی سے مدد کی امید نہیں تھی اس نے رورو کر دعائیں مانگنی شروع کر دیں، او بھگوان میری عزت کی حفاظت کر، اس مشکل گھڑی میں تم ہی میرا واحد سہارا ہو، کمزوروں کا ساتھ دینے والے کرشن، مجھے بچاؤ، او کیشو، مہادیو، گووندا، مراری، تم کہاں ہو۔ کرشن جو ہزاروں میل دور تھا، اس نے دروپدی کی آواز سنی اور اپنی الوہی قوت یوگ مایا سے دروپدی کی مدد کرنے لگا۔ دوشاسن نے آگے بڑھ کر دروپدی کا لباس اتارنا شروع کیا، لیکن جوں جوں دوشاسن اس کا لباس اتار رہا تھا، توں توں معجزاتی طور ایک نیا لباس اس کے جسم پر آجاتا۔ دوشاسن کافی دیر تک لباس اتار تا رہا، لیکن لباس ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا، جس سے ہال میں کپڑے کا ایک بہت بڑا ڈھیر لگ گیا۔ اس معجزے کو دیکھ کر حاضرین کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں، اتنے میں بھیم کی آواز ابھری۔ مجھے قسم ہے کہ جب تک اپنے ہاتھوں سے دوشاسن کا سینہ چیر کر اس کا خون نہ پیئوں، مجھے اپنے بزرگوں کے پاس جانا نصیب نہ ہو۔ دھرت راشٹر جو کافی دیر سے خاموش تھا اسے رحم آگیا اور اس نے دروپدی کو اپنے تخت کے پاس بلا لیا اور دلاسہ دینے لگا۔ پھر اس نے یدھشٹر کو مخاطب کر کے کہا، تم اتنے معصوم ہو کہ کوئی تمہارے ساتھ دشمنی نہیں کر سکتا۔ دریودھن نے جو تمہارے ساتھ کیا، میں اس گناہ کی معافی مانگتا ہوں۔ جو مال و دولت اور تخت تم نے ہارا ہے، وہ واپس لے کر ایک آزاد انسان کی طرح اندر پرستھ واپس چلے جاؤ۔ یدھشٹر جونہی یہ سن کر اپنے بھائیوں سمیت باہر نکلا، دریودھن اپنے باپ کے پاس گیا، اور اسے سمجھایا، پانڈوؤں کا آزاد کرنا ہمارے لیئے بہت خطرناک ہے، پہلے تو ہمارے اور پانڈوؤں کے درمیان صرف چھوٹی موٹی مخالفت تھی، لیکن آج جو کچھ ہوا ہے، اس نے ہمارے درمیان جانی دشمنی پیدا کر دی ہے، اب وہ ہمارے خون کے پیاسے ہیں اور موقع ملتے ہی وار کریں گے۔ دریودھن نے اپنے باپ کو مجبور کیا کہ وہ پانڈوؤں کو واپس بلا کر پانسے کی اور بازی کھیلنے کا حکم دے۔ پانڈو ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ واپسی کا بلاوا آگیا۔ یدھشٹر نے واپس آکر کہا، آسانیاں اور مشکلات قسمت کی طرف سے آتی ہیں اور ان سے بچا نہیں جا سکتا، اگر ہمیں دوبارہ کھیلنا ہے تو میں کھشتری ہوتے ہوئے اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ بساط ایک بار پھر بچھ گئی۔ اس بار شرط یہ لگی کہ اگر پانڈو جیت گئے تو انہیں سب کچھ واپس مل جائے گا اور اگر ہار گئے تو انہیں بارہ سال کیلئے جنگل میں جلاوطنی اختیار کرنی ہو گی۔ اور تیرھواں سال بھیس بدل کر گزارنا ہو گا، اگر وہ تیرھویں سال پہچان لیئے گئے تو انہیں پھر نئے سرے سے بارہ سال کی جلاوطنی گزارنا ہو گی۔ اور اس بار یدھشٹر پھر بازی ہار گیا۔ اور سب پانڈوؤں نے جنگل کا رخ کیا۔

پانڈوؤں نے کامیک نامی جنگل میں اپنے ڈیرے ڈال دیئے، جہاں رشی وید ویاس ان سے ملنے کیلئے آئے اور یدھشٹر کو مشورہ دیا کہ وہ ارجن کو اندر دیو کے پاس بھیجیں جو تمام دیوتاؤں کے راجہ ہیں۔ جہاں وہ نئے ہتھیاروں کے حصول کے علاوہ نئی مہارتیں بھی سیکھے۔ بھائی کا حکم پا کر ارجن اندر کیل نامی برفانی پہاڑ پر پہنچتا ہے، جہاں انتہائی کٹھن ریاضت کے دوران اس نے درختوں کے پتوں اور پھلوں پر گزارا کیا۔ ایک صبح اندر دیو ایک انتہائی جھریاں زدہ چہرے والے بوڑھے آدمی کی شکل میں آتے ہیں لیکن ارجن کی عقیدت اور استقامت دیکھ کر فوراً ہی اپنی اصل حالت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ ارجن ان سے ایسے ہتھیاروں کی درخواست کرتا ہے جن کا کوئی توڑ نہ ہو، اندر دیو اس شرط پر حامی بھرتے ہیں کہ ارجن پہلے بھگوان شیو کی پوجا سے ان کا دل جیتے۔

ارجن ایکدم سے بھگوان شیو کی پوجا شروع کر دیتا ہے، جہاں اسے پہلے سے بھی زیادہ مشکلات کا سامنا ہوتا ہے، جن میں بھگوان شیو سے مقابلہ بھی شامل ہے، بھگوان شیو ارجن سے خوش ہو اپنا سب سے خطرناک ہتھیار پشو پتسر اس کے حوالے کرتے ہیں، جس سے کسی بھی انسان یا غیر انسانی قوت پر فتح حاصل کی جا سکتی ہے، شیو کے جانے کے بعد ورون، یم، کبر اور اندر دیو بھی اپنے ہتھیار دینے کے علاوہ ان کے استعمال کا طریقہ سکھانے کیلئے ارجن کے پاس آتے ہیں۔ اندر دیو مزید ہتھیار دینے کیلئے ارجن کو آسمانوں پر اپنی رہائش گاہ پر لے جاتے ہیں۔ وہاں ارجن دوسرے دیوتاؤں سے جہاں خفیہ ہتھیاروں کا چلانا سیکھتا ہے۔ وہیں اندر دیو کا گندھرو دوست چتر سین ارجن کو رقص اور موسیقی کی تربیت بھی دیتا ہے۔

اندر کے دربار میں ارجن کو اُروشی نامی اپسرا کا رقص دیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ اروشی کی خوبصورتی اور وقار ارجن کو اس قدر مبہوت کر دیتا ہے کہ وہ کافی دیر تک اس کو دیکھتا ہی رہتا ہے۔ ارجن کی اروشی کی اس پسندیدگی کو دیکھتے ہوئے اندر اروشی کو رات کے وقت ارجن کی خوابگاہ میں بھیجتے ہیں۔ لیکن جب اروشی ارجن کی خوابگاہ میں پہنچتی ہے تو ارجن نظریں نیچے جھکائے ہوئے سوال کرتا ہے، " اے الوہی خاتون، میں تمہارے لیئے کیا کر سکتا ہوں"۔ یہ سن کر اروشی کو غصہ آجاتا ہے اور وہ پوچھتی ہے کہ ماجرا کیا ہے، مجھے اندر دیو نے تمہارے پاس اس لیئے بھیجا ہے کہ تم پورے رقص کے دوران مجھے گھورتے رہے اور اب رات کے وقت میرے آنے کی وجہ جاننا چاہ رہے ہو۔ ارجن کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اور وہ اروشی کو جواب دیتا ہے، آے آسمانی دیوی، میرے دل میں تمہارے لیئے عزت و احترام کے وہی جذبات ہیں جو میں اپنی ماں کنتی یا اندر دیو کی بیوی شاچی کیلئے رکھتا ہوں۔ میرے نزدیک تم اس قابل ہو کہ تمہاری عزت اور پوجا کی جائے، رقص کے دوران میں اس لیئے تمہیں گھور تا رہا کہ میرے دل میں تمہارے لیئے بہت عزت ہے اس کے علاوہ میرا کوئی اور مقصد تھا۔ اروشی کو لگا کہ ارجن نے اس کا مذاق اڑا رہا ہے۔ وہ پیر پٹختے باہر نکلی اور جاتے ہوئے ارجن کو بددعا دیتی ہے۔ " تم ایک ہیجڑہ بنو"۔ ارجن یہ بددعا سن کر بہت پریشان ہوتا ہے اور اندر دیو سے اس کا ذکر کرتا ہے جو ارجن کو تسلی دیتے ہیں کہ یہ بددعا صرف ایک سال تک ہی اثر انداز ہو گی، مزید اسے تم اسے بددعا کی بجائے ایک چھپی ہوئی نعمت سمجھو کیونکہ جب جلاوطنی کے بارہ سال ختم ہونے کے بعد تیرہواں سال جو تم نے چھپ کر گزارنا ہے تو اس بددعا کی وجہ سے تمہیں پہچانے نہیں جاؤ گے۔

اس دوران دوسرے پانڈو پتر جنگلوں میں گھومتے رہے اور بہت زیادہ رشیوں منیوں سے دعائیں لیں، جب وہ گند ھمدن پہاڑ پر پہنچے تو وہیں انہیں ارجن بھی آتا ہوا ملا۔ جب پانڈوؤں کو پتہ چلا کہ ارجن مختلف دیوتاؤں سے نئے ہتھیار لے کر آرہا ہے تو ان کی خوشی کا ٹھانہ نہ رہا، کہ وہ اب کوروؤں کے ہاتھوں اپنی بے عزتی کا بدلہ لے سکیں گے۔

سب پانڈو بھائی ایک دن جنگل میں گھوم رہے تھے، گھومتے گھومتے وہ اپنے آشرم سے بہت دور نکل آئے، دوپہر کا وقت تھا، سب کو پیاس لگی، یدھشٹر نے سہدیو کو کہا کہ وہ کہیں سے پانی لے کر آئے۔ سہدیو کو نزدیک ہی پانی کی ایک جھیل نظر آئی۔ لیکن جونہی اس نے پانی لینے کیلئے ہاتھ بڑھایا، اس نے ایک آواز سنی "ٹھہرو، پانی کو ہاتھ مت لگاؤ، یہ جھیل میری ملکیت ہے، اور جو بھی میری اجازت کے بغیر اس سے پانی لینے کی کوشش کرے گا وہ فوراً مر جائے گا، اگر تم اپنی پیاس بجھانا چاہتے ہو تو تمہیں میرے سوالوں کا جواب دینا ہو گا"۔ سہدیو نے حیران ہو کر آگے پیچھے دیکھا لیکن اسے کوئی نظر نہ آیا، وہ پھر آگے بڑھا تو پھر وہی آواز سنائی دی۔ سامنے ایک سارس انسانی آواز میں بول رہا تھا۔ پیاس سے نڈھال سہدیو نے اس کی پرواہ نہ کی اور جونہی اس نے چند قطرے اپنے حلق میں ٹپکائے تو وہ بے سدھ ہو کر نیچے گر پڑا۔ جب کافی دیر تک سہدیو واپس نہ پلٹا تو یدھشٹر نے باری باری نکل، ارجن اور آخر میں بھیم کو بھیجا، لیکن کوئی بھی واپس نہ آیا۔ بھائیوں کی اس پراسرار گمشدگی سے یدھشٹر بہت پریشان ہوا اور ان کو تلاش کرنے نکلا جو اسے ایک جھیل کے کنارے مرے ہوئے ملے۔ لیکن یدھشٹر کی حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ اس کے بھائیوں کے جسم پر نہ تو کسی زخم کا نشان ہے اور نہ ہی دور دور تک کسی انسان کا وجود ہے۔ پیاس سے مجبور یدھشٹر جونہی پانی پینے کیلئے آگے بڑھا، اس نے بھی وہی آواز سنی، جس پر یدھشٹر رک گیا اور جواب دیا، مجھے معاف کر دو، مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ جھیل تمہاری ملکیت ہے۔ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تم کوئی معمولی چیز نہیں ہو، کیونکہ میرے بھائیوں کو مارنا کسی عام چیز کے بس کی بات نہیں ہے، مجھ سے سوال پوچھو، میں ان کا جواب دینے کی کوشش کرتا ہوں۔ اب میں تمہارے سوالوں کا جواب دینے کے بعد ہی پانی پیوں گا۔ دوسرے ہی لمحے سارس کی بجائے یدھشٹر کے سامنے ایک یکش (آسمانی دیوتا) کھڑا تھا۔

یکش کے چیدہ چیدہ سولات یوں تھے۔

یکش: انسان کا سب سے اچھا دوست کون ہے؟۔

یدھشٹر: جرآت

یکش: انسان کو کونسی چیز عقلمند بناتی ہے؟۔

یدھشٹر: بڑے لوگوں کی صحبت

یکش: دھرتی سے کونسی چیز زیادہ قیمتی ہے؟۔

یدھشٹر: ماں کی کوکھ جس میں وہ نو ماہ تک بچہ رکھتی ہے

یکش: ہوا سے کونسی چیز تیز چلتی ہے"؟۔

یدھشٹر: انسانی دماغ

یکش: کیا چیز سب سے زیادہ گھٹیا ہوتی ہے؟۔

یدھشٹر: بے اطمینانی

یکش: کس چیز کے کھونے پر ہمیں ہمیں افسوس نہیں ہوتا؟۔

یدھشٹر: انتہائی غصے کی حالت میں برداشت کا مادہ کھو دینا

یکش: دنیا میں سب سے بڑا برتن کونسا ہے؟۔

دھشٹر۔ زمین جو سب کچھ اپنے اندر سمو لیتی ہے۔

یکش: مرتے وقت انسان کا سب سے عزیز ساتھی کون ہوتا ہے؟۔

یدھشٹر: خیرات جو اس نے اپنی زندگی میں کی ہوتی ہے، وہ مرتے وقت اس کی روح کے ساتھ سفر کرتی ہے

یکش: کیا چیز ہے جس کے کھونے سے انسان امیر ہو جاتا ہے؟

یدھشٹر: لالچ

یکش: دنیا میں سب سے زیادہ تعجب والی کونسی بات ہے؟۔

یدھشٹر: یہ سوچنا کہ ہم لافانی ہیں، ہم روز اپنے آگے پیچھے لوگوں کو مرتے ہیں پھر بھی ہم سوچتے ہیں کہ ہم کبھی نہیں کریں گے یا ہمیں مرنا نہیں چاہیئے

یکش اسی طرح کے اور سوالاات بھی پوچھتا ہے اور یدھشٹر کے جوابات سے خوش ہو کر کہتا ہے، میں تمہارے بھائیوں میں سے ایک کو زندہ کر سکتا ہوں، تم کس

بھائی کس بھائی کی زندگی واپس چاہو گے ؟ یدھشٹر بغیر کسی توقف کے کہتا ہے میرے بھائی نکل کو زندہ کر دو۔ یکش حیران ہو کر کہتا ہے کہ جب تم اپنا تخت واپس لینا چاہو گے تو تمہیں بھیم کی طاقت اور ناقابل تسخیر ارجن کی تیر اندازی کی مہارت درکار ہو گی، نکل کے زندہ ہونے سے تمہیں کیا ملے گا؟ یدھشٹر ایکدم جواب دیتا ہے، اے یکش میرے لئے میرا دھرم بہت اہم ہے میرے باپ کی دو بیویاں تھیں، کنتی اور مادری، کنتی کا بیٹا میں تو زندہ ہوں، مادری کا بھی ایک بیٹا زندہ رہنا چاہیئے۔
اگلے ہی لمحے یکش غائب ہو جاتا ہے اور یدھشٹر کے سامنے اس کا باپ یم دیوتا کھڑا ہے جو انصاف اور موت کا دیوتا ہے۔ یم خوش ہو کر کہتا ہے، بیٹے میں جان بوجھ کر تمہارا امتحان لینے کیلئے یہ سب کچھ کیا، تمہارے سارے بھائی زندہ ہو جائیں گے، کچھ مانگنا چاہتے ہو تو مانگ لو۔ یدھشٹر کہتا ہے، ہمیں برکت دو تاکہ ہم اپنی جلاوطنی کے خاتمے کے بعد جب تیرہویں سال چھپ کر گزارنا ہے تو پہچانے نہ جاسکیں، یم یدھشٹر کو برکت دے کر غائب ہو جاتا ہے۔
پانڈوؤں کی جلاوطنی کے بارہ سال مکمل ہو چکے ہوتے ہیں، اگلا سال انہوں نے چھپ کر اور بھیس بدل کر گزارنا ہوتا ہے تاکہ کوروؤں کا کوئی جاسوس انہیں پہچان نہ پائے وگرنہ ان کو مزید بارہ سال کی جلاوطنی کا سامنا کرنا ہو گا۔

بارہ سالہ جلاوطنی کے بعد پانڈوؤں کو تیرہواں سال اس طرح چھپ کر گزارنا تھا، کہ انہیں کوئی پہچان نہ پائے اور اگر اس سال کے دوران وہ پہچان لیئے جاتے تو انہیں نئے سرے سے اگلے بارہ سال مزید جلاوطنی کاٹنی تھی۔ دریودھن کے جاسوس چپے چپے پر پھیلے ہوئے تھے، پانڈوؤں نے فیصلہ کیا کہ وہ متسیہ کے راجہ وراٹ کے ہاں پناہ لیتے ہیں، کیونکہ وہ ایک نیک اور بہادر راجہ ہے جو دریودھن کی دھونس میں آئے گا۔
سب بھائی فیصلہ کرتے ہیں کہ وہ بھیس بدل کر متسیہ جائیں گے اور راجہ کے ہاں نوکری کریں گے، باہمی صلاح مشورے سے طے ہوتا ہے کہ۔ یدھشٹر راجہ وراٹ کے ہاں ایک سنیاسی کے روپ میں جائے گا اور راجہ کو بتائے گا کہ وہ پانسے کے ماہر، ویدوں کا عالم ہونے کے علاوہ فن سیاست کا بھی ماہر ہے، اور یوں وہ راجہ کے درباریوں میں جگہ بنائے گا۔ بھیم اپنے لیئے طے کرتا ہے کہ وہ راجہ کے ہاں ایک باورچی کا کام کرے گا، اور اس کے علاوہ وہ فن کشتی سے سب پہلوانوں کو چت کر

کے راجہ کے دل جیتے گا۔ یدھشٹر نے ارجن سے پوچھا، تم کس بھیس میں جاؤ گے، ارجن نے جواب دیا، میں اپسرا اروشی کی بدعا کی وجہ سے ایک سال کیلئے ہیجڑا بن چکا ہوں، لہٰذا میں ہیجڑوں کی طرح سفید کانچ کی چوڑیاں اور چوٹی رکھ کر راجہ کے زنان خانے میں رہوں گا اور راجہ کے محل کی عورتوں کو موسیقی اور رقص کی تعلیم دوں گا۔ نکل نے جواب دیا کہ مجھے گھوڑوں کو سدھانے سے بہت دلچسپی ہے میں راجہ کے اصطبل میں سائیس بنوں گا۔ سہدیو نے طے کیا کہ وہ راجہ کے مویشیوں کو چرائے گا، دھروپدی نے طے کیا کہ وہ رانی کی نوکرانی بن کر اس کے بناؤ سنگھار میں مدد کیا کرے گی۔

متسیہ کی سرحد کے پاس پانڈوؤں نے ایک اجاڑ شمشان گھاٹ میں ایک اونچا شمی درخت دیکھا، جہاں انہوں نے اپنے سارے ہتھیار ایک پوٹلی میں باندھ کر اس کی کھوہ کے اندر چھپا دیئے۔ سب سے پہلے یدھشٹر ایک سنیاسی کے لباس میں راجہ وراٹ کے دربار میں پہنچا اور راجہ کو بتایا کہ میں ایک براہمن ہوں، میرا نام کنک ہے، میں پانسے کا ماہر ہوں، اور حکومت چلانے کے سلسلے میں بھی آپ کو مفید مشورے دے سکتا ہوں، راجہ نے یدھشٹر کو اپنا درباری رکھ لیا۔ چند دنوں بعد بھیم دربار میں پہنچا اور اپنا نام بلو بتایا، اور اچھے کھانے پکا کر کھلانے کے علاوہ پہلوانوں، ہاتھیوں اور سانڈوں سے کشتی لڑ کر بھی راجہ کا دل بہلانے کا وعدہ کیا۔ بھیم کے بعد نکل نے اپنے آپ کو گرنتھک کے نام سے متعارف کروایا۔ سہدیو نے تنت پال کے نام سے مویشیوں کی ذمہ داری سنبھالی۔ اس کے بعد ارجن نئے نام برہنلہ کے ساتھ ایک ہیجڑے کے روپ میں آیا۔ آخر میں دھروپدی نے رانی سدیشنا کے پاس سیر ندھری کے نام سے آئی اور اسے بتایا کہ میں پہلے رانی دھروپدی کے ہاں بال سنوانے، جوڑا بنانے اور دیگر سنگھار کا کام کیا کرتی تھی، آج سے آپ کی خدمت بجالاؤں گی۔

راجہ وراٹ کے ہاں پانڈوؤں کو تیراہویں سال گزارنے کیلئے ایک اچھی پناہ گاہ مل چکی تھی، اور اس سال کے دس ماہ گزر بھی چکے تھے، کہ ایک دن دروپدی جو سیر ندھری نام کی نوکرانی کے نام سے محل میں رہ رہی تھی اس پر اچانک رانی سدھیشنا کے بھائی کیچک کی نگاہ پڑی اور وہ اسے پہلی ہی نگاہ میں ہی دل دے بیٹھا۔ کیچک طاقتور ہونے کے علاوہ راجہ وراٹ کا سپہ سالار بھی تھا۔ راجہ کو کیچک کے تمام غلط حرکات کی خبر تھی لیکن اسے برداشت کرنا پڑتا تھا کیونکہ کیچک رانی سدیشنا کا بھائی تھا اور وہ ہر وقت اس کی جا بیجا حمایت کرتی تھی۔ کیچک نے اپنی بہن سے پوچھا کہ یہ سندری کون ہے، میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ بہن نے جواب دیا کہ تم اسے بھول جاؤ، اس کی حفاظت پانچ گندھرو کرتے ہیں۔ بہن کی بات کو سنی ان سنی کرتے ہوئے کیچک خود دروپدی کے پاس جا پہنچا اور شادی کی خواہش کا اظہار کیا۔ دروپدی نے جواب دیا آپ تو ایک سپہ سالار ہوں جبکہ میں بال گوندھنے والی ایک عام سی نوکرانی ہوں۔ اور پھر میں شادی شدہ ہوں اور پانچ گندھرو میری حفاظت کرتے ہیں، اگر انہیں پتہ چلا تو وہ آپ کو مار ڈالیں گے۔ دروپدی سے مایوس ہو کر کیچک اپنی بہن کے پاس پہنچا اور کہا کہ اگر تم سیر ندھری کو کسی بہانے میرے پاس نہیں بھیجو گی تو میں خودکشی کرلوں گا۔ بھائی کی یہ دھمکی سن کر رانی سدیشنا نے دروپدی کو بلا کر اسے کسی کام کے بہانے اپنے بھائی کی خوابگاہ میں بھیج دیا۔ دروپدی کو کیچک کی نیت پر شک تھا لیکن رانی کے حکم کے آگے بے بس تھی۔ کمرے کے اندر جب کیچک نے دروپدی کو برے ارادے سے پکڑنا چاہا تو وہ اس سے دھکا دے کر بھاگ نکلی اور بھاگتے بھاگتے راجہ وراٹ کے دربار میں آن پہنچی۔ دربار میں کیچک نے وراٹ کے سامنے چوٹی سے پکڑ کر فرش پر پٹخانے کے بعد لات ماری۔ وہیں پر یدھشٹر اور بھیم تھے، یہ دیکھ کر بھیم سین غصے سے کسمسانے لگا لیکن یدھشٹر نے آنکھ کے اشارے سے بھیم کو روک دیا کہ وہ اس میں مداخلت نہ کرے کیونکہ اب ان کے تیرہویں سال میں بہت ہی کم دن بچے ہیں۔

دروپدی کسی بھی صورت اپنی اس بے عزتی کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں تھی۔ وہ رات کے اندھیرے میں بھیم کے پاس آئی اور جگاتے کے بعد روتے ہوئے کہا کہ کیچک ابھی تک زندہ ہو اور تم خراٹے لے رہے ہو۔ بھیم نے جواب دیا کہ میں تو کیچک کو وہیں مار دیتا لیکن بھائی کے حکم سے سرتابی نہیں کرسکتا تھا۔ لیکن تم فکر نہ کرو، میں کیچک کو ضرور ماروں گا، ایسا کرو کہ کسی طور کیچک کو رات کے وقت ناٹیہ شالا (ناچ گھر) میں لے آؤ، باقی کام میں خود سنبھال لوں گا۔

دوسرے دن کیچک کی خوشی کی وجہ سے زمین پر ٹک نہیں رہے تھے کہ سیر ندھری نے رات کے وقت اسے ناچ گھر میں بلایا ہے۔ اپنے نئے شکار کی خوشی میں جب رات کو کیچک مقررہ جگہ پہنچا تو اس نے کپڑے سے مکمل طور پر ڈھکا ہوا ایک انسانی جسم دیکھا، اسے سیر ندھری سمجھتے ہوئے کیچک نے دروازے کی کنڈی لگائی اور آگے بڑھا، لیکن جونہی اس نے اس جسم کو ہاتھ لگایا تو نرم و نازک سیر ندھری کی بجائے ایک پتھر کی طرح سخت جسم والا بھیم وہاں سے برآمد ہوا۔ گو کیچک بہت طاقتور تھا، لیکن اس کا واسطہ اب وایو دیوتا کے بیٹے بھیم کے ساتھ پڑا تھا۔ چند ہی لمحوں میں بھیم نے اس کے بازو اور ٹانگیں توڑ دیں۔ کیچک کو قتل کرنے کے بعد بھیم نے دروپدی کو اطلاع دی، جس نے کچھ گھنٹوں کے توقف کے بعد پہرے داروں کا بتایا کہ اس کی بے عزتی کا بدلہ کسی گندھرو نے لیا ہے۔ دوسرے دن کیچک کے قتل کی وجہ سے پورے وراٹ نگر میں سکتہ چھایا ہوا تھا۔

ترگرت کا راجہ سوشرما اس سے پہلے کئی بار کیچک کی وجہ سے وراٹ نگر میں شکست کھا چکا تھا، جب اسے خبر ملی کی کیچک قتل ہو چکا ہے تو اس نے یہ موقع غنیمت جانا کہ اب پرانے حساب چکانے کا وقت آگیا ہے۔ اس نے دریودھن سے رابطہ کرکے اسے بھی ساتھ ملا لیا کہ دریودھن جنوب کی طرف سے متسیہ پر حملہ کرے جبکہ سوشرما شمال کی طرف سے حملہ کرے گا۔ کیچک کے قتل کی خبر کی وجہ سے دریودھن کو شک بھی ہو چکا تھا کہ یہ کام بھیم کے علاوہ کوئی اور نہیں کرسکتا، لہٰذا اس کے سامنے ایک تیر سے دو شکار کرنے کا موقع آچکا تھا۔ جہاں اسے راجہ وراٹ کی دولت اور مویشی ملیں گے وہیں وہ پانڈوؤں کو ڈھونڈ کر شرط کے مطابق اگلے

بارہ برسوں کیلئے جنگل بھیج دے گا۔

یدھشٹر، نکل، سہدیو اور بھیم بھی اپنے اپنے بھیسوں میں متسیہ کے لشکر کے ساتھ آئے، صرف ارجن اپنے ہیجڑے پن کی وجہ سے محل میں ہی رہا۔ لیکن کسی بھی بھائی نے جنگ میں حصہ نہ لیا۔ سوشرما نے تھوڑی ہی دیر بعد وراٹ کی فوج منتشر کرنے کے بعد وراٹ کو گھیرے میں لے لیا۔ موقع کی نزاکت دیکھتے ہوئے یدھشٹر نے بھائیوں کا اشارہ کیا کہ وراٹ کو گھیرے سے باہر نکالا جائے۔ تینوں بھائیوں نے مل کر تھوڑی ہی دیر میں وراٹ کی ہاری ہوئی جنگ کو جیت میں بدلتے ہوئے سوشرما کو قید کر کے راجہ وراٹ کے سامنے لا کھڑا کیا۔

متسیہ ک تمام فوج جنوب کی طرف سوشرما کا مقابلہ کیلئے گئی ہوئی تھی، جب کہ دریودھن شمال کی طرف سے حملہ آور تھا، شمالی حصے کی حفاظت کی ذمہ داری راجہ وراٹ کے بیٹے اتر کے ذمہ تھی، جو کم عمری کی وجہ سے لڑائی میں تو کسی قسم کی مہارت نہیں رکھتا تھا، لیکن ڈھنگیں مارنے میں سب سے زیادہ پیش پیش ہوا کرتا تھا، اس نے دعویٰ کیا کہ اگر اسے صحیح قسم کا رتھ بان میسر ہو جائے تو وہ اکیلا ہی تمام کوروؤں کا خاتمہ کر دے گا۔ دروپدی نے ارجن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے راجکمار اتر کو کہا کہ برہنلا ایک بہت اچھا رتھ بان ہے اور یہ ارجن کا رتھ بھی چلایا کرتا تھا۔ راجکمار اتر اپنے ہتھیاروں سمیت بہت شان و شوکت کے ساتھ برہنلا کے ساتھ جنگ کو روانہ ہوا، لیکن جونہی اس نے کوروؤں کی فوج دیکھی تو رتھ سے نیچے چھلانگ لگا کر واپس گھر کی جانب پیدل ہی بھاگنا شروع کر دیا۔ ارجن اسے پکڑ کر واپس لایا اور کہا کہ اگر تمہیں لڑنے سے ڈر لگتا ہے تو تم رتھ چلاؤ اور میں لڑوں گا، لیکن اتر کسی قسم کی بات سننے کے موڈ میں نہیں تھا۔ وہ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا، مجھے گھر جانے دو۔ ارجن نے رتھ کو اسی شمشان گھاٹ کی طرف موڑ دیا جہاں انہوں نے شمی کے درخت میں اپنے ہتھیار چھپائے تھے، اور وہاں جا کر راجکمار کو کہا کہ درخت کے اوپر جا کر اس پوٹلی کو نیچے لاؤ۔ راجکمار نے اوپر جا کر پانڈوؤں کے ہتھیار دیکھے تو اسے بہت حیرت ہوئی، لیکن اس سے بھی زیادہ حیرت اسے تب ہوئی جب اس کا ہیجڑہ رتھ بان ایک طاقتور مرد کی صورت میں کھڑا تھا۔ اورشی نام اپسرا کی ایک سال ہیجڑہ بننے کی دعا کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ ارجن نے اسے اپنے متعلق تھوڑی سی تفصیل بتاتے ہوئے اپنا گانڈیو کو اٹھا کر کسا اور اپنا طاقتور سنکھ دیودت پھونکا۔

ارجن کے سنکھ کی آواز سے کورو لشکر ایک دم سے رک گیا، انہیں یقین تھا کہ یہ سنکھ ارجن کا ہی ہے۔ بحث چھڑ گئی کہ پانڈوؤں نے وقت سے پہلے ہی اپنے آپ کو آشکار کر دیا ہے، لہٰذا وہ اب مزید بارہ سال کیلئے جنگل کی طرف جلاوطن کیئے جائیں گے۔ بھیشم، درون اور کرپا جو جوتش کے ماہر تھے، ان کا کہنا تھا کہ قمری کیلنڈر کے حساب سے پانڈوؤں نے اپنے تیرہ سال مکمل کر لیئے ہیں، دریودھن اور اس کے ساتھی اس بات کو ماننے سے انکاری تھے۔ لیکن بھیشم نے پانڈوؤں کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ ارجن نے اپنے تیروں کی بارش سے پورے کورو لشکر کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ ارجن نے اپنا رتھ پھر شمشان گھاٹ کی طرف موڑا اور اپنے ہتھیار اسی شمی کے درخت میں چھپا دیئے اور برہنلا کا لباس پہلے واپس محل کو لوٹا۔

راجہ وراٹ جب محل پہنچا تو اسے کوروؤں کے بھاگنے کی خبر ملی جسے سن کر اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی کہ اس کے کمسن بیٹے نے بہادری کا وہ کارنامہ انجام دیا ہے جو کسی بڑے سے بڑے سورما کے بس کی بھی بات نہیں تھی۔ چنانچہ وہ اطمینان سے یدھشٹر کے ساتھ جا کر پانسہ کھیلنے لگا۔ کھیلتے کھیلتے وراٹ کہنے لگا یہ کتنے فخر کی بات ہے کہ میرے کم عمر بیٹے نے کوروؤں کے اتنے بڑے لشکر کو شکست دی ہے، یدھشٹر نے جواب دیا مہاراج جس کا رتھ بان برہنلہ ہو اس کی فتح تو یقینی ہوتی ہے۔ راجہ کو غصہ آ گیا اور اس نے اپنے ہاتھ کے پانسے یدھشٹر کے منہ پر مارتے ہوئے کہا تم میرے بیٹے کے مقابلے میں ایک ہیجڑے کی تعریف کر رہے ہو۔ یدھشٹر نے اپنے خون کو زمین پر بہنے سے روکنے کیلئے اپنا ہاتھ نیچے کر دیا، اسی لمحے دروپدی وہاں داخل ہوئی تو منہ دھلاتے وقت یدھشٹر نے اسے کہا کہ ارجن کو یہاں نہیں آنے دینا کہ اگر اس نے میرا بہتا ہوا خون دیکھ لیا تو وہ راجہ کو وہیں مار ڈالے گا۔ جب راجکمار اتر محل میں پہنچا تو وہ اس نے اپنے باپ سے یدھشٹر کی ناک سے بہتے خون کی وجہ جاننا چاہی، باپ نے جواب دیا، بیٹا تم نے کوروؤں کو شکست دی اور میں تمہاری تعریف کر رہا تھا کہ اس برہمن نے میری بات کو رد کر کے اس ہیجڑے برہنلہ کی تعریفیں شروع کر دیں، جس کی وجہ سے مجھے غصہ آیا اور میں نے اسے مارا۔ بیٹا ایکدم بولا، پتاجی، آپ نے بہت ہی برا کام کیا ہے، آپ فوراً اس سے معافی مانگیں وگرنہ ہمارا راج پاٹ سب تباہ ہو جائے گا۔ راجہ نے ایکدم معافی مانگتے ہوئے بیٹے سے تفصیل چاہی کہ اس نے ہستناپور جیسی راجدھانی کے سورماؤں کو کیسے شکست دی۔ راجکمار نے جواب دیا کہ میں نے کچھ نہیں کیا، آسمانوں سے کسی دیوتا کا بیٹا آیا اور اس نے اکیلے ہی پورے کورو لشکر کو شکست دی اور واپس چلا گیا، لیکن اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ دوبارہ ہم سے ملے گا۔

دوسرے دن تمام پانڈوؤں اور دروپدی اپنے پرانے کپڑے اتار کر اصلی روپ میں آ گئے، راجہ کے آنے سے پہلے ہی یدھشٹر راجہ کے سنگھاسن پر براجمان ہو چکا تھا، راجہ وراٹ کو یدھشٹر کی گستاخی پسند نہ آئی لیکن بھیم نے اسے روکتے ہوئے کہا، کہ یہ مہاراج یدھشٹر ہیں، اور ہم سب اس کے بھائی ہیں جنہوں نے جنگ میں تمہاری مدد کی، اور تمہارے بیٹے نے جس آسمان سے آ کر مدد کرنے والے کا ذکر کیا ہے وہ کوئی اور نہیں ہمارا چھوٹا بھائی ارجن ہے۔ راجہ نے اپنی بیٹی اترا کی ارجن کے ساتھ شادی کی خواہش کی، جس سے ارجن نے یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ میں نے اترا کو موسیقی اور رقص کی تعلیم دی ہے، لہٰذا میں اس کا گرو ہوں، گرو باپ کے برابر ہوتا ہے اور باپ اور بیٹی کی شادی کبھی نہیں ہو سکتی۔ آپ چاہیں تو راجکماری اُتّرا کا بیاہ میرے بیٹے ابھیمنیو سے کر دیں، اترا کو اپنی بہو کے روپ میں قبول

کرتے ہوئے مجھے زیادہ خوشی ہوگی۔۔

تیرہواں سال جو پانڈوؤں نے چھپ کر گزارنا تھا، وہ مکمل ہو چکا تھا، چنانچہ ابھیمنیو کی شادی کے بعد وہ متسیہ سے تھوڑی دور اپپلاویہ نامی جگہ پر منتقل ہو گئے۔ جہاں انہوں نے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو آنے کی دعوت دی۔ دعوت ملنے کے بعد دوارکا سے کرشن، ان کے بڑے بھائی بلرام کے علاوہ کاشی کے راجکمار، پانچال کے مہاراج دھرپد، دھرشٹادھیومن اور شکھنڈی وغیرہ سب آئے۔ جہاں پانڈوؤں کے ساتھ ہونے والی ناانصافی پر بات ہونے کے علاوہ ان کی راجدھانی واپس دلانے کیلئے صلاح مشورے بھی ہوئے۔ کرشن جی کے بقول پانڈوؤں کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے اور اب جب انہوں نے اپنی جلاوطنی کی سزا بھی پوری کر لی ہے تو انہیں ان کی راجدھانی واپس ملنی چاہیئے اور اس مسئلے کو صلح صفائی سے حل کرنے کیلئے ہستناپور میں مہاراج دھرت راشٹر سے رابطہ کیا جائے۔ بلرام نے اس تجویز سے متفق ہوتے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیں مہاراج دھرت راشٹر کے علاوہ دریودھن، بھیشم، درون اشوتتھامہ، کرپا اور درون وغیرہ کے علاوہ کرن کو بھی اس مسلے کے حل کیلئے راضی کرنا چاہیئے اور یہ مسئلہ اگر اس طرح حل ہو جائے تو بہت اچھی بات ہے، لیکن جہاں تک حق کی بات ہے، پانڈو اپنی راجدھانی ہار چکے ہیں، یدھشٹر یہ بات جانتے ہوئے کہ وہ پانسے میں شکونی کا جوڑ نہیں تھا اس نے جانتے بوجھتے یہ کھیل کھیلا، لہٰذا وہ راجدھانی پر تو اپنا حق کھو چکا ہے لیکن اپنی جلاوطنی کی سزا کو پورا کرنے کے بعد انہیں نئے سرے سے جلاوطنی پر نہیں بھیجا سکتا بلکہ وہ آزادانہ طور پر رہ سکتے ہیں لیکن جہاں تک راجدھانی واپس مانگنے کا سوال ہے وہ اس میں حق بجانب نہیں ہیں۔ راجدانی واپس کرنے کیلئے وہ منت سماجت تو کر سکتے ہیں لیکن اس کیلئے جنگ کرنا غلط ہوگا۔ ساتیکی نامی جوان اٹھ کر بہت جوش میں بولتے ہوئے کرشن سے اتفاق کرتا ہے اور بلرام کو حق کا ساتھ نہ دینے کی بجائے دریودھن سے ڈرنے اور بزدلی کا طعنہ دیتا ہے، اس کے نزدیک اس مسئلے کا حل جنگ ہی ہے۔ ساتیکی کی جوشیلی باتوں سے دھرپد بہت خوش ہو کر کہتا ہے، مین ساتیکی کی حمایت کرتا ہوں، نرم باتیں دریودھن پر اثر نہیں کریں گی، ہمیں جنگ کی تیاری کرنی چاہیئے اور اس کیلئے ہمیں شلیہ، دھرشٹادھیومن کیتو، جییت سینا اور کیکیا کو بھی تیاری کرنے کا کہنا چاہیئے، لیکن جنگ کی تیاریوں کے ساتھ ہی ہم ایک قاصد ہستناپور بھیجتے ہیں جو وہاں دریودھن سے بات کرنے کے علاوہ بھیشم، درون اور دھرت راشٹر سے بھی بات کرے اور اس مقصد کیلئے میرے درباری برہمن سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ یہ سب طے ہونے کے بعد بلرام اور کرشن دوارکا کو چل پڑتے ہیں اور باقی راجہ بھی اپنی راجدھانیوں میں واپس جا کر جنگ کی تیاریاں شروع کر دیتے ہیں۔

دھرپد اپنے درباری برہمن کو بلا کر سمجھاتا ہے کہ اسے کس سے جا کر کیا کہنا ہے، دھرپد کے بقول ہستناپور میں ودھر ایک ساتھی کے طور پر ملے گا لیکن تم پھر بھی بھیشم، درون اور کرپا کو قائل کرنے کی کوشش کرنا، مجھے ایسا لگتا تو نہیں ہے کہ تمہارے وہاں جانے سے جنگ ٹل سکتی ہے، لیکن اگر کوئی ایسا معجزہ ہو جائے تو یہ اور بات ہوگی، لیکن تمہارے وہاں جانے کا اتنا فائدہ ضرور ہوگا کہ جتنے دن تم وہاں رہو گے، کوروبات چیت میں مشغول رہیں گے اور اس دوران پانڈوؤں کو جنگ کی تیاری کی مزید موقع مل جائے گا۔

اس دوران دریودھن اور اس کے بھائی بھی ہاتھ پر ہاتھ دھرے ہوئے نہیں بیٹھے تھے، جونہی دریودھن کو کرشن کے واپس دوارکا پہنچنے کی خبر ملی، وہ مدد مانگنے کیلئے کرشن جی کے پاس دوارکا جا پہنچا، اس وقت کرشن سو رہے تھے، دریودھن کرشن کے سرہانے کی جانب نشست پر بیٹھ گیا۔ ارجن بعد میں پہنچا اور کرشن کی پائنتی ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ جب کرشن کی آنکھ کھلی تو سامنے کھڑے ارجن پر نگاہ پڑی، بعد میں سرہانے کی طرف بیٹھے ہوئے دریودھن کو بھی دیکھا، حال احوال پوچھنے کے بعد کرشن نے ان کی آمد کا سبب جاننا چاہا۔ دریودھن ایک دم بول اٹھا، آپ کو پتہ ہے کہ کسی وقت بھی جنگ چھڑ سکتی ہے، اس لیئے میں جنگ میں آپ کی مدد مانگنے آیا ہوں۔ ارجن اور مجھ سے آپ کی رشتہ داری برابر کی ہے آپ نہیں کہہ سکتے کہ کوئی آپ کو دوسرے سے زیادہ عزیز ہے لہذا جو پہلے آیا ہے اس کا حق پہلے ہے کہ وہ کچھ مانگے۔ کرشن نے جواب دیا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ تم ہی پہلے آئے ہو لیکن میری نگاہ پہلے ارجن پر پڑی تھی اور وہ ویسے بھی تم سے چھوٹا ہے، لہذا اس کی مانگ کا حق پہلے ہو گا۔ اب تم دونوں آئے ہو، اور میں دونوں کو خالی ہاتھ نہیں لوٹانا چاہتا۔ ایک طرف میرا لشکر ہے جس میں بڑے بڑے سورما ہیں، اور دوسری طرف میں اکیلا ہوں، تم دونوں کو مجھ میں اور میرے لشکر میں سے ایک کو چننا ہو گا اور یہ بھی یاد رہے کہ میں لڑائی میں ہتھیار بھی نہیں اٹھاؤں گا۔ یہ کہہ کر کرشن ارجن کی طرف مخاطب ہوئے، تم چھوٹے ہو اس لیئے چننے حق پہلے تمہیں دے رہا ہوں، سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا، کیا تم مجھے چنو گے جس نے لڑائی میں ہتھیار نہیں اٹھانا یا میرے لشکر کو چنو گے۔ ارجن نے کرشن کی بات درمیان میں سے کاٹتے ہوئے کہا، مجھے آپ چاہیئے ہیں خواہ آپ ہتھیار نہ اٹھائیں۔ دریودھن نے ارجن کے اس جاہلانہ انتخاب کو بہت خوشی سے قبول کیا اور اٹھ کر کرشن کے بڑے بھائی بلرام کے پاس آکر اسے پوری کہانی سنائی۔ بلرام نے سب بات سننے کے بعد جواب دیا، دریودھن: تم تک یہ بات ضرور پہنچی ہو گی کہ جب راجہ وراٹ کی بیٹی اترا کی شادی ہوئی تھی تو میں نے تمہاری حمایت کی تھی۔ میں کرشن کو بھی کئی بار کہہ چکا ہوں کہ پانڈو اور کورو ہمارے ایک جیسے رشتہ دار ہیں، ہم کسی کو دوسرے پر فوقیت نہیں دے سکتے۔ لیکن میں کرشن کو قائل کرنے میں ناکام رہا ہوں۔ اب میرے لیئے مشکل پیدا ہو گئی ہے میں کرشن کے مقابلے پر صف آرا لوگوں کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ میں نہ پانڈوؤں کی مدد کروں گا اور نہ تمہاری۔ تم راجاؤں کی ایک ایسے طویل سلسلے سے تعلق رکھتے ہو جس کی سب راجے عزت کرتے ہیں، اس لیئے اگر جنگ ہوتی ہے تو تم کھشتریہ اصولوں کے مطابق اس کا سامنا کرو۔

مدر دیش کا راجہ شلیہ رانی مادری کا بھائی اور نکل اور سہدیو کا ماموں تھا۔ اسے پانڈوؤں کی طرف سے پیغام ملا کہ وہ اپنا سارا لشکر لے کر ان سے آن ملے۔ شلیہ کی فوج اتنی بڑی تھی کہ وہ پندرہ کوس تک کا علاقہ گھیرتی تھی، جونہی دریودھن کو اس کی خبر ملی اس نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ شلیہ کی فوج کیلئے کھانا تیار کیا جائے اور ان کی خوب خاطر مدارت کی جائے۔ شلیہ یہ سوچ کر بہت خوش ہوا کہ اس کے بھانجے یدھشٹر نے اس کا کیسا اچھا استقبال کیا ہے، کھانے کے بعد اس نے وہاں پر موجود نوکر کو کہا کہ جا کر راجہ کو کہو کہ تم نے جو میری اور میری فوج کی خوب خاطر مدارت کی ہے میں تمہیں اس کا بدلہ دینا دوں گا، نوکر نے جا کر دریودھن کو بتایا، جسے سنتے ہی دریودھن وہاں آن پہنچا۔ شلیہ جو یدھشٹر کی آمد کا منتظر تھا، دریودھن کو دیکھ کر بہت حیران ہوا لیکن پھر بھی بولا تم نے میری اور میرے لشکر کی بہت تواضع اور دیکھ بھال کی ہے، میں اس کا بدلہ کیسے چکا سکتا ہوں۔ دریودھن نے جواب دیا کہ اس کے بدلے آپ اور آپ کی فوج میرے طرف سے جنگ میں حصہ لے۔ شلیہ کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات ابھرے لیکن دریودھن نے ایک دم کہا۔ رشتے میں تم ہمارے بھی اتنے ہی نزدیکی ہو جتنے کہ پانڈو، اس لیئے تمہیں ہماری مدد کرنا ہی ہو گی، شلیہ نے کہا ٹھیک ہے میں وعدہ کرتا ہوں کہ جنگ میں تمہارا ساتھ دوں گا لیکن مجھے یدھشٹر کو مل کر بتانا ہو گا کہ میں نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ دریودھن نے کہا، ٹھیک ہے آپ ضرور جائیں لیکن آپ کو اپنا وعدہ نہیں بھولنا ہو گا۔ شلیہ نے جواب دیا، تم بے فکر ہو کر اپنے محل لوٹ جاؤ، میں تمہیں دھوکا نہیں دوں گا۔

پانڈو شلیہ کو مل کر بہت خوش ہوئے، جلد ہی جنگ کی باتیں شروع ہو گئیں تو شلیہ نے دریودھن والا واقعہ سنایا۔ یدھشٹر کا رنگ اڑ گیا اور مایوسی چھپاتے ہوئے بولا۔ اے سورما، آپ اپنا قول نبھائیں۔ آپ کو بھی رتھ چلانے میں اتنی ہی مہارت ہے جتنی شری کرشن کو ہے، کرن جب ارجن کو مارنا چاہے گا تو وہ آپ کو ہی رتھ چلانے کا کہے گا۔ مجھے یہ سوال پوچھنا تو نہیں چاہیئے لیکن پھر بھی جاننا چاہتا ہوں کہ آپ ایسی صورت میں ارجن کی موت کا ذمہ دار بننا چاہیں گے یا اس کی جان بچائیں گے۔ شلیہ نے جواب دیا، میرے بچے، مجھے دریودھن نے چالاکی سے ساتھ ملایا ہے، لیکن تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر مجھے کرن نے جنگ میں اپنا رتھ بان بنایا تو جب وہ ارجن پر حملہ کرنا چاہے گا تو اسے سخت مایوسی کا سامنا کرنا ہو گا۔ تم مت ڈرو، ارجن کا بال بھی بھیکا نہیں ہونے دوں گا۔ جس قسم کی مشکلات اور ذلتیں تم بھائیوں اور دروپدی نے سہی ہیں، اب اس کا بدلہ لینے کا وقت آ گیا ہے۔

صلح کی کوششوں کے باوجود جنگ کے بادل بہت گہرے ہوتے جا رہے تھے۔ اب وقت آن پہنچا تھا کہ کرن اپنے محسن دریودھن کا احسان بدلہ چکا پائے۔ اس نے قسم کھائی ہوئی تھی کہ وہ اپنے دوست دریودھن کی خاطر سب پانڈوؤں کا قتل کر دے گا۔ جب تک کرن کے جسم پر الوہی کوچ اور کنڈل تھے، وہ جنگ میں ناقابل تسخیر تھا، اندر دیو کو پتہ تھا کہ کوچ اور کنڈل کے ہوتے ہوئے کرن کسی بھی جنگ کا پانسہ پلٹ سکنے کا اہل ہے، جس سے اس کے بیٹے ارجن سمیت تمام پانڈوؤں مار دیئے جائیں گے۔ وہ کسی نہی صورت کرن کو کوچ اور کنڈل سے محرم کرنا چاہتا تھا۔ سوریہ دیو کو اندر دیو کے ارادوں کا اندازہ ہو چکا تھا کہ اندر دیو اپنے بیٹے ارجن

کی حفاظت کی خاطر کبھی بھی کرن کے پاس جا کر اس سے کوچ اور کنڈل مانگ لیں گے۔ تو وہ ایک رات کرن کے پاس آ کر کہنے لگے، بیٹا مجھے پتہ چلا ہے کہ اندر ایک برہمن کا بھیس بدل کر تم سے کوچ اور کنڈل مانگنے آئیں گے۔ جب تک تمہارے جسم پر کوچ اور کانوں میں کنڈل ہوں گے، تمہیں کوئی بھی مار نہیں سکتا، اس لیئے تم یہ دونوں چیزیں کسی بھی صورت مت دینا، میری بات کو رد نہیں کرنا، میں تمہارا باپ سوریہ دیو ہوں"۔ سوریہ کی بات سن کر کرن نے جواب دیا، بھگوان آپ جانتے ہیں، میں نے اپنے آپ سے عہد کیا ہوا ہے کہ کوئی بھی مانگنے والا میرے دروازے سے خالی نہیں جائے گا، اس لیئے آپ مجھے ایسا حکم نہ دیں جس سے مجھے اپنا عہد توڑنا پڑے، میں زندہ رہوں یا نہ رہوں مگر مجھے اپنا عہد اور عزت کی لاج رکھنے کیلیئے اگر جان بھی دینی پڑے تو میں پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ سوریہ دیو کرن کی سخاوت کو جانتے ہوئے بولے، اچھا بیٹا اگر تم نے اندر راج کو کوچ اور کنڈل دے ہی دینے ہیں تو ان سے اموگھ شکتی ضرور مانگ لینا اسی سے تم ارجن کو ہرا سکو گے، اس شکتی کی خصوصیت ہے کہ وہ دشمن کو مارنے کے بعد استعمال کرنے والے کے پاس دوبارہ آ جاتی ہے۔ یہ کہہ کر سوریہ دیو چلے گئے۔

یہ بات کسی سے بھولی ہوئی نہیں تھی کہ کرن صبح کے وقت تالاب میں نہاتے وقت سوریہ دیو کی پوجا کرتا ہے، اس لمحے اس سے جو بھی مانگ لیا جائے وہ انکار نہیں کرتا۔ اندر دیو بھی کرن کی اس عادت کو جانتے ہوئے صبح کے وقت ایک برہمن کے بھیس میں آئے۔ پوجا سے فارغ ہو کر کرن نے پوچھا، میں آپ کی کیا سیوا کر سکتا ہوں برہمن دیو۔ آ اندر دیو جواب میں کہتے ہیں، مجھے تمہارا کوچ اور کنڈل چاہیں جنہیں پہنے تم پیدا ہوئے تھے۔ کرن نے کہا، برہمن دیو، آپ مجھ سے جو چاہے مانگ لیں، میرا راج پاٹ مانگ لیکن لیکن کوچ اور کنڈل نہ مانگیں، انہیں دے دینے کے بعد مجھے میرے دشمن بہت آسانی سے مار ڈالیں گے۔ لیکن برہمن نے انہیں کو ہی لینے پر اصرار کیا تو کرن ہنس کر بولا، اے اندر دیو، میں نے آپ کو پہچان لیا ہے، اب جب آپ بھکاری بن کر میرے پاس آئے ہیں تو میں آپ کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاؤں گا، لیکن اس کے بدلے مجھے بھی اموگھ شکتی چاہیئے جس کے وار سے دشمن نہیں بچتا۔ اندر دیو نے خوش ہو کر کہتے ہیں، آج سے تم ہم ہمیشہ کیلیئے دان ویر (جو کچھ بھی خیرات کر دے) کے نام سے جانے جاؤ گے میں تمہیں ایک شرط پر و بیجے انتی دے سکتا ہوں کہ تم اس کا استعمال صرف ایک بار ہی کرو گے، اس کے بعد یہ شکتی میرے پاس آ جائے گی، لیکن اسے تم صرف اس وقت ہی استعمال کرو گے جب تمہاری جان کو خطرہ ہو گا، بلا ضرورت استعمال کرنے کی صورت میں تم اسی وقت مر جاؤ گے، اندر دیو کی بات سن کر کرن نے کہا، پربھو ایک اور عرض ہے، جب میں اپنے جسم سے کوچ اور کنڈل کاٹ کر آپ کو دوں تو زخموں اور خون بہنے سے میرا جسم بد صورت نہیں ہونا چاہیئے، اندر دیو نے بات مان لی۔ کرن نے تلوار سے جب دونوں چیزیں اپنے جسم سے الگ کیں تو نہ ہی خون بہا اور نہ ہی کرن کے جسم پر کوئی داغ بنا۔ اندر دیو کوچ اور کنڈل لے کر چل دیئے، اس خبر سے جہاں پانڈوؤں کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں تھا وہیں کوروؤں میں ماتم کا سا سماں تھا، کہ ان کا سب سے مضبوط مہرہ جس پر جنگ کا دار و مدار تھا، وہ اندر دیو کی سازش کا شکار ہو گیا۔

راجہ دھرپد نے واپس جا کر اپنے شاہی برہمن کو قاصد بنا کر ہستنا پور بھیجا جس نے ابتدائی حال احوال بتانے کے بعد راجہ دھرت راشٹر کے دربار میں اپنا مدعا پیش کیا۔ پانڈو اور دھرت راشٹر دونوں وچتر ویر کے بیٹے ہیں۔ اور ان کا حق ہے کہ اپنے باپ کی ملکیت کے مالک بنیں، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مہاراج دھرت راشٹر کے بیٹوں نے پوری راجدھانی پر قبضہ جمائے ہوئے پانڈو کے بیٹوں کو ان کے حق سے محروم کیا ہوا ہے۔ جن کو کسی بھی اصول کے تحت جائز نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ جو گزر گیا سو گزر گیا۔ پانڈو جن مصائب سے گزرے ہیں، وہ ان سب کو بھول کر صلح صفائی سے اپنا حق حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جنگ میں سوائے باہمی تباہی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ بھیشم نے جواب دیا کہ باوجود اس کے کہ پانڈوؤں نے بہت زیادہ راجاؤں کی حمایت حاصل کرنے کی وجہ سے اپنی جنگی پوزیشن کافی مضبوط بنالی ہے لیکن اس سے باوجود وہ امن چاہتے ہیں، تو یہ بہت اچھی بات ہے، ہمیں چاہیئے کہ ان کا حق ان کو واپس لوٹا دیں۔ بھیشم کی بات کے

دوران ہی کرن برہمن کو مخاطب کرتے ہوئے بول اٹھا۔ او براہمن، پرانی باتوں کو دوہرانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، کوئی نئی بات کرو۔ یدھشٹر پانسے میں سب کچھ ہار چکا ہے، اب اگر اسے کچھ چاہیئے تو وہ منت سماجت کرے، پانچال اور متسیہ کے راجاؤں کی حمایت ملنے سے یہ نہ سوچ لے کہ وہ دھمکی سے کچھ واپس لے پائے گا۔ ویسے بھی تیرویں سال کے ختم ہونے سے پہلے ہی وہ پہچان لیئے گئے تھے، لہذا انہیں اندرپرستھ واپس مانگنے کی بجائے مزید بارہ سال جنگل میں جا کر گزارنے چاہیئے۔ دھرت راشٹر نے کرن کو ڈانٹ کر چپ کرایا اور سنجے کو پانڈوؤں کے پاس صلح کی بات چیت کیلئے بھیجنے کا فیصلہ سنایا۔

سنجے جب وہاں پہنچا تو وہاں کرشن اور وراٹ کے ساتیکی کو بھی پانڈو بھائیوں کے پاس پایا۔ سلام دعا کے بعد سنجے نے اپنے آنے کا مدعا بیان کیا، مہاراج دھرت راشٹر آپ سے صلح کرنا چاہتے ہیں اور اسی لیئے انہوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کیونکہ جنگ سے کسی کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ بھائیوں کی آپس میں جنگ میں تو سوائے دکھوں کے کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ پانچوں بھائی بہت بہادر ہیں، اس کے علاوہ آپ کو شری کرشن، ساتیکی، وراٹ، دھرپد جیسے راجاؤں کی حمایت بھی حاصل ہے، آپ پر فتح پانا کسی کیلئے بھی آسان نہیں ہے۔ اسی طرح آپ کے مقابلے پر بھیشم، درون اچاریہ، کرپا اچاریہ، کرن، شلیہ، اشوتھامہ جیسے سورما ہیں، انہیں ہرانا بھی بچوں کا کھیل نہیں ہے، لہذا میری صلاح یہ ہے کہ آپ کوروؤں سے جنگ کرنے کی بجائے کر صلح کر لیں۔ یدھشٹر نے بہت خوش ہو کر کہا، کہ اس سے تو مہاراج کے بیٹے ہی نہیں بلکہ ہم بھی ایک تباہی سے بچ گئے ہیں۔ میں خود جنگ نہیں چاہتا، اگر ہمیں ہمارا حق لوٹا دیا جائے تو ہم سب پرانی باتیں بھلانے کو تیار ہیں۔ سنجے نے جواباً کہا کہ مہاراج تو ایسا ہی چاہتے ہیں لیکن ان کے بیٹے شر پسند ہیں اور وہ اپنے باپ کی نصیحتوں پر کان نہیں دھرتے۔ لیکن یدھشٹر تم تو سمجھدار ہو، اس لیئے جنگ سے پرہیز کرنے کو ترجیح دو، راجدھانی کو واپس لینے کیلئے اپنے رشتے داروں کا خون بہانا کسی طور بھی مناسب نہیں ہے۔ شری کرشن نے بھی یدھشٹر کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا کہ میں بھی کوروؤں اور پانڈوؤں میں صلح چاہتا ہوں، لیکن اس کی ایک ہی شرط ہے کہ پانڈوؤں کو ان کا حق واپس لوٹا دیا جائے۔ اس لیئے جو صلح کا پیغام آپ یدھشٹر کو دے رہے ہیں، وہ جا کر مہاراج دھرت راشٹر کو دیں اور ان سے کہیں کہ اگر پانڈوؤں کو ان کا آدھا حصہ نہ دیا گیا تو یہ جنگ نہیں ٹل سکے گی۔

سنجے پانڈوؤں کا پیغام لے کر دھرت راشٹر کے پاس پہنچے، اور انہیں ارجن کے الفاظ سے آگاہ کیا۔ کسی بھول میں مت رہنا، کرشن اور میں دریودھن اور اس کے سنگی ساتھیوں کو تباہ کرنے والے ہیں، میری کمان گانڈیو جنگ کیلئے بے قرار ہے, میری کمان کی رسی بغیر کھینچے ہی تھر تھرا رہی ہے اور میری ترکش کے اندر کے تیر بے صبری سے باہر جھانک کر پوچھ رہے ہیں، کب؟۔ یہ بات سن کر دھرت راشٹر بہت فکر مند ہوئے اور انہوں نے وُدھر کو مشورے کیلئے بلا بھیجا۔ ودھر نے مہاراج کو کہا، اگر میں یہ کہوں تو مجھے معاف کر دیں کہ آپ نے اپنے بیٹوں کی محبت میں اندھے ہو کر کہ پانڈوؤں کو جنگل بھیجنے کی سزا دے کر بہت سخت زیادتی کی ہے۔ اور اب اس کے کا ازالہ اسی صورت ہو سکتا ہے کہ پانڈو بھائیوں کا ان کا حق واپس کر دیا جائے۔ دوسرے دن دھرت راشٹر نے اپنے دربار میں اس مسئلے کو رکھا، بھیشم اسی حق میں تھے کہ پانڈوؤں کا ان کی آدھا راج دے دیا جائے لیکن دریودھن اپنی ضد پر اڑا رہا، کیونکہ اس کے بقول اس کے لشکر میں بھیشم، درون اچاریہ، کرپا اچاریہ، کرن اور اشوتھامہ جیسے بہادر ہیں، اور دریودھن نے خود بھی بلرام سے گدا چلانے کی تربیت لی ہے۔ لہذا وہ کسی بھی خطرے سے آسانی سے نپٹ سکتا ہے۔

سنجے کے جانے کے بعد یدھشٹر نے کرشن سے کہا، سنجے کی باتوں سے یوں لگتا ہے کہ کورو ہمارے ساتھ صلح تو کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ یہ صلح اندرپرستھ واپس دیئے بغیر کرنا چاہتے ہیں۔ جو خبریں جاسوسوں نے بھی پہنچائی ہیں، ان کے مطابق بھی حصہ واپس کرنا تو درکنار وہ پانچ گاؤں بھی دینے کے روادار نہیں ہیں۔ میرے خیال میں اپنا حق حاصل کرنے کیلئے، ہمیں کوروؤں سے جنگ کرنا ہی ہوگی۔ یہ بات سچ ہے کہ انہیں مار کر راج حاصل کرنا مناسب نہیں ہے لیکن اپنی راجدھانی کو چھوڑ کر صلح کی خواہش بھی ایک طرح سے موت ہی ہے۔ کرشن نے یدھشٹر کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں لیکن ایک بار پھر بھی دریودھن سے بات کر لی جائے اور اس کام کیلئے میں ہستناپور جاؤں گا۔ کرشن کی بات سن کر یدھشٹر نے فکر مند ہو کر کہا، آپ وہاں نہ جایئے وہاں آپ کو ذلیل کیا جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ آپ کو نقصان بھی پہنچانے کی کوشش کی جائے جو ہم برداشت نہیں کر پائیں گے۔ کرشن نے کہا، آپ میری فکر نہ کریں، میرا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا، لیکن میرے وہاں جانے کا یہ فائدہ ضرور ہوگا کہ ہمیں یہ الزام نہیں دیا جا سکے گا کہ ہم نے صلح کی کوشش نہ کی، اس کے علاوہ سب کو پتہ چل جائے گا کہ دریودھن کتنا لالچی اور ظالم انسان ہے۔

بھیم نے بہت عاجزی سے کہا، دیوکی نندن، جس طرح بھی صلح ہو سکتی ہے، آپ اس کیلئے کوشش کریں، دریودھن چھوٹی چھوٹی باتوں سے چڑ جاتا ہے، اس سے کوئی سخت بات نہ کہیں، اگر وہ چاہے گا تو ہم اس کی ماتحتی بھی قبول کر لیں گے لیکن ہم یہ نہیں چاہتے کہ کوروؤں کی نسل ختم ہو جائے۔ وہاں جا کر کوشش کریں کہ جنگ کسی بھی طور ٹل جائے۔ بھیم کی بات سن کر کرشن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ بھیم، آج تم میں کیسی تبدیلی دکھائی دے رہی ہے، تم تو ہمیشہ دھرت راشٹر کے بیٹوں کو مارنے کی خواہش کا اظہار کرتے ہو، تم نے تو دریودھن اور دُشاسن کو مارنے کی قسم کھائی ہوئی ہے، یہ آج بزدلوں والی باتیں کیس منہ سے کر رہے ہو، ایسی باتیں تمہیں زیب نہیں دیتیں۔ بھیم نے کھسیانا ہو کر جواب دیا، آپ میری بات نہیں سمجھے، میں بزدل نہیں ہوں، میں اپنے دشمنوں کو ایسے کچل سکتا ہوں جیسے مست

ہاتھی چھوٹے چھوٹے جانوروں کو کچل دیتا ہے، لیکن میں نہیں چاہتا کہ ہمارے کورو رشتہ داروں کی نسل سرے سے ہی ختم ہو جائے۔ انہی باتوں کے درمیان دروپدی کود پڑی، اور کرشن کا کہا، دشمنوں سے صلح کی بات کرتے وقت میرے ان بالوں کو نہیں بھولنا جو دشاسن نے کھینچے تھے، اگر بھیم اور ارجن کوروؤں سے صلح کرنے کو تیار بھی ہو گئے تو میری بے عزتی کا بدلہ لینے کیلئے میرا باپ، بھائی اور ابھیمنیو وغیرہ ضرور جنگ کریں گے، یہ کہتے ہوئے دروپدی رو پڑی، تو کرشن نے اسے دلاسا دیتے ہوئے کہا، بہن تم فکر نہ کرو، جس طرح تم آج رو رہی ہو اس طرح ایک دن کوروؤں کی عورتیں بین کریں گی، میں کوروؤں کو جنگ میں تباہ کروا دوں گا، یقین مانو میرا کہا کبھی غلط نہیں ہوتا۔

دھرت راشٹر کو جب پانڈوؤں کی طرف سے کرشن کے آنے کی اطلاع ملی تو اس نے دریودھن کو بلا کر ہدایت کی کہ کرشن کے استقبال میں کسی بھی قسم کی کمی نہ ہونے پائے، ان کی بھی ویسی ہی خاطر مدارت کرنا جیسے تم نے شلیہ کے سلسلے میں کیا تھا، ہو سکتا ہے ہم اس طرح کرشن کو اپنی طرف لانے میں کامیاب ہو جائیں۔۔ دریودھن نے کرشن کے استقبال میں کوئی کمی نہ اٹھار کھی لیکن کرشن نے جواب مین دریودھن سے آنکھ ملانے کی زحمت تک گوارا نہ کی۔ دریودھن نے باپ سے شکایت کرتے ہوئے کہا، کرشن نے ہمارے سواگت کو رد کرتے ہوئے اپنے ارادے صاف ظاہر کر دیئے ہیں کہ وہ پانڈوؤں کے حمایتی ہیں، وہ کبھی ہمارا ساتھ نہیں دیں گے، میں چاہتا ہوں کہ انہیں گرفتار کر لوں۔۔ دھرت راشٹر نے جواب دیا، میں تمہیں اس کی قطعاً اجازت نہیں دے سکتا کیونکہ ایک تو وہ قاصد بن کر آئے ہیں اور قاصد کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا جا سکتا۔ دوسرا وہ ہمارے رشتہ دار ہیں اور تیسری اہم بات کہ انہوں نے کبھی ماضی میں ہمارے خلاف کسی قسم کو معاندانہ قدم نہیں اٹھایا۔ دھرت راشٹر کی بات سن کر بھیشم بولے، دھرت راشٹر تمہارا یہ بیٹا انتہائی جاہل ہے یہ ہمیشہ تباہی کی بات کرتا ہے، یہ کہہ کر بھیشم محفل سے اٹھ کر چلے گئے۔

کرشن سب سے ملنے کے بعد دریودھن کے پاس آئے تو سب بھائیوں نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا اور پھر انہیں کھانے کی دعوت دی جسے کرشن نے رد کر دیا۔ اس رویئے کی وجہ جاننے کیلئے دریودھن نے پوچھا، اے کرشن، آپ دونوں دھڑوں کے مددگار ہیں، ہمارے باپ دھرت راشٹر آپ کے سگے رشتہ دار ہیں، اور وہ آپ کی بہت عزت کرتے ہیں، پھر آپ نے ہماری کھانے کی دعوت کیوں رد کر دی۔ کرشن نے جواب دیا، تمہیں پتہ ہونا چاہیئے کہ قاصد اپنا کام پورا ہو جانے کے بعد ہی کھانا کھاتے ہیں، جس مقصد کی خاطر میں یہاں آیا ہوں، جب وہ پورا ہو گیا تو میری اور میرے ساتھیوں کی دعوت کرنا، ہم بہت شوق سے تمہاری دعوت قبول کریں گے، لیکن اب میں ودھر کے ہاں کھانے کو ہی ترجیح دوں گا۔

دوسرے دن کرشن مہاراج دھرت راشٹر کے دربار میں پہنچے، تو تمام حاضرین دربار نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا، کرشن نے مہاراج کو مخاطب کر کے کہا، مہاراج میں کوروؤں اور پانڈوؤں کے درمیان صلح کی تجویز لے کر آیا ہوں، آپ کا بیٹا صدیوں پرانے رواجوں کو توڑتے ہوئے پانڈوؤں کے ساتھ ناانصافی کر رہا ہے، اگر آپ اس مسئلے کو نہیں سلجھائیں گے تو ایک خطرناک جنگ چھڑ جائے گی، جس سے بہت تباہی ہو گی، میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے بیٹوں کو سمجھائیں اور میں پانڈوؤں کو روکنے کی ضمانت دیتا ہوں۔ پانڈو اپنی سزا کے تیرہ سال پورے کر چکے ہیں، لہٰذا اب انہیں ان کا حق لوٹا دیا جائے۔ پانڈو جنگ اور صلح دونوں کیلئے تیار ہیں اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔۔ کرشن کی باتیں سن کر درون اور بھیشم سمیت سب نے دریودھن کو سمجھایا، لیکن دریودھن اپنی ضد پر اڑا رہا، تم سب لوگ پانڈوؤں کا ساتھ دیتے ہوئے مجھے شرمندہ کر رہے ہو، ان کی بہادری کا ذکر کر کے تم مجھے ڈرانے کی کوشش کر رہے ہو، لیکن میں ڈرنے والا نہیں ہوں، اس دھرتی پر کسی ماں نے ایسا لال نہیں جنا جو مجھے ڈرانے کا حوصلہ رکھتا ہو، میں جنگ کیئے بغیر سوئی کی نوک کے برابر زمین بھی پانڈوؤں کو دینے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ دریودھن کی بات سن کر کرشن نے کہا، دریودھن کا دماغ چل گیا ہے، اب اس جنگ کو کوئی ٹال نہیں سکتا، ایسا لگ رہا ہے کہ کوروؤں کی نسل کے خاتمے کا وقت قریب آن پہنچا ہے۔ کرشن کی باتیں سن کر دریودھن مجلس چھوڑ کر چلا گیا۔ دریودھن کے یوں چلے جانے کے بعد کرشن نے مجلس کو مخاطب ہو کر کہا، اے مہاتماؤ، کیا آپ لوگوں میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو دریودھن اور دشاسن کو راہ راست پر لا سکے، کرشن نے دریودھن کی ماں گاندھاری سے بھی بات کی لیکن اس نے بھی دھرت راشٹر کے لاڈ کو کوسنے کے بعد جب دریودھن سے بات کی تو مایوسی کے سوا اسے کچھ ہاتھ نہ آیا۔

دریودھن وہاں سے اٹھ کر دشاسن اور کرن سے ملا اور کرشن کو گرفتار کر کے قید کانے میں ڈالنے کا منصوبہ بنایا لیکن اسکی اس ارادے کی بھنک دھرت راشٹر تک جا پہنچی اور اس نے دریودھن کو بلا کر سخت ڈانٹا۔ دریودھن سر جھکائے واپس چلا گیا اور کرشن اپنے ساتھیوں سمیت کنتی کو ملے اور اکو صبر کرنے کا مشورہ دیا

کنتی سے ملنے کے بعد کرشن کرن کے پاس پہنچے اور اسے بتایا کہ تمہیں پتہ ہونا چاہیئے کہ تم کنتی کے پہلوٹھی کے بیٹے ہو، دھرم کے مطابق پانڈو تمہارے چھوٹے بھائی ہیں، اسلیئے پانڈوؤں کا جب اپنا تخت واپس ملے گا تو بڑا بھائی ہونے کے ناطے تم اس کے وارث بنو گے، تمام پاندو تمہیں بڑے بھائی کی عزت دیں اور تمہاری خدمت کرنا اپنا فرض سمجھیں گے۔ کرن نے جواب دیا، آپ کی بات درست ہے کہ کنتی نے مجھے جنم دیا ہے لیکن پیدا ہوتے ہی مجھے پانی میں بہا ڈالا، رتھ بان ادھیر تھ کی بیوی رادھا نے مجھے اپنے بیٹے کی طرح پال پوس کر بڑا کیا، میں انہیں کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ دریودھن کی دوستی کی وجہ سے میں انگہ کی ریاست کا راجہ بنا، میں اسکی نوازشوں کو کیسے بھول جاؤں اور جنگ کے مشکل وقت میں اس کا ساتھ چھوڑ دوں کیونکہ اس میں میرا ذاتی فائدہ ہے۔ میں جانتا ہوں کہ جب یدھشٹر کو پتہ چلے گا کہ

میں اس کا بڑا بھائی ہوں تو وہ مجھے اپنا راج سونپ دے گا لیکن میں تو دریودھن کے ساتھ ایک عہد کے ساتھ بندھا ہوا ہوں، کہ میں اس کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی جان قربان کروں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ میری اور آپ کی ملاقات کی خبر پانڈوؤں تک نہ پہنچے، میں اپنے اصولوں کو توڑ کر اپنے بھائی یدھشٹر کا ساتھ نہیں دے سکتا، میرے پاس صرف اسے دینے کیلئے نیک تمناؤں کے سوا کچھ نہیں ہے۔ کرشن یہ بات سن کر مسکرائے اور کرن کو گلے لگا کر رخصت ہوئے۔

کنتی کو جب یقین ہو گیا کہ اب یہ جنگ ہو کر رہے گی تو وہ کرن کے منانے کیلئے تالاب پر پہنچی، جو ہر روز وہاں پوجا کرتا تھا۔ کرن آنکھیں بند کیئے بیٹھا ہوا تھا، جونہی اس کی پوجا ختم ہوئی اور اس نے اپنی آنکھیں کھولی تو کنتی کو اپنے پیچھے پایا جو اسے تپتی دھوپ سے بچانے کیلئے اپنے دوپٹے سے اس کے سر پر سایہ کیئے ہوئے کھڑی تھی۔ کنتی کو وہاں پا کر کرن نے کہا، مہارانی، رادھا اور رتھ بان ادھیرتھ کا بیٹا کرن آپ کو پرنام کرتا ہے، میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ کرن کی یہ بات سن کر کنتی بہت دکھی آواز میں بولی، بیٹا ایسا مت کہو تم رادھا کے بیٹے نہیں ہو اور نہ ہی ادھیرتھ سے تمہارا کوئی تعلق ہے، تم سوریہ دیو کے بیٹے ہو جسے پرتھا نے اپنی کوکھ سے جنا، جسے لوگ مہارانی کنتی کہتے ہیں، تمہاری رگوں میں ایک رتھ بان کی بجائے شاہی خون دوڑ رہا ہے۔ تم جو سنہری رنگ کا کوچ اور کنڈل پہنے پیدا ہوئے تھے تمہیں پتہ نہیں کہ پانڈو تمہارے بھائی ہیں۔ تم ارجن کے ساتھ مل کر برائی کا خاتمہ کر دو۔ تمام دنیا تمہارے قدموں تلے ہو گی، اور تمہاری شہرت کرشن اور بلرام کی طرح نزدیک و دور تک پہنچ جائے گی، تم اپنے بھائیوں کے درمیان ایسے لگو گے جیسے دیوتاؤں کے درمیان برہما ہے۔ تمہیں حقیقت کا علم نہیں اس لیئے دریودھن کا ساتھ دے رہے ہو، تم اپنے بھائیوں کا ساتھ دو اور بڑا بھائی ہونے کے ناطے اندر پرستھ کا راجہ بنو۔ کرن نے جواب دیا، ماں میں اگر تمہاری بات مان کر اپنے دوست سے کیا گیا وعدہ توڑ دوں تو اپنے آپ کو اتنا بڑا گھاؤ دوں گا جتنا آج تک کوئی دشمن بھی نہیں دے سکتا۔ ماں، میں تو ایک لاچار بچہ تھا تم نے مجھے دریا میں پھینک کر مجھ سے میرا کھشتریہ ہونے کا حق چھینا، مجھے ساری عمر ایک رتھ بان کا بیٹا کہہ کر دھتکارا گیا اور اب تم مجھ سے کھشتری ہونے کے فرض ادا کرنے کو کہہ رہی ہو، تم نے مجھ سے ماں کا پیار چھینا جو تمام زندگی کی بنیاد ہے اور اب مجھے یہ کہانی سنا کر اپنے دوسرے بچوں کا بھلا چاہ رہی ہو۔ اگر میں پانڈوؤں کا ساتھ دوں تو کیا دنیا یہ نہیں کہے گی کہ میں جنگ سے ڈر گیا۔ میں نے دھرت راشٹر کے بیٹوں کا نمک کھایا ہے، ان کا اعتماد اور نوازشوں سے بہرہ مند ہوا ہوں اور اب جب جنگ شروع ہونے والی ہے تو تم چاہتی ہو کہ میں اس نمک سے غداری کر کے اپنے بھائیوں سے جا ملوں، کوروؤں کے نزدیک میں ایک ایسا صندوق ہوں جس پر بیٹھ کر وہ جنگ کا سیلاب عبور کریں گے۔ میں نے خود انہیں اس جنگ کیلئے کہا ہے، اب میں اس سے کیسے پیچھے ہٹ سکتا ہوں۔ کیا اس سے زیادہ نمک حرامی، خود غرضی اور غداری ہو سکتی ہے کہ میں اس وقت بھائیوں کی محبت اور تخت کے لالچ میں کوروؤں کا ساتھ چھوڑ دوں، اب تو وہ وقت آ گیا ہے کہ اگر مجھے جان بھی دینی پڑے تو اپنا قرض چکاؤں و گرنہ مجھ میں اور ایک چور میں کوئی فرق نہیں رہے گا جو بغیر کچھ کیئے ان کی روٹیاں توڑ تا رہا ہے۔ میں جھوٹ بول کر تمہیں دھوکا نہیں دے سکتا میں اپنی پوری قوت کے ساتھ تمہارے بیٹوں سے جنگ کروں گا اس کیلئے مجھے معاف کر دینا۔ لیکن ماں تم پہلی بار میرے پاس آئی ہو میں تمہیں خالی ہاتھ نہیں جانے دوں گا۔ اس جنگ میں مجھے یا ارجن میں سے ایک کو تو ضرور مرنا ہے، لیکن میں وعدہ کرتا ہوں کہ میرے تمہارے دوسرے بیٹوں کو ہاتھ تک نہیں لگاؤں گا خواہ وہ مجھے کس قدر نقصان پہنچانے کی کوشش کریں۔ دنیا آپ کو پانچ سورما بیٹوں کی ماں کے طور پر جانتی ہے، اور مستقبل میں بھی آپ پانچ بیٹوں کی ماں کے طور پر جانی جائیں گی۔ اگر میں نے ارجن کو مار دیا یا ارجن نے مجھے مار دیا، پھر بھی آپ کے بیٹوں کی تعداد پانچ ہی رہے گی۔ کنتی کرن کی باتوں سے سن کر بہت اداس ہوتی ہے اور گلے مل کر کہتی ہے، بیٹا ہونی کو کوئی نہیں ٹال سکتا، یہ سب قسمت کے کھیل ہیں اور مایوس ہو کر واپس لوٹ جاتی ہے۔

کرشن نے اپپلاویہ پہنچ کر پانڈوؤں کو ہستناپور کے واقعات کی خبر دیتے ہوئے کہا۔ میں نے تمام حاضرین محفل کو بتایا کہ صحیح اور غلط کیا ہے لیکن بیسود۔ دریودھن نے محفل میں موجود کسی بھی بزرگ کی نصیحت پر کان دھرنے سے انکار کر دیا ہے، وہ کسی صورت تمہیں تمہارا حق واپس دینے کیلئے تیار نہیں ہے، لہذا تمیں بغیر کوئی وقت ضائع کیئے جنگ کی تیاری کرنا ہو گی، کُروکشیتر کا میدان تمارا انتظار کر رہا ہے۔ یدھشٹر نے کرشن کی باتیں سن کر اپنے بھائیوں کو کہا کہ اب جب کہ امن کی کوئی امید نہیں بچی تو ہمیں اپنے لشکر کو اکٹھا کر کے ترتیب دینا ہو گا۔ بھائیوں نے یدھشٹر کا حکم پا کر لشکر کو سات حصوں میں تقسیم کر کے ان کی کمان دھرپد، ویرات، دھرشٹادھیومن، ساتیکی، شکھنڈی، چیکیتان اور بھیم سین کے سپرد کر دی۔ یدھشٹر نے سہدیو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اب ہمیں اس لشکر کے لیئے ایسے سپہ سالار کو چننا ہے جو بھیشم پتامہ جیسے سورما کا مقابلہ کر سکے جو دشمنوں کو جلا کر راکھ کر دینے کی شہرت رکھتے ہیں۔ ذاتی بہادری اور دلیری کے علاوہ سپہ سالار کو اپنے لشکر کو لڑانے کی بھی مہارت بھی ہونی چاہیئے کہ کس وقت لشکر کو حرکت دے کر کہاں لے جانا ہے۔ سہدیو نے جواب دیا، سپہ سالار کی ذمہ داری کیلئے ہمارے ساتھ راجہ ویرات ہیں جنھوں نے ہماری ان وقتوں میں مدد کی جب ہم چھپ کر جلاوطنی کا تیرہواں سال گزار رہے تھے۔۔ نکل نے راجہ دھرپد کی عمر، دانائی، جرآت اور بہادری کی تعریف کی۔ دھرپد نے بھردواج سے تیر اندازی کا فن سیکھا ہے اور وہ اس وقت درون سے اپنی پرانی شکست کا بدلہ لینے کیلئے بھی بے چین ہے۔ ارجن کے مطابق لشکر کی کمان دھرشٹادھیومن کو دی جائے جو نہ صرف ہر حال میں حواس پر قابو رکھتے ہیں بلکہ تیر اندازی میں انہوں نے پرشورام کا کامیابی سے سامنا کیا تھا، بھیم کے مطابق کمان شکھنڈی کو دی جائے جس نے دوسرا جنم ہی اس لیئے لیا ہے کہ وہ بھیشم کو مار سکے۔ یدھشٹر نے آخر میں کرشن کی طرف دیکھا جنھوں نے سب سورماؤں کی تعریف کرنے کے بعد ارجن کی صلاح کی تائید کرتے ہوئے دھرشٹادھیومن کا نام لیا۔

کورووں نے بھیشم کو اپنے لشکر کا سربراہ مقرر کیا، بھیشم نے اپنے لشکر میں شلیہ، جے درتھ، شکونی، درون اچاریہ اوراشوتھامہ کی تعریف کی، جس پر دریودھن نے انہیں ٹوک کر کہا کہ آپ سورماؤں کی تعریف کرتے وقت میرے دوست کرن کا نام لیناہی بھول گئے۔ بھیشم نے جواب دیا کہ میں بھولا نہیں بلکہ میں کرن کو اس قابل ہی نہیں سمجھتا کہ اس کی تعریف کروں۔ وہ پانڈوؤں سے بے جا اور بے انتہا نفرت کرتا ہے،، بہت مغرور اور شیخی خورا ہے۔ میں اسے دوسرے درجے کے سورماؤں میں گنتا ہوں کیونکہ وہ اپنا کوچ اور کنڈل گنوا چکا ہے۔ ویسے بھی اسے اپنے استاد پرشورام کی بددعا کا سامنا ہے جس کے مطابق جب وہ میدان میں اترے گا تو اس کا ہنر اس کا ساتھ چھوڑ دے گا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ارجن کے ہاتھوں مارا جائے گا۔ یہ بات سن کر کرن بہت سٹپٹایا اور فیصلہ کیا کہ جب تک بھیشم لشکر کی کمان کریں گے میں جنگ میں حصہ نہیں لوں گا، یہ کہہ کر کرن چل دیا

کرشن کے بڑے بھائی بلرام پانڈوؤں کے پاس آئے، اور بیٹھتے ہی بولے۔ مجھے بہت افسوس ہوا ہے کہ کھشتریوں نے غصے، لالچ اور نفرت کے ہاتھوں مجبور ہو کر صلح کی بات ختم کر کے جنگ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یدھشٹر، مجھے آگے سوائے تباہی کے کچھ نظر نہیں آ رہا۔ یہ زمین ایک بکھری ہوئی لاشوں کی ایک خونی دلدل کا روپ دھارنے والی ہے، اس جنگ نے کھشتریہ نسل کو ختم کر دینا ہے، میں نے کئی بار کرشن کو کہا ہے کہ ہمارے لیئے دریودھن اور پانڈو دونوں ایک جیسے ہیں اس لیئے ہمیں ان کے احمقانہ فیصلوں سے دور رہنا چاہیئے لیکن وہ میری بات نہیں سنتا۔ ارجن کی محبت کے ہاتھوں گمراہ ہو کر وہ اس جنگ میں تمہارا ساتھ دینا والا ہے، وہ میرا بھائی ہے اس لیئے میں اس کے مقابل بھی نہیں آ سکتا۔ میرے لیئے بھیم اور دریودھن برابر ہیں کیونکہ وہ دونوں میرے شاگرد ہیں، میری ان دونوں کیلئے محبت اور نیک خواہشات یکساں ہیں، اس لیئے میں نہیں چاہتا کہ کسی ایک کا ساتھ دوں یا کسی ایک کی ہار کی وجہ بنوں۔ میرا اس بھیانک اور خونی جنگ سے کوئی تعلق نہیں ہے جس نے سب کچھ تباہ کرنا ہے، اس آنے والی تباہی کا سوچتے سوچتے میرا دنیا سے جی اچاٹ ہو گیا ہے اسلیئے میں یہاں ٹھہرنے کی بجائے تیرتھ یاترا پر جا رہا ہوں۔ ایک دن رشی وید ویاس دھرت راشٹر کے دربار پہنچے تو دھرت راشٹر نے وید ویاس سے کہا کہ میرے بیٹوں اور بھتیجوں میں ایک تباہ کن جنگ ہونے جا رہی ہے، میں چاہتا ہوں کہ مجھے اس جنگ کی پل پل کی خبر ملتی رہے۔ وید ویاس نے کہا اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو دیوتاؤں جیسی نظر دے سکتا ہوں کہ آپ یہاں بیٹھے جنگ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ دھرت راشٹر نے کہا، اے رشی میں اپنی آنکھوں سے اپنی نسل کا خاتمہ ہوتے نہیں دیکھ سکوں گا۔ مجھے ہر وقت اپنے بیٹوں اور بھتیجوں کی خیرت کی فکر ہو گی، اس لیئے آپ کچھ ایسا کریں کہ مجھے یہ تباہی اپنی آنکھوں سے نہ دیکھنا پڑے لیکن مجھے اس کی خبر برابر ملتی رہے۔ رشی وید ویاس نے کہا تو پھر میں یہ نظر سنجے کو دے دیتا ہوں جو ہر پل اپنی آنکھوں سے حالات دیکھ کر آپ کو بتاتا رہے گا۔ دھرت راشٹر نے وید ویاس سے پوچھا مہارشی کیا آپ اس جنگ کے نتیجے کا کچھ بتائیں گے۔ وید ویاس نے کہا اے راجن، اب تک دھرتی پر جتنی بھی جنگیں ہوئی ہیں، یہ ان سب سے زیادہ بھیانک جنگ ہو گی، آسمان سے خون اور گوشت کی بارش ہو گی، گوشت خور جانوروں اور پرندوں کو اس قدر زیادہ کھانا ملے گا کہ وہ اسے ختم نہیں کر پائیں گے۔ خون کی ندیاں بہیں گے جس میں ٹنڈ منڈ درخت تیرتے نظر آئیں گے، اس جنگ کی تباہی سے دیش صدیوں تک سنبھل نہیں سکے گا۔ اتنی بھیانگ باتیں سن کر دھرت راشٹر کا جسم کانپنے لگا۔ انہوں نے سوال کیا، ویاس جی کیا یہ آفت کسی صورت ٹل نہیں سکتی۔ وید ویاس بولے، اس جنگ کو کوئی ٹال سکتا ہے تو وہ تم ہو لیکن تم اپنے بیٹوں کی محبت میں بہہ گئے ہو، ذرا سوچو کہ ایسے راج کا کیا فائدہ ہے جس کیلئے پاپ کا ساتھ دینا پڑے۔ اور تم یہ سب کچھ جانتے ہوئے ناانصافی کا ساتھ دیتے ہوئے اپنی تمام نسل کا خاتمہ کروانے جا رہے ہو، لیکن اس میں تمہارا بھی کوئی قصور نہیں ہے، کیونکہ ہونی کو کوئی روک نہیں سکتا۔

کوروؤں کا لشکر گیارہ جبکہ پانڈوؤں کا لشکر سات اکشوہینس (ڈویژن) پر مشتمل تھا۔ دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابلے پر صف آرا ہوگئے۔ شری کرشن اپنے رتھ کو ایڑ لگا کر دونوں لشکروں کے درمیان میں سامنے لے آئے جہاں سے ایک دوسرے کے سورماؤں کو دیکھا جا سکتا تھا۔ ارجن نے اپنی کمان گانڈیو کو ہاتھ میں پکڑ کر آگے نظر دوڑائی کہ اسے آج کن سورماؤں سے مقابلہ کرنا ہے۔ اسے سب سے آگے بھیشم پتامہ نظر آیا جس کی گود میں کھیل کر وہ پلا بڑھا تھا۔ اس کے ساتھ درون اچاریہ کھڑا تھا جس سے ارجن نے تیر اندازی اور دیگر فنون حرب کی تعلیم حاصل کی تھی۔ اس کے پہلو میں ارجن کا ماموں شلیہ کھڑا تھا وہیں پر اس کا پرانا گرو کرپا اچاریہ کھڑا تھا۔ ارجن کے بچپن کا ساتھی اشو تھامہ، دوست، چچازاد، بھائی، بزرگ استاد، تمام وہ لوگ موجود تھے جنہیں وہ ذاتی طور پر جانتا تھا۔ آج یہ سب رشتہ دار اور دوست ایک دوسرے کو قتل کرنے کیلئے ایک دوسرے کے سامنے ہتھیار بند کھڑے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر ارجن کے حواس جواب دے گئے۔ بلرام کی بات سچ ثابت ہونے کو تھی، اب وہ جنگ ہونے جا رہی تھی جس میں لاکھوں کھشتریوں نے ایک دوسرے کا خون بہانا تھا۔ اپنے بھائی بندوں، دوستوں اور رشتہ داروں کے خون سے ہاتھ رنگنے کے خیال سے ارجن پر انتہائی دکھ اور اداسی کی کیفیت چھا گئی۔ راجدھانی کے حصول کی خاطر مجھے اپنے پیاروں کے خون سے ہاتھ رنگنا ہوں گے، میں ایسی راجدھانی کا کیا کروں گا، اس نے اپنی کمان زمین پر رکھ دی اور کرشن سے کہہ دیا کہ میں یہ نہیں کر سکتا۔ زمینی راجدھانی تو درکنار مجھے اگر آسمانی راجدھانی بھی ملے تو اس کے حصول کی خاطر میں بھیشم پتامہ کا خون نہیں بہا سکتا۔ وہ میرا سامنے میرا گرو درون اچاریہ کھڑا ہے، جس سے میں نے تمام شستر ودیا حاصل کی، میں اس پر کیسے وار کروں، وہ میرا پرانا گرو کرپا اچاریہ کھڑا ہے۔ دریودھن لاکھ برا سہی لیکن ہے تو میرے چچا کا بیٹا۔ ان رشتہ داروں اور عزیزوں کا مارنے کا گناہ میں اپنے سر نہیں لے سکتا۔ انہیں مارنے کی بجائے میں ان کے ہاتھوں مارا جانا زیادہ بہتر سمجھتا ہوں، میں ان پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا۔ کرشن نے ارجن کی ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا کہ تم ناحق حوصلہ ہار رہے ہو۔ تمہاری یہ سوچ بالکل غلط ہے کہ تم بھیشم پتامہ اور دوسرے پیاروں کی موت کا سبب بن رہے ہو، آتما امر ہے وہ نہ پیدا ہوتی ہے نہ مرتی ہے۔ نہ یہ کسی کو قتل کرتی ہے اور نہ کوئی اسے قتل کر سکتا ہے۔ اسے کوئی مادی چیز نہیں چھو سکتی یہ جسمانی دکھوں اور تکلیفوں سے آزاد ہے۔ جیسے وقت گزرنے کے ساتھ کپڑے پرانے ہو جاتے ہیں تو ہم انہیں اتار کر نئے کپڑے پہن لیتے ہیں، اسی طرح جب کوئی جسم بہت سالوں بعد پرانا ہو جاتا ہے تو آتما اسے چھوڑ کر نئے جسم میں داخل ہو جاتی ہے۔ آتما کو نہ تیر کاٹ سکتا ہے اور نہ ہوا سکھا سکتی ہے، نہ آگ جلا سکتی ہے اور نہ پانی ڈبو سکتا ہے۔ لیکن تم جانتے ہو کہ جو پیدا ہوتا ہے اسے مرنا ہے اور جو مرتا ہے اسے دوبارہ پیدا ہونا ہے۔ تم ان پیاروں کو نہیں مار رہے بلکہ ان کے اس فانی شریر سے مکتی دلا رہے ہو، ایک آتما کا ایک پرانے شریر کو چھوڑنے کا دکھ نہ کرو۔ تم اگر اس جنگ کو اپنا فرض سمجھ کر کرو گے تو تمہیں کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

انسان کا دھرم ہے کہ وہ اپنا فرض نبھائے۔ اور جب وہ اپنا فرض نبھاتا ہے تو اسے کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ تم ایک کھشتری ہو، اور تمہارا فرض جنگ کرنا ہے، تمہارے پاس صرف اپنے فرض کو نبھانے کا حق ہے، اس کے پھل یا نتیجے پر تمہارا کوئی بس نہیں ہے اور نہ ہی اسے سوچ کر دکھی ہونے کا تمہیں حق ہے۔ تم اپنا دھرم نبھاؤ نہ کہ اس کے نتائج کا سوچو۔ تمہاری یہ سوچیں اور اپنے عزیزوں کا پیار تمہیں اپنے فرض ادا کرنے سے روک رہا ہے جو نہ صرف گناہ ہے بلکہ تمہارے نام پر بزدلی کا کلنک لگا رہی ہیں۔ اور بزدلی کا داغ ایک کھشتری کیلئے موت سے بھی برا ہے۔ یہ کہہ کر شری کرشن اپنے اصلی روپ میں ظاہر ہوئے جو بھگوان وشنو کا اصل روپ تھا۔ اسے دیکھ کر ارجن کی تمام الجھنیں دور ہو گئیں اور اس نے جنگ کرنے کی ٹھان لی۔

یدھشٹر کو ابھی جنگ شروع نہیں ہوئی تھی کہ یدھشٹر نے اپنے تمام ہتھیار اتار دیئے اور اپنے دونوں ہاتھ باندھے کورو لشکر کی طرف چل پڑے۔ اس انداز سے یدھشٹر کو نہتا جاتے دیکھ کر چاروں بھائی بھی پیچھے پیچھے چل پڑے۔ اس منظر کو دیکھ کر دونوں لشکر حیران ہو گئے۔ کوروؤں نے سوچا کہ یدھشٹر ڈر کر پناہ مانگنے کیلئے آ رہا ہے۔ وہ ابھی اندازے ہی لگا رہے تھے کہ یدھشٹر نے بڑھ کر بھیشم پتامہ کے پاؤں چھو کر کہا، پتامہ ہم بھائی آپ سے جنگ کرنے جا رہے ہیں، آپ ہمیں اشیرواد اور اجازت دیں۔ بھیشم نے جواب دیا تمہاری جے ہو، یہ میرا اشیرواد ہو، اگر کچھ مانگنا ہے تو مانگ لو۔ یدھشٹر بولا پتامہ آپ ناقابل تسخیر ہیں، آپ کو کوئی نہیں ہرا سکتا، آپ کے ہوتے ہوئے ہمارا جیتنا ممکن نہیں ہے۔ ہمیں کوئی ایسا طریقہ بتائیں کہ ہم آپ کو ہرا سکیں۔ پتامہ نے جواب دیا، ہاں یہ سچ ہے کہ جب تک میرے ہاتھ میں ہتھیار ہے انسان تو ایک طرف مجھے کوئی دیوتا بھی نہیں ہرا سکتا، لیکن مجھے بعد میں ملنا میں تمہیں بتاؤں گا کہ تم مجھے کیسے مار سکتے ہو۔ اس کے بعد یدھشٹر گرو درون اچاریہ کے پاس جا کر اشیرواد مانگا تو درون اچاریہ نے بھی خوش ہو کر کہا کہ جو چاہو مانگ لو، یدھشٹر نے وہی بات دوہرائی، گرو دیو آپ ناقابل تسخیر ہیں آپ کے ہوتے ہوئے ہم یہ جنگ کیسے جیت سکتے ہیں۔ ہم آپ کو کیسے ہرا سکتے ہیں۔ درون نے جواب دیا کہ جب میں کوئی بہت ہی بری خبر سن کر ہتھیار رکھ دوں اس وقت تم مجھے آسانی سے مار سکو گے۔۔ اس کے بعد یدھشٹر کرپا اچاریہ اور اپنے ماموں شلیہ سے آشیرواد لے کر اپنے لشکر کی جانب لوٹ آئے۔

دونوں اطراف نے جنگ شروع ہونے سے پہلے جنگ کے کھشتریہ اصولوں کی پابندی کا عہد کیا۔ انفرادی لڑائی برابر کے جوڑوں کے درمیان ہوگی، کوئی سوار کسی پیادے پر حملہ نہیں کرے گا، ایک گھڑ سوار ہی دوسرے گھڑ سوار سے لڑ سکتا ہے۔ پیادے، ہاتھی اور رتھ پر سوار اپنے مقابل لوگوں سے جنگ کریں گے۔ جنہوں نے لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا ہو، ہتھیار پھینک دیئے ہوں یا سستا رہے ہوں، ان پر حملہ نہیں کیا جائے گا۔ کسی ایسے شخص پر حملہ نہیں کیا جائے گا جو نہتا ہو، جس کا دھیان کہیں اور ہو، میدان جنگ سے واپس جا رہا ہو، اپنا ہتھیار کھو چکا ہو۔ جس نے جنگ سے ہاتھ اٹھا لیا ہو وہ دھوکے سے کسی لڑنے والے پر پیچھے

سے حملہ نہیں کرے گا۔ وہ لوگ جو جنگ میں حصہ نہیں لے رہے لیکن لشکر کا حوصلہ بڑھانے کیلئے ڈھول پیٹ رہے ہیں یا سنکھ پھونک رہے ہیں ان پر بھی حملہ نہیں کیا جائے گا۔

بھیشم نے کوروؤں کو مخاطب کر کے کہا، "سورماؤ، آج تمہیں ایک سنہری موقع ملا ہے، سؤرگ کے دروازے تمہارے سامنے کھل گئے ہیں، برہما اور اندر کے ساتھ کی تمہاری خواہش پوری ہونے کو ہے۔ اپنے پرکھوں کے راستے پر چل کر کھشتریہ دھرم کا پالن کرو، ایک کھشتری بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے بستر پر لیٹ کر مرنے کی بجائے میدان جنگ میں مرنے کو ترجیح دیتا ہے، اب خوشی کے ساتھ لڑ کر شہرت اور عزت پاؤ۔

انفرادی لڑائی کے بعد دونوں لشکر ایک دوسرے پر پل پڑے، کورو لشکر کی طرف سے دریودھن کے بھائی دشاسن حملہ آور ہوا جس کے مقابلے پر بھیم موجود تھا۔ سنکھ کی آواز، گھوڑوں کا ہنہنانا، ہاتھیوں کی چنگھاڑ اور دونوں جانب سے لڑنے والوں کے شور سے فضا گونج اٹھی۔ باپ، بیٹے، بھتیجے چچا دوست یار ایک دوسرے کو قتل کرنے میں مصروف تھے، دوپہر تک پانڈو لشکر خاصا کمزور ہو چکا تھا۔ ۔ بھیشم کا رتھ جس جانب جاتا ایک قیامت برپا کر دیتا۔ بھیشم کو روکنے کیلئے ارجن کا بیٹا ابھیمنیو سامنے آیا لیکن ایک طویل لڑائی کے بعد اسے بھی پیچھے ہٹنا پڑا۔ پہلے دن کی لڑائی جب شام کو تھمی تو پانڈو لشکر بہت زیادہ نقصان اٹھا چکا تھا جن میں ان کے حلیف شویت کا بھیشم کے ہاتھوں قتل ہو جانا بھی شامل تھا۔ یدھشٹر کے گرتے حوصلے کو کرشن نے سہارا دینے کیلئے کہا کہ وہ اپنے لشکر کے سورماؤں کی طاقت پر بھروسہ رکھے اور اسے کبھی یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ شکھنڈی نے کس لیئے دوسرا جنم لیا ہے۔

لڑائی کے دوسرے دن بھی بھیشم پانڈوؤں پر اسی طاقت سے حملہ آور ہوا اور پانڈوؤں کی صفیں درہم برہم کر کے رکھ دیں۔ ارجن نے کرشن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اگر جنگ یونہی جاری رہی تو پتامہ جلد ہی ہماری ساری فوج تباہ کر دیں گے، اپنی فوج کو تباہی سے بچانے کیلئے ہمیں پتامہ کو قتل کرنا ہو گا۔ کرشن کو رتھ بھیشم کی طرف موڑتے دیکھ کر دریودھن نے ایکدم اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ پتامہ کی حفاظت کی جائے کیونکہ کورو فوج میں بھیشم، درون اور کرن ہی تین ایسے سورما تھے جو پانڈوؤں کو شکست سے دوچار کر سکتے تھے۔ جونہی ارجن کا رتھ بھیشم کے پاس پہنچا بھیشم نے کرشن کو تین تیر مارے جس سے کرشن کے جسم سے خون بہنا شروع ہو گیا، ارجن نے غصے میں آ کر بھیشم کے سارتھی کو تیر مار کر زخمی کر دیا۔ دوسری طرف درون اور دھرشٹ دھمن کی لڑائی جاری تھی جس میں درون کا پلڑا بھاری تھا تا آنکہ بھیم مداخلت کرتے ہوئے نہ صرف دھرشٹ دھمن کو بچا کر لے گیا۔ بلکہ اس نے کالنگ کے بہت زیادہ لشکریوں کو مار دیا۔ بھیشم انہیں بچانے کیلئے آگے بڑھا تو ساتیکی، ابھیمنیو اور دوسرے بھی کی مدد کو آئے، ساتیکی کے نیزے نے بھیشم کے رتھ بان کو زخمی کر دیا جس سے رتھ بے قابو ہو گیا۔

تیسرے دن کورو فوج کیلئے اچھا ثابت نہ ہوا، دریودھن زخمی ہو گیا جس پر اس کا سارتھی اسے جنگ سے باہر لے گیا۔ دریودھن کے میدان سے باہر جانے کا منظر دیکھ کر کورو فوج اپنا حوصلہ ہارنے لگی چنانچہ دریودھن کو ایکدم سے واپس آنا پڑا اور آکر بھیشم سے شکایت کرتے ہوئے کہا، " پتامہ آپ کو یہ کیسے لگ رہا ہے کہ پانڈو ہمارے جنگجوؤں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہے ہیں ہماری فوج منتشر ہو چکی ہے کچھ میدان چھوڑ کر بھاگ چکے ہیں۔ مجھے تو یوں لگ رہا ہے کہ آپ کی ہمدردیاں پانڈوؤں کے ساتھ ہیں، آپ چاہتے ہیں کہ وہ جیتیں، آپ کو مجھے پہلے بتا دینا چاہیئے تھا کہ پانڈو، ساتیکی، دھرشٹادھیومن آپ کے دوست ہیں اور آپ انہیں کسی بھی صورت میں قتل نہیں کریں گے۔ حالانکہ ان میں کوئی بھی آپ کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، اگر آپ چاہیں تو با آسانی ان سے نپٹ سکتے ہیں۔۔ بھیشم نے جواب دیا، تم ناحق مجھ پر الزام لگا رہے ہو میں اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی، اب دیکھو کہ میں تمہارے الزام کو کیسے جھوٹا ثابت کرتا

ہوں، یہ کہتے ہوئے بھیشم نے اپنے حملے میں اس قدر شدت پیدا کی کہ یوں لگنے لگا کہ اس وقت ایک نہیں بلکہ کئی بھیشم میدان میں اتر آئے ہوں۔ بھیشم کا یہ روپ دیکھ کر ارجن اور کرشن کے روکنے کے باوجود پانڈو فوج میدان سے بھاگنے لگی۔ پانڈو فوج کی یہ حالت دیکھ کر کرشن نے رتھ کو بھیشم کی طرف موڑا، ارجن نے بھیشم پر تیروں کی بارش کر دی لیکن بھیشم نے ارجن اور کرشن دونوں کو زخمی کر دیا۔ حملے کی تاب نہ لاتے ہوئے پانڈووں کا لشکر منتشر ہونے لگا۔ شکست کو سامنے دیکھتے ہوئے کرشن نے ارجن سے کہا، اب وقت آ گیا ہے کہ تم بھیشم، درون اور دوسرے بڑوں کو قتل کرنے کا فرض نبھاؤ، نہیں تو تمہیں شکست ہونے والی ہے، اب بھیشم پتامہ کو قتل کرنے کے علاوہ تمہارے پاس کوئی چارہ نہیں۔ کرشن کی جلی کٹی باتیں سن کر ارجن نے بھیشم پر حملہ کیا، لیکن بھیشم کو ہرانا کسی کے بس کی بات نہ تھی۔ کرشن کے مطابق ارجن پتامہ کا لحاظ کرتے ہوئے قتل کرنے سے گریز کر رہا تھا، اس نے ارجن سے کہا کہ اگر تم اسی انداز سے جنگ کرتے رہو گے تو تمہیں دیکھ کر تمہاری بقایا فوج بھی بھاگنے پر مجبور ہو جائے گی۔ کرشن بہت مہارت سے رتھ کو آگے پیچھے کیا لیکن نتیجہ وہی رہا۔ کرشن غصے سے بولے تمہیں کیا ہو گیا ہے، اگر اس طرح لڑنا ہے تو جاؤ تم بھی اپنی فوج کے ساتھ بھاگ جاؤ میں خود اکیلا ہی کوروں سے نپٹ لیتا ہوں۔ یہ کہہ کر کرشن نے رتھ کا پہیہ اٹھایا اور بھیشم کی طرف بڑھے۔ اس منظر سے گھبرانے کی بجائے بھیشم کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ "او کنول کی آنکھوں والے، اے دنیا کے مالک، آپ میری خاطر رتھ سے نیچے اترے ہیں، میں آپ کے سامنے اپنا سر جھکاتا ہوں، آپ کے ہاتھوں مارے جانے سے تینوں دنیاؤں میں میری عزت بڑھ جائے گی۔ مجھے اپنے ہاتھ سے مرنے کا وردان دیں۔ ارجن یہ منظر دیکھ کر کرشن کے سامنے آ کھڑا ہوا، کیشو آپ ایسا نہ کریں، آپ نے وعدہ کیا ہوا ہے کہ آپ جنگ میں حصہ نہیں لیں گے بلکہ صرف میرا رتھ چلائیں گے۔ مجھ سے مایوس ہو کر اپنا وعدہ نہ توڑیں۔ کرشن نے واپس رتھ سنبھال لیا، ارجن کے حملے اس کے بعد اس قدر شدید تھے کہ شام ہونے تک بازی ان کے حق میں پلٹ چکی تھی۔

جنگ کے اگلے روز پہلے کوروں کا پلڑا بھاری رہا لیکن پھر بھیم کے راکھشس بیٹے گھٹوتکچ نے تباہی پھیلا دی۔ بھیم نے خود دریودھن کے آٹھ بھائیوں کا قتل کر دیا۔ محل کے اندر بیٹھا مہاراج دھرت راشٹر جنگ کے واقعات سن سن کر دکھی ہو رہا تھا، اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ بھیشم اور درون کے ہوتے ہوئے اس کے بیٹے کیسے قتل ہو سکتے ہیں۔ وہ دریودھن کی مدد کیوں نہیں کر پا رہے، یہ کہتے ہوئے دھرت راشٹر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ سنجے نے مہاراج کو چپ کراتے ہوئے کہا، مہاراج اپ کے بیٹے بہادر ہیں لیکن وہ حق پر نہیں ہیں، انہوں نے پانڈووں کے ساتھ ناانصافی کی۔ بھیشم، درون، ودھر، میں اور دوسرے دوستوں نے آپ کو کس قدر سمجھانے کی کوشش کی لیکن آپ کے بیٹوں نے ایک نہ سنی اس وجہ سے قسمت ان کا ساتھ نہیں دے رہی۔ اور انہیں ہار کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے آپ کو بھی کئی بار کہا گیا کہ دریودھن کو سمجھائیں لیکن آپ نے بیٹے کی محبت کے ہاتھوں بے بسی کا مظاہر کیا اور ایک بیوقوف بیمار مریض کی طرح کڑوی دوائی پینے سے انکار کیا۔ اس ہار کی وجہ پوچھنے کیلئے آپ کے بیٹے نے بھی بھیشم سے سوال پوچھا ہے۔ پتامہ دنیا آپ کو ایک نڈر سورما کے طور پر جانتی ہے، اور یہی حال درون، کرپا، اشو تتھامہ، کرت ورما، سودکشن، بھوریشروا، وکرن اور بھگدت کا ہے، موت آپ میں سے کسی کیلئے بھی کوئی اہمیت نہیں رکھتی، آپ میں سے ہر کوئی اس قابل ہے کہ اکیلا ہی پانڈووں کو شکست دے دے، لیکن آپ سب کے ہوتے ہوئے بھی ہم ہر روز ہار رہے ہیں۔ اور پتامہ نے بھی اسے یہی بتایا ہے کہ میں نے تمہیں اس جنگ سے منع کیا، تمام بڑوں نے تمہیں سمجھایا کہ پانڈووں کو ان کا حق دے دو لیکن تم نے کسی ایک کی نہ سنی۔ اب ہمارے مقابل پر کرشن ہیں، جو تینوں جہانوں کے مالک ہیں، ہم ان کے مقابلے پر کیسے جیت سکتے ہیں، میری مانو تو اب بھی پانڈووں کو ان کا حق واپس کر کے صلح کر لو۔

اگلے دن کی لڑائی میں پانڈووں کو پھر بھیشم کے ہاتھوں بہت نقصان اٹھانا پڑا جس کے جواب میں ارجن نے بھیشم پر تیروں کی بارش کر دی۔ دوسری طرف درون ساتیکی کو زچ کر رہا تھا جس کی مدد کو بھیم آیا۔ جس پر درون، بھیشم اور شلیہ نے مل کر ان پر حملہ کر دیا۔ شکھنڈی نے بھیم کی مدد کرنے کیلئے بھیشم پر تیر چلانے شروع کر دیئے۔ جونہی بھیشم کی نظر شکھنڈی پر پڑی تو وہ واپس مڑ گیا کیونکہ اسے پتہ تھا کہ شکھنڈی اصل میں امبا ہے جو لڑکے کے روپ میں پیدا ہوئی ہے، اور عورت پر وار کرنا بھیم کیلئے ممکن نہ تھا۔ بھیشم کو واپس مڑتا دیکھ کر درون نے شکھنڈی پر حملہ کر کے اسے پسپا کر دیا۔ اس دن کی لڑائی میں اس قدر شدت تھی کہ اگر بھیم مدد کو نہ آتا تو پانڈووں کا حلیف ساتیکی ضرور مارا جاتا۔

جنگ کو شروع ہوئے نو دن ہو چکے تھے، دونوں فریقین کا بہت زیادہ جانی نقصان ہو رہا تھا، جہاں پانڈووں کے حلیف ساتیکی کے دس بیٹے قتل ہو چکے تھے وہیں پانڈو دریودھن کے سترہ بھائیوں کو قتل کر چکے تھے۔ کبھی ایک فریق کا پلڑا بھاری ہوتا کبھی دوسرے کا۔ کوروں کی طرف سے بھیشم قہر ڈھا رہے تھے۔ جسے دیکھ کر کرشن ایک بار پھر ضبط نہ کر سکے اور بھیشم پر لپکنے والے تھے کہ ارجن نے انہیں روکتے ہوئے کہا، واسودیو، یہ کیا کر رہے ہیں، جنگ نہ کرنے کا اپنا وعدہ نہ توڑیں۔ شام کو جنگ پھر روک دی گئی۔ رات کو تمام پانڈو بھائی کرشن کے ساتھ بھیشم کے خیمے میں پہنچے اور شکایت کے لہجے میں بولے، پچھلے نو دنوں سے آپ پانڈو فوج پر قیامت ڈھا رہے ہیں۔ آپ کو جنگ میں کوئی ہرا نہیں سکتا اور ہم اس جنگ کو جیتنا چاہتے ہیں، ہمیں بتائیں کہ ہم آپ کو کیسے زیر کریں۔ بھیشم نے جواب دیا کہ اس کی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ تم راجکمار شکھنڈی کو آگے کھڑا کر کے مجھ پر حملہ کرو۔ گو شکھنڈی ایک راجکمار کے روپ میں پیدا ہوا ہے لیکن مجھے پتہ ہے کہ وہ راجکماری امبا کا دوسرا جنم ہے، باوجود ایک مرد کے پیدا ہونے کے وہ میرے لیئے ایک عورت ہے اور میں عورت پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا، اسی وجہ سے پچھلے دنوں وہ

جب بھی میرے سامنے آیا میں ادھر سے ہٹ جاتا تھا اور اب بھی اگر وہ میرے سامنے آئے گا تو میں تیر نہیں چلاؤں گا، ارجن اس کے پیچھے کھڑا ہو کر حملہ کر کے مجھے مار سکتا ہے۔ بھیشم کا یہ مشورہ سن کر پانڈو خوش خوش اپنے خیموں میں لوٹ آئے۔

جنگ کا دسواں دن تھا، گرو درون اچاریہ پانڈو فوج پر قہر رہے تھے، جو نہی ان کی نظر اپنے بیٹے اشو تتھامہ پر پڑی، وہ اس کے پاس جا کر بولے، آج کا دن کورو فوج کیلئے شائد اچھا نہ رہے، ممکن ہے کورو سپہ سالار بھیشم پر کوئی مشکل آن پڑے، ہمیں ہر صورت ان کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ تم دھرشٹ دھمن کو دیکھو میں یدھشٹر کو ادھر جانے سے روکتا ہوں۔ بھیشم کے مشورے کے مطابق ارجن شکھنڈی کو آگے کر کے جنگ کرنے نکلا۔ شکھنڈی کو سامنے پا کر بھشم نے کہا، شکھنڈی میں تم سے جنگ نہیں کروں گا کیونکہ تم مرد نہیں ہو۔ شکھنڈی نے جواب دیا، تم بیشک مجھ پر وار نہ کرو لیکن میں تمہیں نہیں بخشوں گا آج تم میرے ہاتھ سے نہیں بچ پاؤ گے یہ کہہ کر شکھنڈی نے ایک ساتھ پانچ تیر پھینکے بھیشم چوٹوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دوسری طرف پانڈو فوجوں سے لڑنے کے ساتھ شکھنڈی اور ارجن کے تیروں سے بھی بچنے کی کوشش کرتا رہا، کئی بار بھیشم کا جی چاہ کہ واپس جوابی حملہ کرے لیکن اس کی غیرت نے اجازت نہ دی کہ شکھنڈی پر وار کرے، اس نے اپنے آپ کو صرف شکھنڈی کے چلائے گئے تیروں کو کاٹنے تک ہی محدود رکھا۔۔ ارجن نے شکھنڈی کے پیچھے چھپ کر ایک تیر چلا کر بھیشم کی کمان توڑ دی۔ بھیشم نے دوسری کمان اٹھانے کی کوشش کی تو ارجن نے اسے بھی کاٹ دیا۔ اور پھر بھیشم پر تیر چلانے شروع کر دیئے۔ بھیشم نے ذہن میں خیال آیا کہ شکھنڈی تو ایک مرد کے روپ میں پیدا ہوئی عورت ہے، اس پر تو وار کر نہیں سکتا لیکن اپنے باپ سے ملے وردان کی وجہ سے کوئی مجھے ہرا بھی نہیں سکتا اور مجھے موت تب ہی آئے گی جب میں چاہوں گا۔ اب تک میں بہت زیادہ پانڈوؤں کا قتل کر کے دریودھن کو دیئے گئے وعدہ نبھا چکا ہے، اب مجھے جنگ سے رخصت لینی چاہیئے، میری موت کیلئے مناسب وقت آچکا ہے، یہ سوچ کر بھیشم نے مذاحمت مکمل طور پر ختم کر دی لیکن ارجن اور شکھنڈی نے اپنے وار جاری رکھے۔ انہی میں سے ارجن کے ایک تیر سے بھیشم سر کے بل زمین پر گرا لیکن اس کے جسم میں اتنے تیر پیوست تھے کہ اس کا جسم زمین کو چھونے کی بجائے تیروں پر ٹنگا رہا۔ بھیشم کے زخمی ہونے کی خبر سن کر کورو فوج میں بھگدڑ مچ گئی، درون نے ایک دم سے جنگ روکنے کا حکم دے دیا، کوروؤں کے جنگ بند کرتے دیکھ کر پانڈوؤں نے بھی جنگ بند کر دی۔

دونوں طرف کے سورما بھیشم کے پاس آئے اور انہیں پرنام کرتے ہوئے کھڑے ہو گئے، بھیشم نے کہا، اے سورماؤ، میرا سر لٹک رہا ہے جس سے مجھے تکلیف ہو رہی ہے مجھے کوئی تکیہ دو، یہ سنتے ہی دریودھن نے ایک آدمی کو دوڑایا جو ایک مخملی تکیہ لے آیا۔ اس تکیہ کو دیکھ کر بھیشم نے کہا یہ تکیہ ایک جنگجو کے شایان شان نہیں ہے، ارجن تم میرے شایان شان تکیہ دو۔ ارجن نے اپنی کمان پر تین تیر کسے اور پتامہ کو پرنام کرتے ہوئے اس کے سرہانے کی طرف چلائے جو زمین میں کھب گئے۔ زمین میں کھبے ان تیروں پر بھیشم کا سر رکھ دیا گیا۔ بھیشم نے پینے کیلئے پانی مانگا لوگ دوڑ کر پانی لے آئے، بھیشم نے کہا مجھے اس دنیا کا پانی نہیں چاہیئے، بھیشم نے پھر ارجن کی طرف دیکھا، ارجن نے تیر چڑھا کر زمین میں مارا تو زمین سے پانی ایک دھار نکل کر بھیشم کے منہ میں گرنے لگی۔ پانی کی یہ دھار بھیشم کی ماں گنگا تھی جو اپنے بیٹے کی پیاس بجھانے کیلئے واپس آئی تھی۔ پانی پینے کے بعد بھیشم نے دریودھن کو مخاطب کر کے کہا، ارجن کا کارنامہ دیکھا، اسے کوئی بھی جنگ میں نہیں ہرا سکتا، اور پھر بھگوان کرشن اس کے محافظ ہیں اس لیئے تم پانڈوؤں سے صلح کر لو، اسی میں تمہارا فائدہ ہے، نہیں تو کوروؤں کی نسل ختم ہو جائے گی، یہ کہہ کر بھیشم خاموش ہو گئے۔

بھیشم کے زخمی ہونے کی خبر سن کر کرن ان کے پاس آیا اور آنکھوں میں آنسو بھر کر بولا، اے پتامہ رادھا کا بیٹا کرن آپ کو پرنام کرتا ہے، کرن کی آواز سن کر بھیشم نے کہا آؤ بیٹھو، میں تم سے اکیلے میں بات کرنا چاہتا ہوں، سب لوگ چلے گئے تو بھیشم نے کہا، کرن مجھے دیو رشی نارد نے بتایا ہے، تم رادھا کے نہیں بلکہ کنتی کے بیٹے ہو، ادھیر تھ رتھ بان تمہارا باپ نہیں بلکہ تم سوریہ دیو کے بیٹے ہو، تم میرے ہم پلہ ہو، لیکن مجھے اچھا نہیں لگتا تھا کہ تم نے پانڈوؤں کے خلاف اس قدر دشمنی پالی ہوئی ہے اسی وجہ سے میں تمہیں برا بھلا کہا کرتا تھا۔ وگرنہ تم بہت بہادر ہو، میں چاہتا ہوں کہ تم پانڈوؤں کے ساتھ مل جاؤ وہ تمہارے چھوٹے بھائی ہیں۔ کرن نے جواب دیا، پتامہ، میں جانتا ہوں کہ میں کنتی کا بیٹا ہوں لیکن میں نے دریودھن کا نمک کھایا ہے، میں اس سے غداری کر کے اپنے نام کو بٹہ نہیں لگا سکتا۔ میرے لیئے یہ ممکن نہیں ہے کہ مشکل کی اس گھڑی میں دریودھن کا ساتھ چھوڑ کر میں اپنے بھائیوں سے جاملوں۔ مجھے دریودھن کی دوستی اور اعتماد پر پورا اترنے کیلئے اس پر اپنی جان وارنے کی اجازت دیں۔ یہ جنگ نہیں رک سکتی اور میں جانتا ہوں کہ پانڈوؤں نے جیتنا ہے لیکن ایک کھشتری ہونے کے ناطے مجھے جنگ تو کرنی ہے، زندگی میں مجھ سے جو بھول چوک ہوئی ہے اسے معاف کر کے مجھے اپنی دعائیں دیں۔ جیسی تمہاری مرضی کہہ کر بھیشم نے آنکھیں بند کر لیں۔

جنگ کے اگلے روز بھیشم تیروں کی سیج پر اپنی آخری سانسیں لے رہا تھا، کرن جو پہلے دس دن بھیشم پتامہ سے ناراضگی کی وجہ سے جنگ سے الگ تھلگ رہا تھا، بھیشم کے پاس پیدل چل کر گیا، پتامہ آپ ایک ایسی کشتی کی مانند تھے جس پر سوار ہو کر کوروؤں نے مشکلات کا یہ سمندر پار کرنا تھا۔ آپ کے جانے کے بعد کوروؤں کی منزل بہت دور چلی گئی ہے، مجھے یوں لگتا ہے کہ اب پانڈوؤں کی جیت یقینی ہے، مجھے آپ دعا دیں کہ میں دریودھن کی امیدوں پر پورا اتر سکوں۔ پتامہ نے جواب میں کہا، کرن تم ایک بیج کیلئے ایک زرخیز کھیتی کی مانند ہو، جانداروں کیلئے ایک برسنے والے بادل کی طرح قابل بھروسہ ہو، جاؤ جا کر دریودھن کے لشکر

کی قیادت کرو میری دعا ہے کہ تم دریودھن کیلئے فتح حاصل کر سکو۔ بھیشم سے دعا لینے کے بعد کرن جب اپنے رتھ پر سوار ہو کر میدان میں داخل ہوا تو دریودھن کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ تمام کورو لشکر کی خواہش تھی کہ بھیشم کے مرنے کے بعد کرن سپہ سالاری سنبھال لے لیکن کرن نے دریودھن کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔ آپ کے لشکر میں شامل ہر راجہ اور راجکمار طاقت، مہارت، شجاعت، جرآت، ذہانت اور نسب میں کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ لشکر کی کمان اس کے حوالے کی جائے لیکن سب کو تو سپہ سالار بنایا نہیں جاسکتا، اگر ان میں سے کسی ایک کو یہ ذمہ داری دی گئی تو دوسرے اسے اپنی حق تلفی سمجھ کر برا منا جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ پھر وہ پوری دلجمعی سے جنگ میں حصہ نہ لیں۔ اس لیئے میری صلاح یہ ہے کہ گرو درون جو تمام سورماؤں کا استاد ہے اسے سپہ سالار بنادیا جائے، ایک تو اس کے ادب کی وجہ سے کوئی اعتراض نہیں کرے گا اور دوسرا ویسے بھی پورے لشکر میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اس ذمہ داری کا بوجھ اٹھانے کیلئے گرو درون کی ہمسری کر سکے۔ کرن کے مشورے کے پیش نظر دریودھن نے درون اچاریہ سے درخواست کی۔ گروجی، یہاں موجود سورماؤں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو تجربے، بہادری، جنگی مہارت، بہادری اور بزرگی میں آپ کا مقابلہ کر سکے، اس لیئے میں میں چاہتا ہوں کہ آپ کورو لشکر کی سپہ سالاری قبول کر کے اسے فتح سے ہمکنار کریں۔ درون اچاریہ نے حاضرین کی تالیوں میں یہ ذمہ داری قبول کی۔

کورو لشکر کے ایک خاصے حصے کا یہ خیال تھا کہ بھیشم پتامہ کی ہمدردیاں پانڈوؤں کے ساتھ تھیں، اس لیئے انہوں نے جنگ میں بے دلی سے حصہ لیا۔ لیکن کرن کی موجودگی سے کورو لشکر کو امید ہو چلی تھی کہ اب فتح ان کی ہے۔ جونہی درون نے ذمہ داریاں سنبھالنے کا عندیہ دیا تو دریودھن نے درون کا کہا، گروجی ہمیں مکمل فتح نہ بھی ملے تو کوئی بات نہیں، آپ کی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ یدھشٹر کو قید کر کے ہمارے حوالے کریں۔ دریودھن کی بات سن کر درون کو بہت خوشی ہوئی کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ پانڈوؤں کو قتل کیا جائے۔ "تم یدھشٹر کو قتل نہیں کرنا چاہتے بلکہ اسے زندہ پکڑنا چاہ رہے ہو، میں سمجھ گیا تم پانڈوؤں کو شکست دینے کے بعد انہیں ان کا راج واپس کرنا چاہ رہے ہو تاکہ تم بعد میں ان سے دوستی کر کے بے فکری سے حکومت کرو۔ تمہاری اس خواہش سے ثابت ہوتا ہے کہ یدھشٹر واقعی بہت خوش قسمت ہے"۔ درون کی سوچوں کے برعکس دریودھن کے دماغ میں کچھ اور چل رہا تھا۔ اگر جنگ میں یدھشٹر مارا گیا تو جنگ تو پھر بھی ختم نہیں ہو گی، یدھشٹر کی موت کا بدلہ لینے کیلئے اس کے بھائی اور زیادہ شدت سے جنگ کریں گے، اور اگر سب پانڈو بھائی مارے بھی جائیں تو کرشن تو پھر بھی زندہ ہو گا وہ کنتی یا دروپدی میں کسی کو راجدھانی کا وارث قرار دے کر جنگ جاری رکھے گا۔ لہذا یدھشٹر کو قتل کرنے کی بجائے اگر زندہ پکڑ لیا جائے تو اسے پھر سے پانسے کے کھیل میں ہرا کر اگلے بارہ سالوں کیلئے جنگل میں جلاوطن کیا جاسکتا ہے۔ درون کو دریودھن کا یہ ارادہ جان کر سخت مایوسی ہوئی لیکن اس پھر بھی خوشی تھی کہ یدھشٹر زندہ تو رہے گا۔ ادھر پانڈوؤں کے جاسوسوں نے یہ خبر پانڈو بھائیوں تک پہنچادی کہ درون نے یدھشٹر کو زندہ پکڑ کر دریودھن کے حوالے کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ پانڈوؤں کو پتہ تھا کہ اگر درون اچاریہ کسی بات کا ارادہ کر لے تو پھر اس کی جنگی مہارت اور بہادری کی وجہ سے روکنا آسان بات نہیں ہے۔ تمام بھائیوں نے فیصلہ کیا کہ کچھ بھی ہو جائے وہ یدھشٹر کو کسی قیمت قیدی نہیں بننے دیں گے۔

جنگ کے اگلے روز درون نے اپنی صلاحیتوں کا ثبوت دیا۔ پانڈو فوج کی تباہی سے یوں لگ رہا تھا جیسے آگ سوکھی گھاس کو جلا رہی ہو، درون اس تیزی سے آگے

پیچھے، دائیں اور بائیں حرکت کر رہا تھا جیسے کہ وہ پہلے سے ہی وہاں موجود ہو۔ شکونی اور سہدیو میں اس قدر شدید جھڑپ ہوئی کہ دونوں کے رتھ تباہ ہو گئے۔ دوسری طرف شلیہ اپنے بھانجے نکل پر بھاری پڑ رہا تھا۔ بھیم اور شلیہ کے درمیان سخت لڑائی ہوئی جس کے نتیجے میں شلیہ کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ اسے دیکھتے درون نے یدھشٹر کی طرف کوچ کیا اور یدھشٹر کے اس قدر قریب پہنچ گیا کہ پانڈو لشکر میں افواہ پھیل گئی کہ یدھشٹر کو قیدی بنا لیا گیا ہے۔ جونہی یہ خبر ارجن تک پہنچی وہ ایکدم وہاں پہنچا اور اپنے تیروں کی بارش سے درون کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔ جنگ شام ہو جانے کی وجہ سے بند ہو گئی۔

یدھشٹر کو زندہ پکڑنے کی پہلے دن کی کوشش ناکام ہو چکی تھی، درون نے دریودھن سے کہا جب تک ارجن یدھشٹر کی حفاظت کر رہا ہے اسے پکڑنا ممکن نہیں ہے، اگر کوئی ارجن کو میدان میں کہیں اور الجھا لے، اور اگر یدھشٹر میدان جنگ سے نہ بھاگا تو میں پانڈوؤں کی صفیں درہم برہم کر کے یدھشٹر کو پکڑ لوں گا۔ درون کی بات سن کر ترگرت کے راجہ سوشرما نے کہا کل یہ کام میں کروں گا کیونکہ مجھے ویسے بھی ارجن سے پرانا بدلہ چکانا ہے۔ میں ارجن کو للکار کر میدان کی دوسری طرف لے جاؤں گا، اور اپنے بھائیوں کی مدد سے میں ارجن کو با آسانی قتل کر دوں گا اور آپ کو یدھشٹر کو قیدی بنانے کا موقع مل جائے۔

سوشرما کی للکار سن کر ارجن نے یدھشٹر سے کہا، بھائی مجھے اس للکار کو قبول کرنا ہو گا میں ان سب کو مار کر واپس آتا ہوں، یدھشٹر فکر مندی سے بولا، ارجن، درون اچاریہ بہادر، دلیر اور لاثانی جنگجو ہے، وہ جب بھی کسی بات کی ٹھان لیتا ہے تو اس پر عمل کر کے دکھاتا ہے اور تم سے یہ بھولا ہوا نہیں کہ اس نے دریودھن سے کیا وعدہ کیا ہوا ہے، ارجن نے جواب دیا میں آپ کی حفاظت کیلئے پانچال کے راجکمار ستیہ جیت کو چھوڑے جاتا ہوں جب تک وہ زندہ ہے کوئی آپ کو چھو بھی نہیں سکتا۔ ارجن نے سوشرما کو اپنے تیر سے زخمی کر دیا جسے دیکھ کر ترگرت فوج بھاگنے لگی سوشرما نے انہیں غیرت دلا کر روکا۔ درون اچاریہ نے اپنے راستے میں آئے ہوئے دھرپد کے لشکریوں کو قتل کرتے یدھشٹر کی طرف کوچ کیا، ستیہ جیت، ویرات، ساتیکی اور شکھنڈی بھی درون کو روک نہ پائے، درون ستیہ جیت کو قتل کرنے کے بعد یدھشٹر کو قید کرنا ہی چاہ رہا تھا کہ یدھشٹر وہاں سے اپنا رتھ بھگا کر دوسری طرف چلا گیا۔

بھیم لڑتے لڑتے کورو لشکر کے بہت اندر چلا گیا اور کافی دیر تک واپس نہ آیا جس سے پانڈو لشکر میں افواہ پھیل گئی کہ بھیم کو بھگدت کے ہاتھی نے کچل دیا ہے۔ یدھشٹر نے بھگدت پر حملہ کرنے کا حکم دیا بھگدت کے ہاتھی نے بہت سے پانڈوؤں کو کچل دیا لیکن تھوڑی دیر میں بھیم واپس آن نکلا، ادھر ارجن نے سوشرما کو اس کے بھائیوں سمیت قتل کر دیا اور بھگدت کی طرف متوجہ ہوا۔ بھگدت بہادری میں اپنی مثال آپ تھا، اس کا ہاتھی زخمی ہو گیا تو اس نے ارجن کی طرف وشنو شستر چھوڑا۔ اس ہتھیار سے ارجن کی موت یقینی تھی، ارجن کو بچانے کی خاطر کرشن نے اپنی چھاتی آگے کر دی، کرشن چونکہ خود بھگوان وشنو کا اوتار تھے، اس لیئے وشنو شستر ان کے جسم سے ٹکراتے ہی ایک ہار بن کر ان کے گلے میں جھول گیا۔ بھگدت نے اپنے زخمی ہاتھی کو آگے بڑھانے کی بہت کوشش کی لیکن ہاتھی اپنی جگہ سے ذرا بھر نہ ہلا اور چند لمحوں بعد گر کر جان دے دی۔ کرشن نے ارجن کو اشارہ کیا کہ وہ بھگدت کے ماتھے کی پٹی کو نشانہ بنائے جس سے اس کی پلکیں جھک جائیں گی اور اسے کچھ نظر نہیں آئے گا۔ ارجن نے ایک تیر سے بھگدت کی پٹی پھاڑ دی، جونہی وہ پٹی ہٹی، بھگدت اندھوں کی طرح آگے پیچھے ہاتھ مارنے لگا، ارجن نے ایک نیزہ بھگدت کو دے مارا جس سے بھگدت ایک سوکھے ہوئے درخت کی مانند گرا اور مر گیا۔ شام ڈھل چکی تھی، اس لیئے جنگ بند کر دی گئی۔

اگلی صبح دریودھن نے درون سے شکایت کی، گرو دیو کل کے واقعات میری سمجھ سے بالاتر ہیں۔ میں یہ نہیں جان پایا کہ آپ کو اپنا وعدہ پورا کرنے میں کیا مشکل پیش آئی تھی۔ کل یدھشٹر آپ کی پہنچ میں تھا اگر آپ چاہتے تو اسے قیدی بنا سکتے تھے لیکن آپ نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا، مجھے تو لگتا ہے کہ آپ کی ہمدردیاں پانڈوؤں کے ساتھ ہیں اور آپ ہماری طرف سے لڑنے کا صرف دکھاوا کر رہے ہیں۔ درون کو دریودھن کا الزام سن کر بہت دکھ ہوا اور اس نے جواب دیا کہ جو الزام تم مجھے دے رہے ہو یہ کسی راجہ کیلئے مناسب نہیں ہے، مجھ سے جو ہو سکتا تھا وہ میں کیا لیکن میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ جب تک ارجن یدھشٹر کی حفاظت کر رہا ہے، اسے پکڑنا ناممکن ہے، اس کی ایک ہی صورت ہے کہ ارجن کو میدان سے ہٹا دیا جائے لیکن میں آج ایک ایسا جال بچھاؤں گا کہ کوئی بہت اہم پانڈو مارا جائے گا کیونکہ اس جال کو صرف ارجن ہی توڑ سکتا ہے۔

ارجن کو میدان سے ہٹانے کیلئے اس دن بھی دوسری طرف الجھایا گیا۔ درون یدھشٹر کو پکڑنے کیلئے آگے بڑھا جہاں اسے بھیم، ساتیکی دھرشٹ دھمن، ویرات، شکھنڈی اور بہت سے دوسروں کا سامنا کرنا پڑا، لیکن درون کو روکا نہ جا سکا۔ ارجن کا بیٹا ابھیمنیو جو کرشن کی بہن سبھدرا سے پیدا ہوا تھا، وہ کم عمری کے باوجود بہادری میں اپنی مثال آپ تھا۔ یدھشٹر نے اسے اپنی مدد کیلئے بلاتے ہوئے کہا، درون کو کوئی نہیں روک پا رہا، تم کوشش کر دیکھو شائد یہ مصیبت ٹل جائے۔ ابھیمنیو نے کہا مجھے باپ نے یہ جال توڑ کر اندر جانا تو سکھایا ہے لیکن اس جال سے باہر آنے کا گر ابھی تک نہیں سکھایا، میں جال توڑ کر اندر تو چلا جاؤں گا لیکن باہر واپس نہیں آ سکوں گا، یدھشٹر نے کہا، تم فکر نہ کرو ہم تمہارے پیچھے ہیں اور تمہیں وہاں اکیلا نہیں رہنے دیں گے۔ بھیم اور ساتیکی نے بھی ہاں میں ہاں ملائی۔ ابھیمنیو کوروؤں کی صف توڑ کر اندر داخل ہو گیا لیکن دوسرے پانڈوؤں کے حصار کے اندر داخل ہونے سے پہلے ہی جے درتھ نے ان کا راستہ روک لیا۔ کورو لشکر کے جال کے اندر ابھیمنیو اب درون، اشوتھامہ، کرپا، شلیہ، کرن اور شکونی کے رحم و کرم پر تھا ابھیمنیو نے کافی دیر تک مقابلہ کیا لیکن کرن کے تیروں نے اس کی تلوار اور ڈھال توڑ دی اور دریودھن کے بھائی دشاسن نے اسے قتل کر دیا۔ ارجن جب واپس لوٹا تو اسے اپنے بیٹے کے مرنے کی تفصیل سنائی گئی، کیسے جے

درتھ نے پانڈوؤں کو چکر کے اندر نہیں جانے دیا جس کی وجہ سے ابھیمنیو مارا گیا، ارجن نے یہ سن کر دانت پیستے ہوئے کہا میں تم سب کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ کل سورج غروب ہونے سے پہلے میں جے درتھ کو مار ڈالوں گا اور اگر میں ناکام رہا تو میں آگ میں کود کر خودکشی کرلوں گا۔

ارجن کی قسم کی خبر سن کر جے درتھ بہت ڈرا اور دریودھن کے پاس جا کر کہنے لگا، راجاؤ آپ سب مل کر میری جان کی حفاظت کی ضمانت دیں ورنہ مجھے واپس گھر لوٹ جانے دیں۔ دریودھن نے اسے سمجھا بجھا کر ٹھنڈا کیا اور درون کے پاس لے جا کر کہا، اچاریہ آپ کو کل جے درتھ کی جان کی حفاظت کرنی ہے اچاریہ نے جے درتھ کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا، تم میرے شاگرد ہو، اور یاد رکھو کہ ایک دن تو سب کو مرنا ہے لیکن جو میدان جنگ میں بہادری سے لڑتے ہوئے مرتے ہیں انہیں جو مقام ملتا ہے وہ دوسرے لوگ بہت محنت کے بعد بھی نہیں پا سکتے۔ لیکن پھر بھی میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ کل ایسا جال بچھاؤں گا جسے ارجن بھی نہیں توڑ سکے گا۔ دوسرے دن جے درتھ کو لشکر کے درمیان میں رکھا گیا تاکہ ارجن کسی بھی سمت سے اس تک نہ پہنچ سکے۔ جنگ میں جونہی درون آگے بڑھا تو اسے پاس ہی ارجن کی آواز سنائی دی، گرودیو میں نے اپنے بیٹے کے قتل کا بدلہ لینے کیلئے جے درتھ کو قتل کرنے کی قسم کھائی ہے مجھے آپ کا آشیرواد چاہیئے، درون نے مسکراتے ہوئے جواب دیا، تم مجھے ہرائے بغیر جے درتھ کو نہیں مار سکتے، یہ کہتے ہوئے اچاریہ نے ارجن کے رتھ کو اپنے تیروں سے ڈھک دیا۔ ارجن نے جواب میں بہت زیادہ حملے کیئے لیکن درون کا کچھ نہ بگاڑ سکا، کرشن نے تنگ آکر رتھ دائیں طرف موڑتے ہوئے کہا، ارجن، تم اچاریہ کو نہیں ہرا سکو گے اس کے ساتھ جنگ کر کے اپنا وقت ضائع نہ کرو، یہ کہتے ہوئے کرشن نے رتھ کو داہنی طرف موڑ دیا۔ ارجن کو جاتے دیکھ کر اچاریہ بولے، ارجن تم تو کبھی دشمن سے جیتے بغیر نہیں ہٹتے، آج کیا بات ہے۔ ارجن بولا، آپ کی بات صحیح ہے آچاریہ لیکن آپ میرے دشمن نہیں بلکہ گرودیو ہیں۔ ارجن وہاں سے آگے جا کر شرتایدھ سے بھڑ گیا۔ شرتایدھ کو ورون دیوتا سے وردان ملا تھا کہ وہ کسی کے حملے سے نہیں مرے گا، ورون نے اسے ایک گدا دیتے ہوئے کہا تھا اس گدا کی مار سے کوئی نہیں بچ سکے گا لیکن اگر تم نے اس کا استعمال کسی ایسے آدمی پر کیا جو جنگ نہ کر رہا ہو تو یہ گدا واپس آئے گی اور تمہاری موت کا سبب بنے گی۔ ارجن نے شرتایدھ کے سارتھی کو مار ڈالا، غصے میں آکر شرتایدھ نے اپنی گدا کا وار کرشن پر کیا، کرشن نے گدا کا وار اپنے کندھے پر سہہ لیا لیکن گدا واپس گئی اور شرتایدھ کو چور چور کر دیا۔ شرتایدھ کے کچھ ہی دیر بعد ارجن نے کمبوج کے راجہ کو بھی قتل کر دیا۔ ان دو راجاؤں خصوصاً شرتایدھ کے مرنے سے کوروؤں میں سراسیمگی پھیل گئی۔

دوسری طرف درون ساتیکی کے درمیان مقابلہ جاری تھا، ساتیکی کے مطابق درون ایک ایسا برہمن ہے جس نے ایک کھشتری کا روپ دھار لیا اور پانڈو فوج کو تباہ کر رہا ہے اور یہی دریودھن کی سب سے بڑی طاقت ہے۔ یدھشٹر نے بھیم کو درون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، یہ برہمن ہمارے ساتھی کے ساتھ ایسے کھیل رہا ہے جیسے کوئی بلی کسی پرندے کے ساتھ کرتی ہے، یہ تو کسی وقت بھی ساتیکی کو قتل کر دے گا تم جا کر اسے بچاؤ۔ بھیم پانڈو لشکر کے دوسرے لوگوں کی مدد سے بمشکل ساتیکی کو بچانے میں کامیاب ہوا۔ میدان کے دوسری طرف کرن اور بھیم کا سامنا ہو جاتا ہے، کرن بھیم کے سب ہتھیاروں کو کاٹ ڈالتا ہے لیکن اپنی ماں کنتی سے کیئے گئے وعدے کی وجہ سے اسے قتل نہ کیا لیکن اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتا ہے، ارے بنا داڑھی مونچھ کے نامرد، تم ہتھیاروں کے متعلق کچھ نہیں جانتے، اب کبھی مجھ جیسے جنگجو کے سامنے نہیں آنا، پیٹو تم صرف کھانے کا ڈھیر ہی کھا سکتے ہو لیکن میدان میں کسی کا سامنا کرنے کے قابل نہیں ہو، بھیم اپنے رتھ میں بیٹھ کر دوسری طرف چلا جاتا ہے۔

بھورشروا اور ساتیکی کی لڑائی رتھوں سے شروع ہو کر کشتی کا روپ دھار لیتی ہے، بھورشروا ساتیکی کو زمین پر گرا لیتا ہے اور اس کے بالوں کو پکڑ گلا کاٹنے کیلئے میان سے تلوار نکالنے والا ہی ہوتا ہے کہ ارجن پیچھے سے تیر چلا کر بھورشروا کا داہنا ہاتھ کاٹ دیتا ہے۔ بھورشروا غصے سے کہتا ہے، تمہیں شرم نہیں آئی میں کسی دوسرے سے لڑ رہا تھا اور تم نے پیچھے سے وار کیا، اس انداز سے جنگ کرنا کہاں سے سیکھا، مجھے نہیں لگتا کہ درون آچاریہ یا کرپا آچاریہ نے تمہیں ایسی بیچ حرکت کرنا سکھایا ہو گا، یہ تم نے یقیناً کرشن کے کہنے پر کیا ہے۔ ارجن نے جواب میں کہا کہ ساتیکی میرا دوست ہے اور جہاں ایک دوست کی دشمن کے ساتھ لڑائی چل رہی ہو وہاں ایک جنگجو کی ایک ہی جنگجو کے ساتھ لڑائی کیسے مانی جا سکتی ہے، میں نے ہر دوست کی زندگی بچانے کی میں نے قسم کھائی ہوئی ہے۔ بھورشروا بائیں ہاتھ سے تیروں کو بچھا کر ان پر بیٹھ گیا، اور سب لوگ ارجن اور کرشن کو اس بیچ حرکت پر شرمندہ کرنے لگے، اتنی دیر میں ساتیکی کو ہوش آ گیا اور اس نے ارجن اور کرشن کے منع کرنے کے باوجود بیٹھے ہوئے بھورشروا کا سر تلوار سے قلم کر دیا۔

شام ہونے کو تھی، سورج کے گرد سرخی پھیل چکی تھی، کورلشکر بڑی بے جگری سے جے درتھ کی حفاظت کر رہا تھا، دریودھن نے کرن کو کہا، ابھی تھوڑی دیر بعد سورج ڈوب جائے گا، اور ارجن کو خودکشی کرنا ہو گی۔ کرشن اپنا رتھ جے درتھ کی طرف لے کر بڑھے لیکن وہاں بہت سخت مزاحمت کا سامنا تھا۔ کرشن نے ارجن سے کہا، جے درتھ کو مارنا ممکن نہیں ہے، اب اس کی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ میں اپنی طاقت سے سورج کو اس حالت میں کر دیتا ہوں کہ وہ تمام لشکر کو ڈوبا ہوا نظر آئے گا، کرشن نے اپنی مایا شکتی سے سورج کو ڈھک دیا جس سے کورولشکر یہ سوچ کر خوش ہو گیا کہ اب سورج غروب ہو گیا ہے، للہذا ارجن کو آگ میں چھلانگ لگا کر خودکشی کرنا ہو گی، اس لیئے وہ جے درتھ کی حفاظت سے غافل ہو گئے سورج کو غائب پا کر پانڈو لشکر میں مایوسی پھیل گئی، اسی وقت ارجن نے جے درتھ پر ایک تیر چھوڑا جس نے جے درتھ کا سر کاٹ دیا۔ جونہی جے درتھ قتل ہوا، سورج دوبارہ آسمان میں چمکنے لگا۔

کرن کو دیکھ کر ارجن نے کرشن سے کہا، میرا رتھ کرن کی طرف لے چلو، آج یا تو وہ مجھے مار دے گا یا میں اسے مار دوں گا، یہ سن کر کرشن بولے، تمہارا اس سے لڑنا دانشمندی نہیں ہے، اس کے پاس اندر دیو کی دی ہوئی اموگھ شکتی ہے جسے وہ تم پر ضرور استعمال کرے گا اس شکتی کے وار سے تمہیں کوئی بھی نہیں بچا سکے گا۔ اس لیئے خود کرن سے جنگ کرنے کی بجائے گھٹوت کچ کو مقابلے کیلیئے بھیجو۔ ارجن اور کرشن کا حکم پا کر گھٹوت کچ اپنی میدان میں اترا اور اپنی راکھششی طاقت سے دریودھن کے لشکر کا صفایا کرنا شروع کر دیا۔ اپنی فوج کو اس طرح کٹتے دیکھ کر دریودھن نے کرن سے درخواست کی کہ وہ کسی صورت گھٹوت کچ کا خاتمہ کرے وگرنہ تھوڑی دیر بعد تمام کورو لشکر تباہ ہو جائے گا، کرن نے اپنے کنڈل اور کوچ دے کر اندر دیو سے جو اموگھ شکتی پائی تھی وہ صرف ایک بار ہی استعمال ہو سکتی تھی، دریودھن کا حکم سن کر کرن کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ ارجن کو ختم کرنے کیئے حاصل کی گئی شکتی کو گھٹوت کچ پر استعمال کرے۔ کرن کے ہاتھوں گھٹوت کچ کے قتل کا تمام پانڈو دکھ کر رہے تھے لیکن کرشن کی خوشی دیدنی تھی، اس نے ارجن کر گلے سے لگاتے ہوئے کہا، ارجن جس آموگھ شکتی سے کرن نے گھٹوت کچ کو مارا ہے وہ اس نے تمہیں مارنے کیلیئے حاصل کی تھی، اب وہ شکتی اس کے پاس نہیں رہی اور اس شکتی کے بغیر وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا، یہی سوچ کر میں نے گھٹوت کچ کو اس کے مقابلے پر بھیجنے کا مشورہ دیا تھا

جنگ پورے عروج پر تھی، گرو درون آچاریہ جدھر کا بھی رخ کرتا لاشوں کے ڈھیر بچھا دیتا، اپنے لشکر کا اس بے دردی سے قتل دیکھ کر یدھشٹر بھی کانپ اٹھا۔ پانڈوؤں کی یہ حالت دیکھ کر کرشن نے کہا جب تک آچاریہ کے ہاتھ میں تیر کمان رہیں گے تو کوئی دیوتا بھی انہیں ہرا نہیں سکے گا، ہمیں کچھ ایسا کرنا چاہیئے کہ آچاریہ کے ہاتھ میں ہتھیار نہ رہیں اور اس کی ایک ہی صورت ہے کہ ان کا بیٹا اشو تتھامہ مارا جائے، اس خبر کو سن کر وہ ہتھیار رکھ دیں گے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اشو تتھامہ کو مارنا اتنا آسان نہیں ہے۔ لیکن اگر انہیں اس کی جھوٹی خبر دے دی جائے تو بھی کام چل سکتا ہے۔ کرشن کی صلاح سن کر ارجن ایک لمحے کیلیئے سکتے میں آ گیا، یدھشٹر نے بھی شروع میں جھوٹ بولنے کے اس مشورے کو سخت ناپسند کیا لیکن بعد میں کہا میں اس گناہ کو بوجھ اٹھاؤں گا کیونکہ میں اس بات کو سنبھال سکتا ہے۔ طے پایا کہ بھیم اشو تتھامہ نامی ہاتھی کو قتل کر دے، بھیم نے ایسے ہی کیا اور درون کے قریب جا کر کہا میں نے اشو تتھامہ کو قتل کر دیا ہے، درون نے یہ الفاظ سنے اور یدھشٹر کے پاس آ کر کہا، دھرم پتر تم کبھی جھوٹ نہیں بولتے کیا یہ سچ ہے کہ میرا بیٹا قتل ہو گیا ہے۔ یدھشٹر نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیا یہ سچ ہے کہ اشو تتھامہ مارا گیا ہے اور بہت ہی دھیمی آواز میں کہا اشو تتھامہ ہاتھی، یہ آوز اتنی دھیمی تھی کہ درون سن نہ پایا۔ درون نے دکھ کے مارے اپنے ہتھیار پھینک دیئے اور زمین پر پالتی مار کر بیٹھ گیا، دھرشٹ دھمن نے موقع غنیمت جانا اور تلوار سے درون کا سر دھڑ سے الگ کر دیا۔

گرو دروان اچاریہ کو دھوکے سے مار دیئے جانے کے بعد کورو لشکر کی کمان کرن کو سونپی گئی۔ اس دن بھیم اور اشو تھامہ کے درمیان بہت سخت لڑائی ہوئی حتیٰ کہ دونوں زخمی ہو کر اپنے رتھوں میں گر پڑے ان کے گرتے ہی رتھ بان اپنے رتھوں کو وہاں سے ہٹا کر لے گئے، پانڈوؤں کی طرف سے نکل بہت بہادری سے لڑ رہا تھا کہ کرن سامنے آ گیا، کرن نے نکل کے چاروں گھوڑوں کو مارنے کے علاوہ رتھ بان کو بھی نیچے گرا دیا، نکل زخمی ہو کر بھاگنے لگا تو کرن نے پیچھے سے اس کے گلے میں اپنی کمان ڈال کر روک لیا اور کہا "پانڈو کمار، تم نے بے کار ہی بڑھ بڑھ کر ڈینگیں ماریں، اب میرے تیروں کی مار کھا کر اپنے لفظوں کو دوہرانا نہیں چاہو گے، جاؤ گھر بھاگ جاؤ میں تمہیں نہیں ماروں گا کیونکہ میں نے ماں سے وعدہ کیا ہے کہ سوائے ارجن کے میں اس کے کسی بیٹے کو نہیں ماروں گا" یہ کہہ کر اس نے نکل کو چھوڑ دیا اور باقی پانڈو فوج سے لڑنے میں مصروف ہو گیا۔

اس شام کرن نے دریودھن سے کہا میں کل ارجن کو مار ڈالوں گا یا خود لڑتے لڑتے مر جاؤں گا، ارجن مجھ سے صرف ایک چیز میں برتر ہے کہ اس کے پاس کرشن جیسا رتھ بان ہے اگر مہاراج شلیہ میرا رتھ بان بننا قبول کر لے تو میری یہ کمی پوری ہو سکتی ہے۔ شلیہ کو کرن کی بات بہت بری لگی کہ جنگ میں ایک رتھ بان بننے کا کہہ کر اس کی بے عزتی کی گئی ہے، اب میں جنگ ہی نہیں کروں گا کہتے ہوئے شلیہ اٹھ کھڑا ہوا لیکن دریودھن کی منت سماجت سے کرن کا رتھ بان بننا منظور کر لیا۔ لیکن ساتھ ایک شرط رکھی کہ میں کرن سے جیسا بھی سلوک کروں کرن کو اسے قبول کرنا ہو گا، دریودھن اور کرن دونوں نے یہ شرط منظور کر لی۔ دوسرے دن کرن اپنے تیروں سے پانڈو لشکر کو بے حال کیئے ہوئے تھا جسے دیکھ کر یدھشٹر مقابلے پر آ گیا، لیکن یدھشٹر جلد ہی مغلوب ہو گیا۔ یدھشٹر کو مارنے کیلئے کرن نے جونہی تیر چڑھایا اسے فوراً ماں کو دیا گیا وعدہ یاد آ گیا اور اسے نے یہ کہتے ہوئے یدھشٹر کو چھوڑ دیا" یدھشٹر یہ جنگ وغیرہ تمہارے بس کی بات نہیں ہے جاؤ گھر جا کر آرام کرو"۔

میدان کے دوسری طرف نکل اور سہدیو دریودھن کے ساتھ لڑ رہے تھے، دھرشٹ دھمن نے وہاں پہنچ کر دریودھن کے رتھ پر حملہ کر کے اسے تباہ کر دیا، کرن نے وہاں پہنچ کر جنگ کا وہ نظارہ دکھایا جو اس سے پہلے بھیشم اور درون بھی نہ کر سکے تھے، کرن کی خبر سن کر ارجن وہاں پہنچا تو اسے اشو تھامہ کا سامنا ہو گیا جسے کے نتیجے میں اشو تھامہ زخمی ہو گیا، اشو تھامہ نے قسم کھائی کہ جب تک اپنے باپ کے قاتل دھرشٹ دھمن کو قتل نہیں کروں گا تب تک اپنا کوچ نہیں اتاروں گا۔ دوسرے دن دھرشٹ دھمن کے درمیان بہت زبردست جنگ ہوئی جس میں قریب تھا کہ اشو تھامہ دھرشٹ دھمن کو قتل کر دیتا کہ ارجن نے اشو تھامہ پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی جس کے نتیجے میں اشو تھامہ زخمی ہو گیا، رتھ بان زخمی اشو تھامہ کو میدان سے باہر لے گیا۔

جب ارجن کو میدان میں یدھشٹر کہیں دکھائی نہ دیا تو اسے فکر ہوئی، اس نے کرشن کو کہا مجھے ایک دم سے یدھشٹر کو ملنا ہے، کرشن یہ سن کر اپنا رتھ یدھشٹر کے پاس لئے گئے، ان دونوں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر یدھشٹر نے سمجھا کہ کرن جنگ میں مارا گیا ہے، جب پوچھنے پر یدھشٹر کو پتہ چلا کہ کرن ابھی تک زندہ ہے تو اسے بہت مایوسی ہوئی، بھائی کو دکھی دیکھ کر ارجن نے کہا" آپ اس طرح دکھی نہ ہوں میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آج میں کرن کو ضرور قتل کروں گا اور اگر ایسا نہ کر سکا تو میرے ساتھ وہی سلوک ہو جو وعدہ ایفا نہ کرنے والوں کے ساتھ کیا جاتا ہے"۔ یہ سن کا یدھشٹر نے کہا جب کرن ابھی تک زندہ ہے تو تم میرے پاس کیا لینے آئے ہو۔ تم کرن سے ڈر کر بھیم کو کرن کے تیروں کا نشانہ بننے کیلئے چھوڑ آئے، دھتکار ہے تمہارے بھائی ہونے پر، اگر تم نے کرن کے ڈر سے صرف دکھاوے کی قسمیں کھائی تھیں تو مجھے صاف صاف کہہ دیا ہوتا کہ میں کرن سے نہیں لڑ سکوں گا تو ہم کوروؤں سے لڑائی مول ہی نہ لیتے۔ تم نے جنت کی امید دلا کر ہمیں جہنم میں جھونک دیا ہے، تم صرف باتونی اور بزدل ہو جو کرشن جیسے رتھ بان کے ہوتے ہوئے بھی میدان سے بھاگ آئے تم پر سو بار دھتکار ہے۔ یدھشٹر کے ایسی جلی کٹی باتیں سن کا ارجن کو اپنے اوپر قابو نہ رہا اور وہ تلوار نکال کر یدھشٹر کو قتل کرنے ہی والا تھا کہ کرشن نے اسے روکتے ہوئے کہا، ارے دوست یہ کیا کر رہے ہو، کسے مارنا چاہ رہے ہو، ارجن نے جواب دیا میرا اصول ہے کہ میں کبھی اپنی بے عزتی کرنے والوں کو زندہ نہیں چھوڑتا، آج اس نے مجھے بہت سخت ذلیل کیا ہے، مجھ بزدل کہا ہے میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

یہ سن کر کرشن بولے، ارجن، اب تو مجھے بھی کہنا پڑے گا کہ دھتکار ہے تم پر، تم تو انتہائی جاہل ثابت ہوئے، تمہارے اندر بڑوں کی عزت کرنے کا ذرا بھی احساس نہیں، تمہیں نہ شاستروں کا علم ہے اور نہ ہی اچھائی اور برائی کی تمیز، تم ایک مورکھ انسان کی طرح اپنے بڑے بھائی کو قتل کرنا چاہ رہے ہو، پہلے تم نے اپنی جاہلیت کی وجہ سے ایک غلط اصول اپنایا اور اب اس پر عمل کرتے ہوئے اتنا بڑا گناہ کرنے جا رہے ہو۔ کرشن کی باتیں سن کر ارجن شرمندگی سے بولا، کیشو، میں اس لمحے غصے کی وجہ سے اپنے حواس پر قابو نہیں رکھ سکا، یدھشٹر مجھے معاف کر دو، میں بہت بڑا گناہگار ہوں جو اتنا نیچ کام کرنے جا رہا تھا، یہ کہہ کر اس نے یدھشٹر کے پاؤں پکڑ لیئے اور بولا، اب کرن کے قتل میں زیادہ دیر نہیں ہے میں ابھی ادھر ہی جا رہا ہوں۔ یدھشٹر نے اسے گلے سے لگاتے ہوئے کہا، میں بھی سچ مچ پاگل ہو گیا تھا آج جنگ میں کرن نے میرا کوچ، اور کمان وغیرہ تباہ کر کے مجھے بالکل نہتا کر دیا تھا اور پھر اس نے اپنی باتوں سے مجھے بہت ذلیل کیا، اسی وجہ سے میں نے تمہیں برا بھلا کہا، تم میرے ان لفظوں کو بھول جاؤ۔ ارجن بولا، اب میں جاتا ہوں اور کرن کو مارے بغیر آپ کے سامنے نہیں آؤں گا۔

ارجن کے دماغ میں ایک ہی خیال گھوم رہا تھا کہ وہ کیسے کرن کو مار کر یدھشٹر سے کیا گیا وعدہ پورا کرے، اسے سوچوں میں گم دیکھ کر کرشن بولے" ارجن تم کرن

کو تو مارنے جارہے ہو، لیکن اس کو مارنا اتنا آسان نہیں ہے، جنگ کرتے وقت اسے اپنے آپ سے کمتر مت سمجھنا، وہ بہادر، ہتھیاروں کو چلانے میں مہارت رکھنے والا اور دلیر جنگجو ہے میں اسے تم سے بھی بہتر جنگجو سمجھتا ہوں، کیونکہ اس میں ایک بہادر جنگجو والے تمام اوصاف ہیں، دریودھن اسی کے بل پر ہی تو ناچ رہا ہے، اس لیئے کرن کو مارنا بہت ضروری ہے، لیکن اس کیلئے تمہیں بہت سوجھ اور جنگی مہارت کا مظاہرہ کرنا ہو گا۔

جب بھیم کو ارجن کے آنے کی خبر ملی تو اس نے کورو لشکر پر بڑھ چڑھ کر حملے کرنا شروع کر دیئے، جس سے کورو لشکر کے زخمی جنگجو بھاگ کر کرن کے پیچھے پناہ لینے لگے، کرن نے ان کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے پانڈووٗں لشکر کا قتل عام شروع کر دیا، یوں لگ رہا تھا کہ کرن پانڈو لشکر کیلئے موت کا فرشتہ ہے، دوسری طرف یہی کچھ ارجن نے کورو لشکر کے ساتھ کرنا شروع کر دیا۔ شلیہ نے ارجن کی طرف دیکھتے ہوئے کرن سے کہا، کرن؛ اگر تم آج ارجن کو مار سکے تو یہ کورو خاندان پر تمہارا سب سے بڑا احسان ہو گا، اس وقت تم ہی ایک ایسے مرد ہو جو ارجن اور کرشن دونوں کو مارنے کی طاقت رکھتا ہے، آگے بڑھ کر حملہ کرو فتح تمہاری ہو گی۔ ادھر شلیہ اور کرن میں بات چل رہی تھی اور دوسری طرف بھیم اور دشاسن آپس میں بھڑ گئے بہت دیر مقابلہ ہوا جس میں بھیم نے دشاسن کو زمین پر گرا دیا، تم نے اسی ہاتھ سے دروپدی کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا تھا کہتے ہوئے بھیم سین نے دشاسن کا بازو اس زور سے کھینچا کہ وہ دشاسن کے جسم سے الگ ہو کر بھیم سین کے ہاتھ میں آ گیا۔ بھیم نے دشاسن کا بازو دور پھینک دیا اور اپنی تیرہ سالہ پرانی قسم پوری کرنے کیلئے دشاسن کا سینہ چیر کر اس کا خون پینے لگا، اس لمحے جس نے بھی بھیم کو دشاسن کا خون چاٹتے دیکھا وہ خوف سے کانپنے لگا کہ یہ انسان نہیں بلکہ کوئی راکھشس ہے۔

کرن نے شلیہ سے پوچھا، شلیہ؛ سچ بتانا اگر آج جنگ میں ارجن مجھے مار ڈالے تو تم کیا کرو گے، شلیہ بولا، کرن؛ اگر ارجن تمہیں مار ڈالے تو میں اسی رتھ سے کرشن اور ارجن دونوں کو مار ڈالوں گا۔ یہی بات ارجن نے کرشن سے پوچھی، کرشن نے ہنس کر جواب دیا، یہ ممکن نہیں کہ ارجن تمہیں مار سکے لیکن اگر ایسا ہوا تو میں جنگ میں عملی طور پر حصہ نہ لینے کا عہد توڑ کر ارجن اور شلیہ دونوں کو مار ڈالوں گا۔ اسی دوران اشوتتھامہ نے دریودھن کو ایک طرف لے جا کر کہا، دریودھن؛ اب تک بہت خون بہہ چکا ہے اور فتح کی پھر بھی کوئی صورت نظر نہیں آرہی، میری مانو تو پانڈووٗں سے صلح کر لو، میں یدھشٹر، کرشن اور ارجن وغیرہ کو منالوں گا، بھیم سین، سہدیو اور نکل اپنے بڑے بھائی یدھشٹر کا حکم نہیں ٹالیں گے، لیکن اگر تم میری بات نہیں مانو گے تو کورو نسل ختم ہو جائے گی، میں تمہاری بھلائی کا ہی سوچ کر تمہیں یہ مشورہ دے رہا ہوں، اگر تم مان جاؤ تو کرن کو میں منالوں گا۔ دریودھن نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا، دوست تمہارا مشورہ تو صیح ہے لیکن تم نے میرے بھائی کا قتل نہیں دیکھا کہ کس طرح بھیم اس کا خون پینے کے بعد اس کے جسم پر ناچا ہے۔ اسے لمحے کا سوچتے ہوئے میں کبھی بھی پانڈووٗں سے صلح نہیں کر سکتا، ویسے بھی میں جانتا ہوں کہ کرن کے ہاتھوں ارجن مارا جائے گا اور یوں فتح ہماری ہو گی۔

ارجن نے کرن کے بیٹے ورش سین کو قتل کر دیا جس سے کرن اور ارجن میں مقابلہ شروع ہو گیا، دونوں ایک دوسرے پر بڑھ چڑھ کر حملے کرنے لگے، کبھی کرن ارجن کو زخمی کر دیتا اور کبھی ارجن کرون کو۔ پہلے دونوں نے عام تیروں سے مقابلہ شروع کیا لیکن جلد ہی وہ ان ہتھیاروں کو استعمال کرنے لگے جو انہیں دیوتاؤں سے ملے تھے۔ ارجن نے اگنی شستر چھوڑا تو کرن نے ورون شستر چھوڑا۔ ارجن نے وجر شستر چھوڑا تو کرن نے بھارگو شستر چھوڑا جس نے وجر شستر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے، یہ دیکھ کر کرشن بولے، دوست آج تمہیں اور تمہارے ہتھیاروں کو کیا ہو گیا ہے۔ سب ہی کرن کے پاس پہنچ کر تباہ ہو رہے ہیں، سمجھداری سے جنگ لڑو، تمہیں کرن کو قتل کرنا ہے، اس لیئے اس انداز سے اپنے ہتھیاروں کو تباہ مت کرواؤ۔ کرشن کی یہ باتیں سن کر ارجن نے برہما شستر نکالا اور اس سے کرن کے ہتھیاروں کو تباہ کرنا شروع کر دیا۔ کرن نے اس سے بھی بہتر ہتھیاروں کا استعمال کر کے ارجن کو زخمی کر دیا, ارجن نے غصے میں آ کر اپنی کماں کی ڈور کو زور سے کسنا چاہا تو وہ ٹوٹ گئی، اس دوران کرن نے کئی اور تیر چھوڑے جس سے ارجن کا خون بہنے لگا، ارجن نے کمان پر نئی ڈور چڑھا کر تیر چھوڑا جس سے کرن کا رتھ بان شلیہ زخمی ہو گیا۔ شلیہ کو زخمی دیکھ کر کرن نے کمان پر اموگھ تیر چڑھایا جو اس نے ارجن کو مارنے کیلئے رکھا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر شلیہ نے کہا، کرن؛ تمہارا یہ تیر ارجن کے گلے میں نہیں لگے گا اسے سیدھا کرو۔ تاکہ وہ ارجن کا گلا کاٹ دے، یہ سن کر کرن نے کہا، شلیہ؛ کرن تیر کو دوبار کمان میں نہیں چڑھاتا یہ کہتے ہوئے اس نے تیر چھوڑا۔ اس تیر کو آتے دیکھ کر کرشن نے اپنی خدائی طاقت کے زور سے رتھ کو پیروں سے اس طرح دبایا کہ رتھ کے پہیے زمین میں دھنس گئے اور گھوڑے بیٹھ گئے، جس سے وہ تیر گلا کاٹنے کی بجائے ارجن کے خود کو لگا اور ارجن کا خود نیچے گر گیا۔ کرشن رتھ کو پھر اس کی پہلی والی حالت میں زمین سے اوپر لے آئے، مقابلہ جاری تھا کہ کرن کے رتھ کا پہیہ کیچڑ میں دھنس گیا۔ کرن نے ارجن سے کہا، سورما تھوڑا انتظار کرو، میں رتھ کا پہیہ کیچڑ سے باہر نکال لوں تو پھر تمہیں ایسا مقابلہ دوں گا جس کی تم خواہش رکھتے ہو، اس لمحے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مجھ پر پر تیر چلا کر بزدلوں والی حرکت مت کرو، جنگ کے اصول تم سے بھولے ہوئے نہیں ہیں

کرن کی بات سن کر کرشن بولے، واہ، آج تم اصولوں کی بات کر رہے ہو، کیا وہ دن یاد نہیں جب دروپدی کو دریودھن، دشاسن اور شکونی نے راجیہ سبھا میں ذلیل کیا گیا تھا، تم نے اس وقت کہا تھا کہ تمہارے مرد تمہیں چھوڑ گئے ہیں اب ان میں سے نیا مرد چن لو، تمہیں اصول تب یاد نہ آئے جب یدھشٹر کو جوئے میں ہرا کر اس کی راجدھانی ہتھیائی گئی تھی، تب دھرم کہاں گیا تھا جب پانڈووٗں کا لاکھشا گرہ میں زندہ جلانے کی کوشش کی گئی، ابھیمنیو کو تم سب نے مل کر جنگ میں مارا۔

کرن نے خاموشی سے رتھ میں واپس گیا اور ارجن پر ایک ایسا تیر چھوڑا جس نے ارجن کا کوچ پھاڑ دیا اور اسے چکر آ گیا۔ کرن نے موقع غنیمت جان کر دوبارہ نیچے چھلانگ لگائی کہ ان چند لمحوں میں اپنے رتھ کے پہیے کو کیچڑ سے باہر نکالے لیکن پوری قوت لگانے کے باوجود پہیے کو ہلا تک نہ سکا۔ اس نے اپنے استاد پرشورام کے منتر یاد کرنے کی کوشش کی لیکن اس کی یاداشت اس کا ساتھ چھوڑ گئی کیونکہ پرشورام کی بددعا اپنا کام کر رہی تھی کہ مجھ سے سیکھا ہوا علم تمہارا ساتھ اس وقت چھوڑ جائے جب تمہیں اس کی اشد ضرورت ہو۔" وقت ضائع مت کرو اور تیروں کی بارش سے اسے ایکدم سے قتل کر دو"۔ ارجن کا ذہن بکھرا ہوا تھا، اسے نہتے کرن پر حملہ کرنا انتہائی گری ہوئی حرکت لگ رہی تھی لیکن کرشن کے مجبور کرنے پر اس نے کھشتریہ اصولوں کے خلاف ورزی کرتے ہوئے ایسا تیر چھوڑا جس سے کرن کی گردن کٹ گئی اور اس کا مردہ جسم زمین پر گر گیا۔

کرن کی موت نے دریودھن کو توڑ کر رکھ دیا، اسے سر جھکا کر ٹھنڈی سانسیں لیتے دیکھ کر کرپا آچاریہ اس کے پاس آئے اور کہا "دریودھن اب یوں دکھی ہونے کا کوئی فائدہ نہیں، میری بات دھیان سے سنو، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ کھشتریوں میں جنگ سے افضل کوئی چیز نہیں ہے، جنگ میں دشمن کو مارنا یا اس کے ہاتھوں مارا جانا ہی دھرم ہے لیکن جسے جیتنے کیلئے بھیشم پتامہ، درون اچاریہ، جے درتھ اور کرن جیسے جنگجو مارے جا چکے ہیں، اس جنگ کو اب کس کے سہارے جیتنے کی امید کریں، جنگ کو سترہ دن ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک جنگ کا پلڑا ہماری طرف نہیں جھکا، جب ہم بھیشم، درون اور کرن جیسے جنگجوؤں کی موجودگی میں جنگ نہیں جیت سکے تو اب پانڈوؤں کو ہرانے کی امید کیسے کر سکتے ہیں، شاستروں میں لکھا گیا ہے کہ اگر جنگ میں پلڑا برابر کا ہو یا دشمن کا پلڑا بھاری ہو رہا ہو تو صلح کر لینی چاہیئے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہم پانڈوؤں سے ہار رہے ہیں۔ میری صلاح مانو اور پانڈوؤں سے صلح کر لو، یدھشٹر ایک نیک دل انسان ہے مجھے یقین ہے کہ وہ ہماری صلح کی درخواست کو بالکل نہیں ٹھکرائے گا"۔

کرپا آچاریہ کی باتیں سن کر دریودھن تھوڑی دیر تک چپ رہا اور پھر گہری سانس لیتے ہوئے کہا " آچاریہ، آپ میرے خیر خواہ ہیں لیکن آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یدھشٹر ہماری بات پر اعتماد کرے گا جب کہ ہم پہلے اس کو دھوکا دے چکے ہیں۔ کرشن اور ارجن ابھیمنیو کی موت کو کیسے معاف کریں گے۔ بھیم مجھے مارنے کے اپنے عہد سے کیسے پیچھے ہٹے گا۔ میں جو اتنی بڑی راجدھانی کا مالک رہ چکا ہوں میں کیسے پانڈوؤں کے پاس رحم کے بھیک مانگنے جاؤں، میں آپ کے مشورہ کو غلط نہیں سمجھتا لیکن پھر بھی پانڈوؤں سے صلح نہیں کر سکوں گا۔ میں سمجھتا یوں کہ یہ موقع بزدلی دکھانے کا نہیں بلکہ پوری قوت سے جنگ کرنے کا ہے۔ اتنے دوستوں، بھائی بندوں کو مروا کر میں اپنی جان بچا کر بدنامی کی زندگی گزارنے کا سوچ بھی نہیں سکتا، میں گھر کے بستر پر بیمار ہو کر مرنے کی بجائے میدان میں ایک بہادر کی موت مروں گا اور یہی میرا آخری فیصلہ ہے"۔

دریودھن کے فیصلے کو سب نے سراہا، دریودھن نے لشکر کی کمان شلیہ کے سپرد کی جو پہلے کمان داروں جتنا ہی دلیر اور بہادر سمجھا جاتا تھا۔ جب یدھشٹر کو شلیہ کے سپہ سالار بننے کا علم ہوا تو اس نے کرشن سے پوچھا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے، کرشن نے جواب دیا " شلیہ ارجن اور بھیم سے بھی بہادر ہے اس کے مقابلے میں صرف آپ ہی ٹھہر سکتے ہیں، شلیہ مارا گیا تو تمام کورو لشکر بددل ہو کر میدان سے بھاگ جائے گا"۔

دوسرے دن جنگ شروع ہوئی تو نکُل اور کرن کا بیٹے چترسین ایک دوسرے کے سامنے آئے، نکُل نے چترسین کو مار ڈالا جسے دیکھ کر کرن کے دوسرے دو بیٹے سُشین اور ستیہ سین نے نکل سے مقابلہ کیا لیکن وہ بھی باری باری نکل کے ہاتھوں مارے گئے۔ ان تینوں کے مارے جانے سے کورو لشکر بہت خوفزدہ ہوا، لشکر کی یہ

حالت دیکھ کر شلیہ آگے بڑھا اور کئی پانڈوؤں کا مار گرایا، اس دوران شلیہ نے یدھشٹر کو بھی زخمی کر دیا، بھائی کی یہ حالت دیکھ کر بھیم آگے بڑھا دونوں سورما گدا لے کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے، لڑائی اس قدر خوفناک ہوئی کہ دونوں ایک ساتھ زمین پر گر پڑے اور انہیں وہاں سے ساتھی اٹھا کر لے گئے۔

شلیہ کچھ دیر سستانے کے بعد دوبارہ واپس آیا، اب اس کے ساتھ کرپا آچاریہ، کرت ورما اور شکونی بھی تھے، شلیہ اپنے تیروں سے ساتیکی، بھیم سین، نکل اور سہدیو کو زخمی کر دیتا ہے، شلیہ کی اس بہادری سے لڑتے دیکھ کر پانڈو اور کورو دونوں ہی دنگ رہ گئے، یوں لگ رہا ہوتا ہے کہ کوئی بھی پانڈو شلیہ کے سامنے نہیں ٹک سکے گا۔ جنگ کی بگڑتی صورت دیکھ کر یدھشٹر نے فیصلہ کیا کہ آج یا تو مجھے شلیہ کو مارنا ہو گا یا اس کے ہاتھوں مرنا ہو گا۔ مقابلے کے آغاز میں میں شلیہ کا پلڑا ابھاری رہتا ہے لیکن ایک طویل لڑائی کے بعد یدھشٹر شلیہ کو قتل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ شلیہ کی موت نے کورو لشکر کے پاؤں اکھیڑ دیئے، دریودھن نے انہیں روکتے ہوئے کہا" ساتھیو، اس طرح بھاگنے سے کیا فائدہ، زمین، آسمان یا پاتال میں تمہیں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں تم پانڈوؤں کے غضب سے بچ سکو گے۔ تھوڑا ٹھنڈے دماغ سے سوچو، اب پانڈوؤں کے پاس بہت تھوڑی فوج رہ چکی ہے، ارجن اور بھیم بھی زخمی ہو چکے ہیں، ہم اگر پوری طاقت سے ان سے جنگ کریں تو اب بھی فتح پا سکتے ہیں، اس لیئے ہمیں مل کر مقابلہ کرنا ہو گا، جان بچانے کی خاطر ایک ایک کر کے بھاگنے سے ہم کمزور ہو جائیں گے اور اس صورت میں پانڈو بڑی آسانی سے ہمیں مار دیں گے۔ اور پھر اگر مرنا ہی ہے تو لڑ کر کیوں نہ مریں تاکہ ہم جنت کے حقدار ٹھہریں، کھشتریہ دھرم کے مطابق جنگ میں ملی موت سے تو کوئی بھی چیز افضل ہے"۔ دریودھن کی یہ باتیں سن کر تمام کورو نئے جذبے کے ساتھ پانڈوؤں سے مقابلہ کرنے لگے۔ لیکن دھرشٹ دھمن اور ساتیکی کے حملے ان پر بہت بھاری پڑ رہے تھے۔ دریودھن کے تمام بھائی مارے گئے، ایک صرف سدرشن ہی بچا تھا۔ بچی کھچی کورو فوج کا خاتمہ کرنے کیلئے بھیم، ارجن اور سہدیو آگے بڑھے، ان کا مقابلہ کرنے کیلئے شکونی اور سسترما آگے آئے لیکن شکونی کو سہدیو اور سسترما اور سدرشن کو ارجن نے مار گرایا۔

اپنے ماموں شکونی کی موت دیکھ کر دریودھن نے بچے کھچے ساتھیوں کے ساتھ پانڈوؤں پر بہت زور سے حملہ کیا لیکن جلد ہی اشوتتھامہ، کرپا آچاریہ اور کرت ورما کے علاوہ اس کے تمام ساتھی یا تو پانڈوؤں کے ہاتھوں مارے گئے یا میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ دریودھن کا جسم کے اندر آگ لگی ہوئی تھی، وہ گدا لے کر تالاب کی طرف چل پڑا اور جادو کے زور سے پانی کے نیچے جا کر سو گیا۔ لیکن کچھ لوگوں نے اسے پانی کی طرف جاتے دیکھ لیا اور انعام پانے کے لالچ میں جا کر پانڈوؤں کو خبر کر دی۔ پانڈو بھائی کرشن کے ہمراہ دریا پر پہنچے، یدھشٹر نے دریودھن کو للکارتے ہوئے کہا" تم اپنے خاندان اور ساتھیوں کو مروا کے بعد چھپ کر اپنی جان بچا رہے ہو، باہر نکل کر جنگ کرو۔ تم تو ایک سورما کہلاتے ہو، جنگ سے کیوں بھاگ رہے ہو، یہ تمہیں زیب نہیں دیتا، سچے سورما کبھی اس طرح اپنی جان نہیں بچاتے"۔ یدھشٹر کی اس بات کے جواب میں دریودھن نے کہا۔" میں اپنی جان کے ڈر سے یہاں نہیں آیا، بلکہ میں اپنے اندر بھڑکتی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کرنے کیلئے پانی میں ہوں۔ اس وقت مجھے آرام کی ضرورت ہے، تم بھی آرام کر لو، پھر میں تمہارے ساتھ جنگ کروں گا"۔ یدھشٹر بولا "تم کافی آرام کر چکے ہو، باہر نکل آؤ تاکہ یہیں جنگ کا فیصلہ ہو جائے، یا تو تم ہمیں مار کر تمام راجدھانی لے لو یا ایک شہید کی موت مر کر سورگ کا سُکھ پاؤ"۔ دریودھن نے کہا "یدھشٹر، میں جن لوگوں کیلئے راجدھانی چاہتا تھا وہ تو سب مارے گئے اب مجھے راج پاٹ سے دلچسپی نہیں رہی، تم اس کے مزے لو"۔ یہ سن کر یدھشٹر بولا" تمہاری یہ باتیں اب بے معنی ہیں، تم جانتے ہو کہ ایک کھشتری ہوتے ہوئے میں تم سے راج پاٹ بھیک کے طور پر نہیں لے سکتا اور نہ ہی بھیک لینے کی مجھے خواہش ہے، میں تمہیں زیر کر کے ہی راج حاصل کروں گا، اس لیئے اٹھ کر باہر آؤ کیونکہ اسی میں تمہاری بھلائی ہے"۔ دریودھن نے کہا" اس وقت تمہارا اور میرا مقابلہ برابر کا نہیں ہے، تمہارے پاس رتھ، فوج، ہتھیار، ساتھ سنگی ہیں اور میں اکیلا اور بغیر ہتھیار کے، کیا یہ انصاف نہ ہو گا کہ تم ایک ایک کر کے مجھ سے مقابلہ کرو"۔ یدھشٹر نے کہا" اگر تم ایسے لڑنا چاہتے ہو تو ہم اس کیلئے راضی ہیں، جو ہتھیار تمہیں پسند ہے وہ چن لو، میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم نے ایک بھی پانڈو کو ہرا دیا تو تمام راج پاٹ تمہارا ہوا" یدھشٹر کا وعدہ سن کر دریودھن نے کہا" ٹھیک ہے، میں اپنی اسی گدا سے لڑوں گا، تم میں سے کوئی بھی گدا لے کر لڑنے کیلئے میرے سامنے آ جائے"۔

جب دریودھن گدا لے کر لڑنے کیلئے تیار ہو گیا تو کرشن کو بہت فکر ہوئی اور انہوں نے یدھشٹر سے آہستہ سے کہا" یدھشٹر، اگر دریودھن نے بھیم سین کے علاوہ کسی اور کو گدا کے ساتھ لڑنے کیلئے چن لیا تو کیا ہو گا، تم بھائیوں میں سے کوئی بھی اس کا سامنا نہیں کر سکتا۔ اس نے بھیم سین کو ہرانے کیلئے تیرہ برس تک ریاضت کی ہے جبکہ بھیم سین نے کافی عرصہ سے گدا کی مشق چھوڑی ہوئی ہے۔ شکونی سے جوا کھیلنے کی جو تم نے بھول کی، اس نے سب کو مصیبت میں پھنسا دیا ہے، اس وقت دنیا میں کوئی بھی ایسا سورما نہیں جو گدا مقابلے میں دریودھن کو ہرا سکے، مجھے تو اس میں بھی شک ہے کہ بھیم بھی ایک منصفانہ مقابلے میں اسے ہرا سکے گا، ایسا لگتا ہے کہ بھگوان نے تمہیں دکھ اٹھانے کیلئے ہی پیدا کیا ہے"۔ بھیم نے کرشن کو یقین دلاتے ہو کہا،" کیشو، آپ دکھی نہ ہوں میں اس مقابلے میں دریودھن کو ضرور ماروں گا، میری گدا دریودھن سے ڈیڑھ گنا بھاری ہے۔ کرشن نے کہا " ٹھیک ہے لیکن تمہیں بہت سمجھداری سے مقابلہ کرنا ہے کیونکہ گدا کا ماہر ہونے کے علاوہ اس کی ریاضت بھی بہت زیادہ ہے"۔

جس وقت دریودھن اور بھیم گدا کے ساتھ ایک دوسرے کے مقابلے کی تیاری کر رہے تھے، اسی وقت کرشن کے بھائی بلرام بھی وہیں آن پہنچے، سب نے ان کا استقبال کیا، یدھشٹر نے کہا،" بلرام جی، آج اپنے دونوں شاگردوں کا مقابلہ دیکھیں"۔ دریودھن اور بھیم نے بلرام کے پاؤں چھوئے اور مقابلہ شروع ہو گیا، ان کی

گداؤں کے ٹکرانے کی آواز دور دور تک سنائی پڑ رہی تھی، دونوں ایک دوسرے پر بڑھ چڑھ کر حملے کر رہے تھے، اس برابر کے مقابلے کو دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ کون یہ مقابلہ جیتے گا۔ دونوں کے جسم زخموں سے چور ہو رہے تھے ایک آدھ بار دریودھن کا پلڑا بھاری ہوا تو کرشن نے ارجن سے کہا "اس مقابلے میں دریودھن کو ہرانا ممکن نہیں ہے، اگر بھیم نے جیتنا ہے تو اسے انصاف اور ناانصافی جیسے لفظوں کو بھول کر چالاکی کا مظاہرہ کرنا ہوگا اور گدا مقابلے کا اصول توڑتے ہوئے دریودھن کی رانوں پر وار کرنا ہوگا، یہی ایک صورت ہے جس سے دریودھن کو مارا جاسکے گا اور یوں بھیم دریودھن کی ٹانگیں توڑنے کا عہد بھی پورا کر پائے گا۔ کرشن کی اس صلاح کو مانتے ہوئے ارجن نے بھیم کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی ران کا ٹھوکا، اس اشارے کو سمجھتے ہوئے بھیم نے دریودھن کی رانوں پر زور سے گدا کا وار کیا جس سے دریودھن کی ران کی ہڈی توٹ گئی اور وہ کٹے ہوئے درخت کی طرح زمین پر گر پڑا۔ بھیم خوشی سے اچھلنے لگا اور اپنا پاؤں بھیم کے سر پر رکھ دیا۔ یدھشٹر نے بھیم سے کہا "بھیم، تم نے اپنا عہد پورا کر لیا ہے لیکن دریودھن ایک شہزادہ اور ہمارا چچازاد ہے، اس کے سر پر پاؤں رکھنا غلط ہے"۔ بلرام کو بھی بھیم کا بے ایمانی سے جیتنا پسند نہ آیا اور وہ غصے سے بولا " بھیم دھتکار ہے تم پر، اس مقابلے میں ناف کے نیچے وار جو کیا ہے یہ جنگ کے اصولوں کے خلاف ہے" پھر اس نے کرشن کو مخاطب کر کے کہا "جنگ کے اصولوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے صرف دریودھن کو ہی مارا نہیں گیا بلکہ میری بھی بے عزتی ہوئی ہے، میں بھیم کو اس کی سزا ضرور دوں گا"۔ یہ کہہ کر بلرام ہل اٹھا کر بھیم کے کو مارنے کیلئے دوڑا تو کرشن نے روکتے ہوئے کہا " بھیا، ان کوروؤں نے پانڈوؤں کے ساتھ بہت فریب کیئے تھے، جس وجہ سے بھیم نے غصے میں آ کر دریودھن کی ٹانگیں توڑنے کا عہد کیا تھا اور ایک کھشتری ہونے کے ناطے اسے اپنا عہد پورا کرنا تھا"۔ بلرام نے کرشن کو جواب دیا" کرشن تم جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک غلط کام کو جائز ٹھہرا رہے ہو، میری بار یاد رکھنا، دریودھن کو ہمیشہ ایک بہادر اصول پسند جنگجو کے طور پر یاد رکھا جائے گا اور بھیم رہتی دنیا تک ایک دھوکے باز جنگجو کے طور پر جانا جائے گا اور بدنامی کا یہ دھبہ اس کے نام سے کبھی نہ دھل پائے گا، میں اس جگہ پر ایک لمحے کیلئے بھی نہیں ٹھہر سکتا"۔ یہ کہہ کر بلرام غصے سے دوارکا چلا گیا۔

دریودھن کے اس گھٹیا انداز سے ہرانے کی وجہ سے یدھشٹر بہت ناخوش تھا، ارجن بھی شرمندگی کی وجہ سے خاموش تھا لیکن پانڈو لشکر کے کچھ لوگوں نے دریودھن کو زمین پر گرے دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتے وئے دریودھن کو طعنے دینے شروع کر دیئے۔ کرشن نے انہیں روکتے ہوئے کہا" مرتے ہوئے دشمن کو طعنے دینا مناسب نہیں ہے، ایسی سخت باتیں کہہ کر دریودھن کو اور دکھ نہ پہنچاؤ، یہ تو اسی وقت ہی مر گیا تھا جب اس نے غلط لوگوں کی صحبت اختیار کی"۔ کرشن کے باتیں سن کر دریودھن اپنی کہنی کی ٹیک لے کر تھوڑا اوپر اٹھا اور غصے سے بولا" نیچ، غلام کے بیٹے، تمہارا باپ واسودیو کنس کا غلام تھا، تمہیں یہاں شہزادوں کے درمیان موجود نہیں ہونا چاہیئے تھا، کیا تم سمجھتے ہو کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ جب تم نے ارجن سے باتیں کرتے وقت اپنی رانوں کی طرف اشارہ کیا تھا تو تم بھیم کو میری رانوں پر وار کرنے کا اشارہ دے رہے تھے۔ جنگ کے اصولوں کی خلاف ورزی کر کے، ایک گھٹیا حرکت سے مجھے گدا کے مقابلے میں مرواتے کیا تمہیں ذرا بھی شرم نہیں آئی۔ تم نے سورما بھیشم پتامہ کو مروانے کیلئے لڑتے وقت شکھنڈی کو آگے کھڑا کرنے کی صلاح دی کیونکہ تمہیں پتہ تھا کہ پتامہ ایک عورت پر وار نہیں کر سکتا، یوں وہ بغیر جوابی کاروائی کیئے وار سہتا رہا۔ تم نے درون اچاریہ کو دھوکے سے مارنے کیلئے یدھشٹر سے جھوٹ بلوایا، جس سے درون نے ہتھیار ایک طرف رکھ دیئے اور زمین پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ اور اس بیٹھے ہوئے درون کو دھرشٹ دھمن نے قتل کیا۔ اور یہ تم ہی تھے جس نے کرن کے خطرناک تیر کو گھٹوتکچ پر استعمال کروانے کی چال چلی تاکہ وہ تیر ارجن پر استعمال نہ ہو اور یہ تم ہی تھے جس نے ارجن کو نہتے کرن پر اس وقت حملہ کرنے کیلئے مجبور کیا جب وہ اپنے رتھ کے پہیے کو کیچڑ سے نکال رہا تھا۔ گھٹیا انسان، سب لوگوں نے تم پر لعنت بھیجی جب تم نے جادو سے سورج کو غروب کر دیا تاکہ جے درتھ یہ سمجھے کہ سورج غروب ہو گیا ہے اور اب اسے کوئی خطرہ نہیں رہا اور وہ محافظوں کی پناہ سے باہر آ کر مارا گیا۔ اتنا کچھ کرنے کے بعد یہ پارسائی اور بہت ہی اصول پسند ہونے کا ناٹک تم پر جچتا نہیں ہے"۔ کرشن نے کہا " تم خواہ مخواہ دوسروں کا الزام دے رہے ہو، یہ تمہارا لالچ اور غرور تھا جس کی قیمت تم آج ادا کر رہے ہو، تم نے ناانصافی اور گناہ کا راستہ اپنایا، تم نے غلط کام کیئے اور آج ان گناہوں کی سزا تمہیں ملی ہے، تمہارے غلط کاموں کی وجہ سے ہی بھیشم، درون آچاریہ، کرن اور شلیہ مرے ہیں۔ دریودھن بولا" مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ٹانگیں ٹوٹنے کے بعد زمین پر گرے ہوئے جنگجو کے چہرے پر بھیم نے پاؤں رکھا ہے، کیونکہ ابھی تھوڑی دیر میں میری موت کے بعد تو چیل کوؤں نے میرے چہرے پر پاؤں رکھنے ہیں، میں نے وید پڑھے ہیں، ویدوں کے مطابق میں نے کوئی پاپ نہیں کیا، اسی لیئے ایک کھشتری کی طرح آج جنگ میں شہادت پا کر سورگ جا رہا ہوں۔ تم اپنے ساتھیوں سمیت یہاں زمین پر رہو اور اپنی دھوکے بازیوں کی وجہ سے تمام کھشتریوں کی نفرت کا سامنا کرو۔ جب تک میں زندہ تھا تو ایک نامور شہنشاہ، ایک فیاض دوست اور ایک خطرناک دشمن تھا، میں نے تمام دشمنوں کو جھکایا، میں نے وہ تمام خوشیاں اور کامیابیاں حاصل کیں جنہیں پانے کی کوئی بھی راجہ صرف آرزو کر سکتا ہے۔ اب میں ایک کھشتری کے شایان شان شہید کی موت مر رہا ہوں اور جنت میں اپنے ان دوستوں اور بھائیوں کے پاس جا رہا ہوں جنھوں نے میری خاطر جان دی اور اب جنت میں میرا استقبال کرنے کیلئے بے چین ہو رہے ہیں، جب کہ تم یہاں اپنے دوستوں کے مرنے پر دکھ کے آنسو بہاؤ گے اور اپنے منہ پر راکھ ملو گے۔ اب بتاؤ کہ تم فائدے میں رہے ہو کہ میں "۔ جونہی دریودھن نے یہ جملے ادا کیئے تو آسمان پر گندھروؤں نے ساز بجائے، دیوتاؤں نے جاں بلب دریودھن پر آسمان سے پھولوں برسانے شروع کر دیئے جن کی

خوشبو کرشن اور پانڈوؤں نے بھی محسوس کی، تم آسمان روشنی میں نہا گیا "۔ کرشن نے بھیم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا" دریودھن نے جو کہا ہے وہ سب سچ ہے، تم ایک منصفانہ مقابلے میں اسے کبھی ہرا نہ سکتے۔ یہ خبیث دریودھن جنگ میں نا قابل تسخیر ہے"۔

جونہی اشو تتھامہ، کرپا آچاریہ اور کرت ورما دریودھن کو پتہ چلا کہ دریودھن بہت سخت زخمی ہو گیا ہے اور آخری سانسیں لے رہا ہے تو وہ ایکدم سے اس کے پاس پہنچے۔ اپنے وقت کے نامور مہاراجہ کی حالت دیکھ کر وہ اپنے آنسو روک نہ پائے۔ اشو تتھامہ بولا" اس دنیا میں سب مٹ جاتا ہے، میں نے تو یہ کبھی سوچا تک نہ تھا، آج تم جیسا بڑا مہاراج دھول میں لوٹ رہا ہے، جو کبھی شان و شوکت اور بہادری میں اندر دیو کا ہمسر تھا۔ "۔ دریودھن نے ان کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا" دوستو، اس دنیا کا یہی دستور ہے، ایک وقت میں سب کا خاتمہ ہو جانا ہے، اج وہ وقت مجھ تک آن پہنچا ہے، بھیشم، درون آچاریہ، کرپا آچاریہ، کرن، شکونی، شلیہ اور تم جیسے محافظ ہوتے ہوئے میری یہ حالت ہو گئی ہے۔ قسمت کا لکھا کوئی نہیں ٹال سکتا۔ میرے ماں باپ میری موت کا سن کر بہت دکھی ہوں گے، ان سے کہنا کہ اس سے بڑھ کر فخر کی اور کیا بات ہو سکتی ہے میں جب تک جیا سر اٹھا کر جیا، میں نہ تو کسی مقابلے میں ہارا اور نہ کسی دشمن کے آگے سر جھکا کر پناہ مانگی۔ مجھے پتہ ہے کہ میری ماں بہت روئے گی لیکن تم اسے سمجھا بجھا کر چپ کرا دینا۔ دوستو، جس طرح دھوکے سے بھیم نے مجھے مارا ہے، اسے یاد رکھتے ہوئے تم پانڈوؤں کا کبھی بھروسہ نہ کرنا۔ میرے لیئے یہ بہت خوش قسمتی کی بات ہے کہ میں تمہیں اس جنگ کے بعد بھی زندہ دیکھ رہا ہوں، تم لوگوں نے مجھے فتح دلانے کیلئے ہر کوشش کی لیکن بھگوان کو یہ منظور نہ تھا"۔ یہ کہتے ہوئے دریودھن کا گلا رندھ گیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

اشو تتھامہ بہت غصے سے بولا، " دوست، تمہاری یہ حالت دیکھ کر مجھے جس قدر دکھ ہو رہا ہے اتنا مجھے اپنے باپ کی موت پر بھی نہیں ہوا تھا۔ میں آج تمہارے سامنے قسم کھا کر وعدہ کرتا ہوں کہ مجھے جو بھی کرنا پڑے میں آج پانچوں پانڈوؤں کا قتل کر دوں گا۔

دریودھن سے رخصت ہو کر اشو تتھامہ، کرپا آچاریہ اور کرت ورما ایک جنگل میں سے ہو کر گذر رہے تھے، شام کا وقت ہو چکا تھا، تھوڑی دیر آرام کی غرض سے ایک بڑ کے درخت کے نیچے بیٹھے تو تھکاوٹ کے باعث کرپا آچاریہ اور کرت ورما تو ایک دم سے سو گئے لیکن اشو تتھامہ کو نیند نہ آئی، وہ غصے، دکھ اور نفرت کی آگ میں جل رہا تھا۔ درخت پر بیٹھے پرندوں کے شور میں وہ کروٹیں بدلتے سوچ رہا تھا کہ دریودھن سے کیا گیا وعدہ کیسے پورا کیا جائے۔ درخت پر بہت زیادہ کوے خاموش سوئے ہوئے تھے، تبھی اس نے دیکھا کہ ایک بہت بڑے اُلّو آیا اور اس نے درخت پر سوئے ہوئے بہت سے کوؤں کا مار ڈالا۔ کوؤں کا یوں بے خبری سے مارے جانے پر اشو تتھامہ سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے دیکھا کہ رات کے اندھیرے میں دیکھ نہ سکنے کی وجہ سے کوے پھڑ پھڑانے کے سوا کچھ نہ کر سکے، " جس طرح رات کے اندھیرے میں الو نے سب کوؤں کا ختم کیا اگر ہم بھی اسی انداز میں رات کی تاریکی میں پانڈوؤں کے خیموں پر حملہ کر دیں تو دھرشٹ

دھمن، پنچ پانڈوؤں اور ان کے حامیوں کو با آسانی قتل کر کے بدلہ چکایا جا سکتا ہے۔ میں دل کی گہرائیوں سے اس الو کا شکر گزار ہوں جس نے مجھے یہ راہ سجھائی۔ بدلے ہوئے حالات کے مطابق اپنے منصوبوں میں تبدیلی لانا کوئی بری بات نہیں ہے۔ اب یہی ایک طریقہ بچا ہے جس سے ان پانڈوؤں کا ان کی تمام گھٹیا چالوں کی سزا دی جا سکتی ہے جن پر عمل کر کے انہوں نے فتح پائی۔

اشو تتھامہ نے فیصلہ کرنے کے بعد ایکدم سے کرپا آچاریہ اور کرت ورما کو جگایا اور اپنے منصوبے سے آگاہ کیا، جو اس تجویز کو سن کر ہکا بکا رہ گئے۔ کرپا آچاریہ سختی سے بولا " تمہاری بات سن کر میرا سر شرم سے جھک گیا ہے مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ تمہارے دماغ میں اتنی گھٹیا سوچ کیسے آئی، آج تک کسی سوئے ہوئے پر حملہ نہیں کیا گیا، یہ کھشتریہ قوانین کے خلاف ایک ایسی خلاف ورزی ہوگی جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ بھانجے، ہم نے بہت وفاداری سے اپنی ذمہ داریاں نبھائیں، ہم نے ہر اچھے برے وقت میں اس کا ساتھ دیا لیکن ہم پھر بھی ناکام رہے، اب ہم کس کیلئے لڑ رہے ہیں؟ ایک ایسے آدمی کیلئے جو شدید زخمی ہے اور کسی وقت بھی مر سکتا ہے۔ یہ ایک لاحاصل جنگ بن چکی ہے اور اسے جاری رکھنا حماقت ہے۔ ہمیں مہاراج دھرت راشٹر، گاندھاری اور ودھر کے پاس چلنا چاہیئے اور وہ جو فیصلہ کریں اس پر عمل کرنا چاہیئے"۔ یہ سن کر اشوتتھمہ نے کہا" ماماجی، ہر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ جو وہ سوچتا ہے وہی درست اور مناسب ہے لیکن میں آپ کی بات سے متفق نہیں ہو سکتا، اس گھٹیا کھیل کا آغاز پانڈوؤں نے کیا ہے، میرے باپ کو جھوٹ بول کر قتل کیا، دریودھن کو مارنے کیلئے بھی انہوں نے جنگ کا اصول توڑا، ایسے فریبی دشمن کو دھوکے سے مارنے میں کوئی برائی نہیں ہے۔ میں آج رات سوئے ہوئے پانڈوؤں اور پانچال کی فوج کو ضرور ختم کروں گا"۔ کرپا آچاریہ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا، " سب لوگ تمہیں ایک بہت نامور جنگجو کے طور پر جانتے ہیں، آج تک تم نے کچھ ایسا نہیں کیا کہ کوئی بھی تمہارے کردار پر انگلی نہیں اٹھا سکے، لیکن اب جو تم کرنے جا رہے ہو، یہ حرکت تمہارے کردار پر ایسا دھبہ لگائے گی جو کبھی بھی کسی طور نہیں مٹ پائے گا، میری بات مانو اور سو جاؤ صبح اس مسئلے پر بات کریں گے"۔ کرپا آچاریہ کی تجویز کو ٹھکراتے ہوئے اشو تتھامہ بولا، " ماماجی، میں آپ کی بات سے متفق ہوں لیکن ٹوٹی ہوئی ٹانگ والے دریودھن کی درد بھری آوازیں ابھی تک میرے کانوں میں گونج رہی ہیں۔ پانڈوؤں دھرم کی ہر حد کو پھلانگ گئے۔ بھیشم کو کیسے قتل کیا، میرے باپ کو مارنے کیلئے کیسے فریب سے کام لیا، نہتے کرن کو اس وقت مارا جب وہ رتھ کا پہیہ کیچڑ سے نکال رہا تھا۔ اس جنگ میں اب کونسا دھرم بچا ہے جس کی ہم پیروی کریں۔ اپنے باپ کے قاتلوں کا سوتے میں قتل کرنے سے میں بھلا اگلے جنم میں کسی رینگتے ہوئے کیڑے کے روپ میں جنم لوں تو مجھے یہ سزا بھی منظور ہے"۔ اشو تتھامہ نے یہ فقرات کہے اور بغیر جواب سنے ہی اپنے گھوڑے کو رتھ میں جوتنا شروع کر دیا۔ کرپا آچاریہ اور کرت ورما نے جب یہ دیکھا کہ اشو تتھامہ تو کسی طور رکنے والا نہیں ہے تو انہوں نے اسے پکارا، "رک جاؤ، تم جو گناہ کرنے جا رہے ہو ہم اسے مناسب تو نہیں سمجھتے لیکن اس گھڑی میں ہم تمہیں اکیلا بھی نہیں چھوڑ سکتے، ہم بھی اس گناہ میں تمہارے ساجھے دار بنتے ہیں"۔

جب اشو تتھامہ نے دیکھا کہ وہ دونوں اس کا ساتھ دینے کیلئے راضی ہو گئے ہیں تو اس نے کہا" آپ دونوں باہر کھڑے ہو کر دھیان رکھیں کہ کوئی بچ کر نہ جائے"۔ یہ کہہ کر وہ سب سے پہلے دھرشٹ دھمن کے خیمے میں پہنچا اور بالوں کو کھینچ کر اسے جگانے کے بعد قتل کر دیا۔ اس کے بعد دوسرے خیمے میں سوئے اُتموجہ کو دیکھا اور اس کی گردن پر پاؤں رکھ کر جانور کی طرح اس کا گلا کاٹ ڈالا، وہیں دروپدی کے پانچ بیٹے بھی سو رہے تھے، اس نے ان کے گلے بھی کاٹ ڈالے، پھر شکھنڈی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ ان کے علاوہ جو بھی نظر آیا، کسی کا گلہ کاٹ دیا کسی کی چھاتی چیر دی، جو بچ کر باہر بھاگے انہیں کرپا آچاریہ اور کرت ورما نے ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد تینوں نے تمام خیموں کو آگ لگا دی، جونہی آگ پھیلی تو بچے کھچے سوئے لشکریوں میں بھگدڑ مچ گئی، جان بچانے کی خاطر آگے پیچھے بھاگتے لشکریوں کو اشو تتھامہ نے اسی انداز میں مارا جیسے بڑ کے درخت پر الو نے کوؤں کو مارا تھا۔ اپنے مقصد کی کامیابی کے بعد اشو تتھامہ بولا، " ہمیں جلدی سے دریودھن کے پاس جا کر اسے خوشخبری سنانی چاہیئے۔ دریودھن کی ابھی سانسیں چل رہی تھیں، قریب پہنچ کر اشو تتھامہ خوش سے چلایا، " تم خوشی کی خبر سننے کیلئے ابھی تک زندہ ہو، ہم نے پانچال کا تمام لشکر ختم کر دیا، دروپدی کے پانچوں بیٹے مار دیئے، اب یدھشٹر، بھیم، ارجن، نکل، سہدیو، کرشن اور ساتیکی سمیت وہ سات بچے ہیں، ادھر تمہارے لشکر میں کرپا آچاریہ، کرت ورما اور میں بچا ہیں۔ دریودھن نے مشکل سے آنکھیں کھولی، "تم نے واقعی وہ کر دکھایا ہے جو میرے لیئے بھیشم پتامہ اور کرن جیسے سورما نہیں کر سکے، اب میں اطمینان سے مر سکتا ہوں"، ان الفاظ کی ادائیگی کے ساتھ ہی دریودھن چل بسا۔

اپنے ساتھیوں کے قتل عام کی خبر جب یدھشٹر تک پہنچی تو وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ جب تھوڑی دیر بعد ہوش میں آیا تو بین کرنے کے انداز میں بولا، " ہم جیت کر بھی ہار گئے، ہمارا حال تو اس بحری جہاز جیسا ہوا جو بڑے سمندروں سے صحیح سلامت آ کر ایک چھوٹی سی کھائی میں الٹ جائے، میرے سبھی سنگی ساتھی میری لاپرواہی سے مارے گئے، دروپدی کے بیٹے جو کرن جیسے سورما کی موجودگی میں زندہ بچے رہے انہیں ایک چیونٹی کی طرح کچل دیا گیا، دروپدی جب اپنے بیٹوں، بھائیوں اور نزدیکی رشتہ داروں کے مرنے کا سنے گی تو اس پر کیا بیتے گی، بھائی نکل: تم رتھ لے جاؤ اور دوسری عورتوں کے ساتھ اس بدقسمت کو بھی ساتھ لے آؤ"۔

جب دروپدی کو وہاں لایا گیا تو وہ بین کرتے ہوئے بولی، " اگر تم لوگ اشو تتھامہ اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک نہیں کرو گے تو میں یہیں جان دے دوں گی،

اشو تتھامہ کو مار کر اس کے سر کا موتی مجھے لا کر دو تب ہی مجھے یقین ہو گا کہ وہ پاپی مارا گیا ہے"، پھر وہ بھیم سے مخاطب ہو کر بولی، مجھے یقین ہے کہ تم میری خواہش پوری کر سکتے ہو، ابھی جا کر اشو تتھامہ کو قتل کرو، یہ میری تم سے درخواست ہے"۔ پھر وہ زور زور سے بین کرنے لگی۔

دروپدی کی خواہش پوری کرنے کیلئے بھیم نے نکل کو اپنا رتھ بان بنایا اور اشو تتھامہ کو ڈھونڈنے نکل پڑا، یہ دیکھ کر کرشن نے یدھشٹر سے کہا، " راجن، آپ یہاں کھڑے رو رہے ہیں اور ادھر بھیم اکیلا ہی اشو تتھامہ کو مارنے نکل پڑا ہے۔ اس وقت اس کی جان خطرے میں ہے، آپ نہیں جانتے درون اچاریہ نے اپنے بیٹے کو برہما ہتھیار کا استعمال سکھایا ہے، اس قسم کے دو ہی ہتھیار تھے، درون نے خوش ہو کر ایک ارجن کو دیا تھا اور دوسرا اشو تتھامہ کو ضد کرنے پر دیا گیا۔ اشو تتھامہ برہما ہتھیار کی وجہ سے اکیلا ہی پورے لشکر کو تباہ کرنے کا اہل ہے، اس لیئے جیسے بھی ممکن ہو بھیم سین کی اس ہتھیار سے حفاظت کی جائے،، اس لیئے ہمیں بھیم کی حفاظت کیلئے نکلنا چاہیئے۔

جب بھیم گنگا ندی کے کنارے پہنچا تو وہاں اشو تتھامہ کو مہارشی وید ویاس کے پاس بیٹھا پایا، آگے بھیم، درمیان میں کرشن اور اس کے پیچھے ارجن تھے۔ بھیم کے للکارنے پر اشو تتھامہ نے گھاس کا ایک گچھا اٹھایا اور یہ کہہ کر برہما ہتھیار کو چھوڑا " یہ ہتھیار پانڈوؤں کو تباہ کر دے"۔ جواب میں ارجن نے یہ کہہ کر برہما ہتھیار چھوڑا " آچاریہ کے بیٹے کا بھلا ہو، میرے تمام بھائیوں کی زندگی محفوظ رہے اور میرے اس ہتھیار سے دشمن کا ہتھیار پر سکون ہو جائے"۔ دونوں ہتھیاروں سے آگ کی لپٹیں نکلنے لگیں، اسی لمحے نارد بھی آ پہنچے اور انہیں اپنے ہتھیاروں کو روکنے کا کہا، ارجن نے تو اپنا ہتھیار روک دیا لیکن اشو تتھامہ سے یہ نہ ہو سکا، وہ ہاتھ جوڑ کر بولا " منی ور، میں نے غصے میں آ کر پانڈوؤں کو تباہ کرنے کیلئے یہ ہتھیار چھوڑا تھا، اب اس لوٹانا میرے بس میں نہیں رہا، اب میں کیا کروں"۔ ویاس بولے " ارجن بھی اس ہتھیار کا ماہر ہے لیکن اس نے یہ ہتھیار تمہیں مارنے کیلئے استعمال نہیں کیا۔ تم نے بہت بڑی غلطی کر دی ہے، اب اس کی تلافی کی ایک ہی صورت ہے کہ اپنے سر سے موتی نکال کر ان پانڈوؤں کا دے دو، وہ تمہاری جان بخش دیں گے"۔

اشو تتھامہ نے جواب دیا، "مہرشی، آپ جس موتی کی بات کر رہے ہیں، وہ کوئی عام موتی نہیں ہے اسے باندھ لینے سے ہتھیار، دشمن، دیو، ناگ کسی بھی چیز کا ڈر نہیں رہتا، یہ موتی مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے لیکن میں آپ کا حکم ٹالنے کی جرأت نہیں کر سکتا، اس لیئے یہ موتی میں یدھشٹر کو دے رہا ہوں۔ لیکن میرے پاس اموگھ ہتھیار ہے جس کا وار کبھی خالی نہیں جاتا، میں اس کا استعمال پانڈوؤں کے مارنے کی بجائے پانڈوؤں کے ہونے والے بچوں پر کروں گا کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہی ختم ہو جائیں"۔ کرشن بولے، "اشو تتھامہ، تمہارا یہ ہتھیار سب پیدا ہونے والے بچوں کو تو مار دے گا لیکن ارجن کی بہو اُترا کے پیٹ سے جو بچہ پیدا ہو گا اس کا نام پریکشت ہو گا اور پانڈوؤں کا سلسلہ اس سے چلے گا"۔ یہ سن کر اشو تتھامہ غصے سے بولا، " کیشو، میرے ہتھیار سے کوئی بچ نہیں سکتا"۔ کرشن نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا " تمہاری بات سچی ہے، وہ بچہ بھی مردہ ہی پیدا ہو گا لیکن پھر زندہ ہو جائے گا، اور بڑا ہو کر کرپا آچاریہ سے فن حرب سیکھے گا"۔ اشو تتھامہ پانڈوؤں کو موتی دے کر دکھی دل سے جنگل میں چلا گیا۔

جنگ کے خاتمے کے بعد ہستنا پور کے ہر گھر میں ماتم ہو رہا تھا، تمام عورتیں اور بچے اپنے پیاروں کی موت پر رو رہے تھے۔ مہاراج دھرت راشٹر ان بین کرتی عورتوں کے ساتھ کر کھشیتر کے میدان میں گئے، اپنے سب بیٹوں، پوتوں کی موت نے اندھے دھرت راشٹر کو بے حال کر دیا۔ سنجے نے انہیں چپ کراتے ہوئے کہا، " مہاراج: تسلی کا کوئی بول کسی دکھی کے درد کو تو دور نہیں کرتا، لیکن یہ دیکھیں کہ ہزاروں راجوں اور راجکماروں نے آپ کے بیٹے کی خاطر جان دی، اب آپ کا فرض ہے کہ ان سب کی آخری رسومات ادا کریں"۔ ودھر بولا، "جب روح جسم چھوڑتی ہے تو بھائی، بیٹا جیسا کوئی تعلق یا رشتہ نہیں بچتا، روح کہیں نامعلوم جگہ سے آتی ہے اور وہیں چلی جاتی ہے، ہمارا ان جسموں کے ساتھ تو کوئی تعلق نہیں ہے، ہم ان جسموں کیلئے کیوں روئیں، یہ تو ویسے بھی جنگ میں مرے ہیں اس لیئے یہ اندر دیو کے مہمان بنیں گے۔ مہارشی وید ویاس آگے بڑھے اور دھرت راشٹر کی ڈھارس بندھاتے ہوئے بولے، " عزیز بیٹے، کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جو تم نہیں جانتے یا مجھ سے سیکھنے کی ضرورت ہے، تمہیں بخوبی پتہ ہے کہ جو پیدا ہوا اس نے مرنا ہے، مجھے بھگوان وشنو نے بتایا کہ اس جنگ کا مقصد ہی دھرتی کا بوجھ کم کرنا تھا، اور اس وجہ سے یہ جنگ نہ روکی جا سکی۔ یدھشٹر بھی تمہارا ہی بیٹا ہے، اس کو اپنا جان کر بیٹوں جیسا پیار دے کر اپنا غم دور کرنے کی کوشش کرو"۔

یدھشٹر روتی ہوئی عورتوں کے درمیان سے آگے بڑھا اور دھرت راشٹر کے پاؤں چھوئے، دھرت راشٹر نے بے دلی سے اسے گلے لگایا، دھرت راشٹر نے بھیم سین سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا، جونہی بھیم آگے بڑھنے لگا، کرشن نے اسے دھکا دے کر لوہے کا ایک پتلا دھرت راشٹر کے سامنے کر دیا۔ دھرت راشٹر نے اس پتلے کو گلے لگایا لیکن جونہی انہیں خیال آیا کہ بھیم نے کیسے دھوکے سے میرے بیٹے کو قتل کیا ہے تو غم اور غصے کی شدت اس قدر بڑھی کہ ان کے بھینچنے سے وہ پتلا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ دھرت راشٹر نے افسوس سے کہا، " میرا غصہ مجھ پر اس قدر غالب آ گیا کہ میں نے بھیم کو قتل کر دیا"۔ کرشن نے جواب دیا، " مہاراج، آپ کے دل میں جو خواہش پل رہی تھی مجھے اس کا پہلے سے ہی پتہ تھا، اسی لیئے میں نے آپ کے سامنے بھیم کی بجائے لوہے کا ایک پتلا کھڑا کر دیا تھا، تاکہ آپ کا غصہ اس پتلے پر نکل جائے اور یوں بھیم مرنے سے بچ جائے"۔ دھرت راشٹر نے شرمندگی مٹانے کیلئے سب پانڈوؤں کو گلے لگا کر دعائیں دیں۔

دھرت راشٹر سے فارغ ہو کر پانڈو گاندھاری کی طرف آئے تو گاندھاری نے انہیں بددعا دینا چاہی، مہارشی وید ویاس اسے روکتے ہوئے بولے، " گاندھاری تم

یدھشٹر پر غصہ ہونے کی بجائے ذرا ٹھنڈے دماغ سے میری بات سنو، جنگ پر جانے سے پہلے جب بھی دریودھن تمہارے پاس آیا اور اپنی فتح کیلئے تمہیں دعا کرنے کا کہا تو تمہارا جواب ہمیشہ یہی رہا کہ حق کی فتح ہو، چنانچہ وہی ہوا جو تم نے دعا مانگی"۔ گاندھاری بولی" مہارشی: میرے دل میں پانڈوؤں کیلئے میل نہیں ہے لیکن کوروؤں کی نسل ختم ہو جانے کی وجہ سے میرا کلیجہ پھٹا جا رہا ہے، میں جانتی ہوں کہ اس جنگ کی وجہ دریودھن اور شکونی تھے لیکن بھیم سین نے بے ایمانی سے کام لے کر میرے بیٹے کو قتل کیا ہے، یہ مجھے اچھا نہیں لگا"۔

گاندھاری کی یہ بات سن کر بھیم بولا" میں مانتا ہوں کہ میں نے بے ایمانی کی ہے لیکن میرے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔ گدا کے مقابلے میں دریودھن مجھ سے طاقتور تھا اگر میں جنگ کا اصول نہ توڑتا تو دریودھن مجھے مار ڈالتا، میرے لیئے اپنی جان بچانا ضروری تھی، ٹانگوں پر وار کرنے کی دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ میں نے دریودھن کی رانیں توڑنے کو قسم کھائی تھی جو مجھے ہر حال میں پورا کرنی تھی، دریودھن نے ویسے بھی ہمارے ساتھ بہت زیادہ زیادتیاں کی ہیں"۔ یہ سن کر گاندھاری نے کہا۔" بھیم، میرے سو بیٹوں میں کوئی تو ایک ایسا ہوگا جو اتنا گناہگار نہ تھا، اس کو ہی ہماری خاطر چھوڑ دیا ہوتا کہ وہ بڑھاپے میں ہمارا سہارا بن سکتا۔ کم از کم یدھشٹر کو تو یہ سوچنا چاہیئے تھا۔ کہاں ہے یدھشٹر جو بہت پارسا بنا پھرتا ہے"۔ گاندھاری کے یہ الفاظ سن کر یدھشٹر آگے بڑھا، اور ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا" دیوی، میں آپ کا مجرم ہوں، آپ مجھے بددعا دے لیں، کیونکہ اپنے رشتہ داروں کا قتل کرنے کے بعد اب مجھے اپنی زندگی میں کوئی دلچسپی نہیں رہی"۔ یدھشٹر کی یہ بات سن کر گاندھاری کا غصہ تھوڑا کم ہوا۔

میدان میں پڑی لاشوں کو گدھ نوچ رہے تھے، اپنے پیاروں کی یہ درگت دیکھ کر عورتوں نے بلک بلک کر رونا شروع کر دیا، اپنی بہوؤں کی دھاڑیں سن کر گاندھاری کرشن سے مخاطب ہوئی۔ "مادھو، میرے بہوئیں اتنی دکھی دل کے ساتھ بین کر رہی ہیں، اسی دیکھ کر میرا دل پھٹا جا رہا ہے۔ میں اپنا دکھ اگر بھول بھی جاؤں تو بھی مجھے مہاراج دھرت راشٹر کیلئے دکھ ہو رہا ہے جن کا آج ایک بھی بیٹا نہیں بچا، مجھے ان سب بیواؤں کی حالت دیکھ کر دیکھی نہیں جا رہی جن کا سب کچھ لٹ گیا، مجھے لگتا ہے کہ پچھلے جنم میں ان بیچاریوں اور میں نے بہت گناہ کیئے تھے جس کی وجہ سے آج یہ دن دیکھنا پڑا"۔ گاندھاری روتے روتے زمین پر بے ہوش ہو کر گر گئی۔ تھوڑی دیر بعد اسے ہوش آیا تو دکھ کی ایک شدید لہر دوبارہ اس کے اندر سے اٹھی اور وہ کرشن سے دوبارہ مخاطب ہوئی۔" کرشن"، تمہارے دیکھتے دیکھتے پانڈو اور دھرت راشٹر کے بیٹے آپس میں لڑ مرے اور تم چپ چاپ تماشا دیکھتے رہے۔ سب کچھ تمہارے بس میں تھا، اگر تم چاہتے تو ان دونوں کو لڑنے سے روک سکتے تھے لیکن تم نے ایسا کچھ نہ کیا، تم نے کوروؤں کی نسل ختم کرنے میں مدد دی، اس لیئے میں تمہیں معاف نہیں کر سکتی۔ میں تمہیں بددعا دیتی ہوں کہ جس طرح آج میں کورو نسل کا خاتمہ دیکھ رہی ہوں، اسی طرح تم بھی اپنی یادو نسل کو آپس میں لڑ کر تباہ ہوتے دیکھو"۔
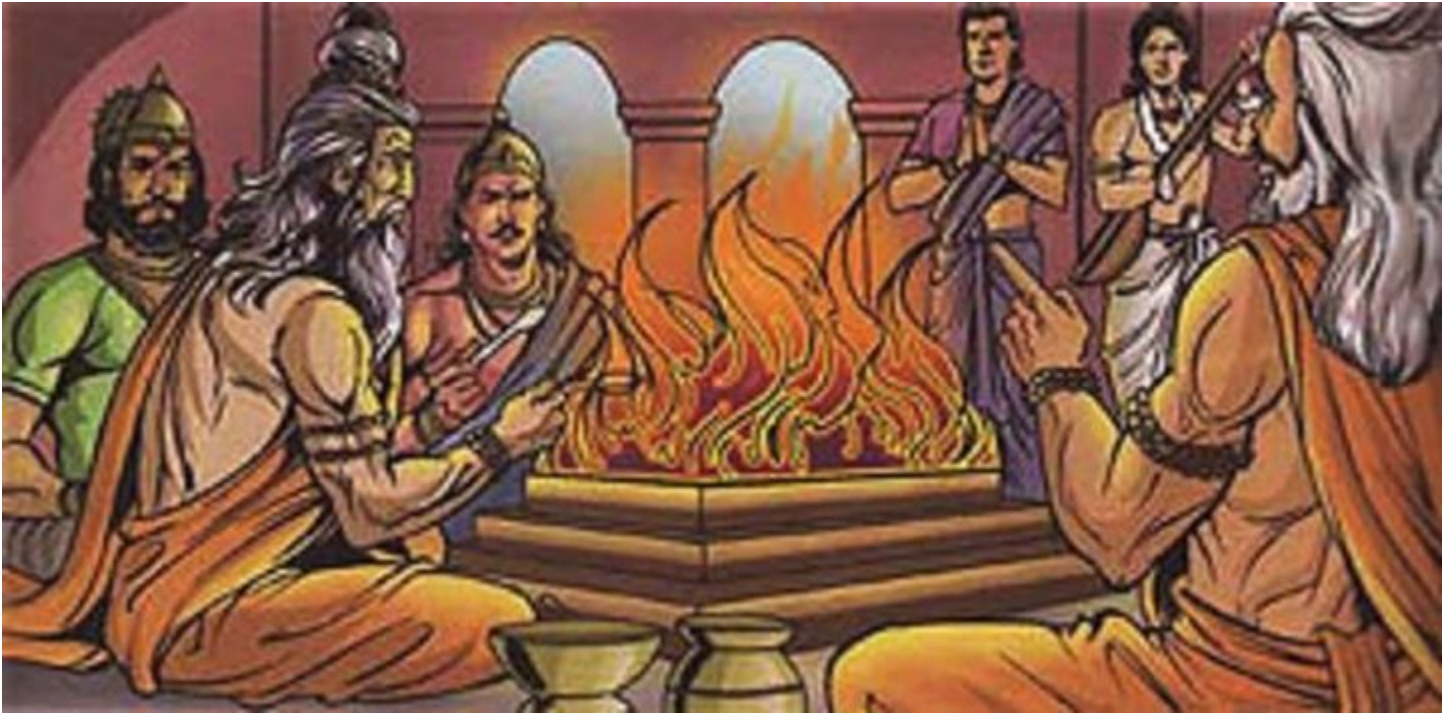
ایک دن نارد منی یدھشٹر کے پاس آئے اور پوچھنے لگے" بیٹا، تم نے کرشن کی حمایت، ارجن کی بہادری اور راہ راست پر ہونے کی وجہ سے فتح پا کر ایک بڑی راجدھانی کے مالک بنے ہو، کیا اب تم خوش ہو؟"۔ یدھشٹر نے جواب دیا" بھگوان، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ راجدھانی اب ہمارے قبضے میں ہے لیکن اس کے حصول کی خاطر ہمارے تمام رشتہ دار مارے گئے، ہم نے اپنے تمام بیٹوں کو کھو دیا، اس لئے مجھے یہ فتح کم شکست زیادہ لگتی ہے۔ اس راجدھانی کے حصول کیلئے ہم نے اپنی بھائی کرن کو دشمن جان کر قتل کیا۔ وہ تو ایک ایسا بھائی تھا جس کی بہادری اور وقار کی دنیا گواہی دیتی ہے، ہم نے اپنی ذاتی منفعت کیلئے اسے تب مارا جب وہ نہتا تھا، جبکہ ہمارے مقابلے میں کرن نے ماں کے ساتھ کیئے وعدے کا پاس رکھتے ہوئے ہمیں قتل کرنے سے گریز کیا۔ مجھے اپنا آپ بہت گناہگار اور گھٹیا لگتا ہے۔ کرن کے پاؤں بالکل ہماری ماں جیسے تھے، جب بھی میں ماں کے پاؤں دیکھتا ہوں تو میرا دھیان کرن کی طرف جاتا ہے جس سے میرا دکھ ناقابل برداشت ہو

جاتا ہے۔ یدھشٹر کو ٹھنڈی سانسیں بھرتے دیکھ کر منی نارد نے سمجھاتے ہوئے کہا۔" کیا تم نہیں جانتے کہ کرن تیر اندازی سیکھنا چاہتا تھا، لیکن درون اچاریہ نے اسے دھتکار دیا، کرن اپنے شوق سے مجبور درون اچاریہ کے استاد پرشورام کے پاس جا پہنچا، پرشورام صرف برہمنوں کو فن حرب کی تعلیم دیتے تھے، کرن نے کوئی چارہ نہ پاتے ہوئے پرشورام سے جھوٹ بولا کہ وہ کھشتری نہیں بلکہ برہمن ہے۔ ایکدن دن کرن تیر اندازی کی مشق کر رہا تھا کہ اس کا ایک تیر ایک برہمن کی گائے کو لگا اور گائے مر گئی، برہمن نے غصے میں آکر کرن کو بددعا دی کہ ایک دن تمہارا رتھ کیچڑ میں پھنس جائے اور تم بھی اسی بیچار گی کی حالت میں مارے جاؤ جیسے میری گائے مری ہے"۔ پرشورام کو کرن کی صورت میں ایک بہت اچھا شاگرد ملا تھا لہذا اس نے بہت لگن سے اسے اپنا فن کرن کو منتقل کیا لیکن ایک دن اتفاق سے کرن کا جھوٹ پکڑا گیا۔ پرشورام ایک درخت کے نیچے کرن کے گھٹنے پر سر رکھے سو رہا تھا، کہ ایک کیڑے نے کرن کو بہت شدت سے کاٹا جس سے کرن کے جسم سے خون جاری ہو گیا، کرن یہ سوچ کر اپنی جگہ سے نہ ہلا کہ استاد کی نیند میں خلل نہ پڑے، کرن کے بہتے خون کا ایک قطرہ پرشورام پر گرا جس سے پرشورام جاگ گیا۔ بہتے خون کو دیکھ کر پرشورام غصے سے بولا، تم برہمن نہیں ہو سکتے، کسی برہمن میں اتنی قوت برداشت نہیں کہ وہ اس قدر تکلیف کے باوجود جنبش تک نہ کرے، تم ایک کھشتری ہو، جس نے اپنے استاد سے جھوٹ بولا ہے مجھ سے جھوٹ بول کر علم سیکھنے کی سزا کے طور پر میں تمہیں بددعا دیتا ہوں کہ جب تمہیں میری دی ہوئی تعلیم کو استعمال کرنے کی ضرورت پڑے تو جو علم تم نے مجھ سے سیکھا ہے وہ تمہارا ساتھ چھوڑ جائے۔ کرن ایک فیاض آدمی تھا، ایک دن وہ تالاب میں سوریہ دیو کی پوجا کر رہا تھا کہ اندر دیو اس کے پاس برہمن بن کر آئے اور اس سے کوچ اور کنڈل دینے کی فرمائش کی، کرن کی عادت تھی کہ وہ صبح کے وقت سوریہ دیو کی پوجا کرتے وقت کی گئی درخواست کو رد نہیں کرتا تھا۔ کنڈل اور کوچ دے دینے سے وہ بہت کمزور ہو گیا۔ کرن کا ماں سے کیا گیا وعدہ کہ وہ ارجن کے سوا کسی بھائی کو ہاتھ نہیں لگائے گا، برہمن اور اپنے استاد پرشورام کی بددعا، کرن کے رتھ بان شلیہ کا کرشن کی مہارت کا صحیح اندازہ نہ لگا سکنا، یہ بہت سی وجوہات مل کر کرن کی موت کا سبب بنی ہیں لہذا تم اپنے آپ کو کرن کی موت کا واحد ذمہ دار نہ سمجھو"۔ کنتی نے بھی یدھشٹر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔" کرن کو اس کے باپ سوریہ دیو نے سمجھایا تھا کہ وہ دریودھن کا ساتھ چھوڑ دے، میں بھی اسے سمجھانے گئی لیکن اس نے مجھے بھی خالی ہاتھ لوٹا دیا"۔ یدھشٹر بولا" ماں آپ نے ہمیں دھوکا دیا کہ ہمیں کرن کی پیدائش کے متعلق کچھ نہ بتایا، یوں اپنے بھائی کو مارنے کے ہمارے اس گناہ کی آپ وجہ بنی ہیں، کاش عورتیں کوئی بات چھپا کر رکھنے کے قابل نہ رہیں"۔

اپنے رشتہ داروں کے قتل کا دکھ ہر روز بڑھتا جا رہا ہے، پچھتاوہ اور افسوس اس حد تک بڑھ گیا کہ یدھشٹر نے فیصلہ کر لیا کہ وہ دنیا چھوڑ کر جنگلوں میں جا کر تپسیا کر کے اپنے گناہ کا بوجھ کم کرے۔ اس نے اپنے بھائیوں کو بلا کر کہا" راج پاٹ یا دنیاوی سکھ واپس حاصل کر کے مجھے کوئی خوشی نہیں ہوئی، تم حکومت کرو اور مجھے جنگل جا کر ریاضت کرنے دو۔ ارجن نے یدھشٹر کو اپنے آرادے سے باز رکھنے کیلئے گھریلو زندگی کے فوائد گنوانے کے علاوہ نیک کاموں کی ان صورتوں کا ذکر کیا جو وہ سنیاس لیئے بغیر ہی انجام دے سکتا ہے۔ بھیم بھی بہت درشتی سے بولا۔" افسوس، آپ کی مثال ایک ایسے جاہل آدمی جیسی ہے جس نے شاستروں کو سمجھے بغیر زبانی یاد کر لیا۔ سنیاس کھشتریوں کا دھرم نہیں ہے۔ کھشتریوں کا فرض عملی زندگی میں حصہ لینا ہے، عملی زندگی کے فرائض سے منہ موڑ کر جنگلوں میں چلے جانا نہیں بلکہ انہیں سرانجام دینا ہے"۔ نکل نے بھی یدھشٹر کی منت کی" آپ میرے باپ، ماں، استاد اور بھائی ہیں، ہمیں یوں اکیلا چھوڑ کر نہ جائیں"۔ سہدیو نے بھی یدھشٹر کو روکنا چاہا۔ ماں کنتی بھی چپ نہ رہی" ہم نے دریودھن اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر کے بہت اچھا کیا ہے تمیں اس پر پچھتاوا نہیں ہونا چاہیئے۔ راجہ کا فرض ہے کہ وہ گناہگار کو سزا دے۔ اس اہم فریضہ سے وہ خود کو بچا نہیں سکتا، اس لیئے پچھتاوا بے معنی ہے۔ اب تمہارا فرض بنتا ہے کہ رونا دھونا چھوڑ کر راجدھانی کی باگ ڈور سنبھالو"۔ شری ویدویاس نے بھی یدھشٹر کو اس کی ذمہ داری سمجھاتے ہوئے راجدھانی جا کر اس کی ذمہ داریاں سنبھالنے کا مشورہ دیا۔

یدھشٹر کی تاجپوشی بہت دھوم دھام سے ہوئی, اشومیدھ یگیا کی رسم بہت شان و شوکت سے منائی گئی جس میں بہت زیادہ گھوڑوں کی قربانی دی گئی۔ اردگرد کے علاقوں سے آئے ہوئے غریبوں اور برہمنوں کو بہت زیادہ خیرات دی گئی۔ اشومیدھ کا سن کر کرشن بھی ہستناپور واپس آئے جہاں انہیں خبر ملی کہ ابھمنیو کی بیوی اُترا کے ہاں مردہ بیٹا پیدا ہوا ہے۔ یہ خبر سن کر کرشن ایکدم سے انت کال روانہ ہوئے جہاں کنتی نے کرشن کے پاس آکر کہا۔" ابھمنیو کے ہاں اشوتتھامہ کے برہما استر کی وجہ سے مردہ بیٹا پیدا ہوا ہے، جیسے بھی ہو اسے زندہ کرو تا کہ ہماری نسل کا سلسلہ چلتا رہے۔ جب اشوتتھامہ نے اس ہتھیار کو استعمال کیا تھا تو تم نے بھی قسم کھائی تھی کہ میں اُترا کے مردہ بیٹے کو زندہ کروں گا، اب اس نے مردہ بیٹا جنا ہے، اسے زندگی واپس دے کر اترا، سبھدرا دروپدی سمیت ہم سب کی مدد کرو"۔ کرشن کو دیکھ کر اترا اور دوسری عورتیں بھی بین کرتی ہوئی کرشن کے پاس آئیں اور مردہ بچے کو زندہ کرنے کیلئے منت سماجت کرنے لگیں۔ کرشن بولے،" میں کبھی جھوٹا وعدہ نہیں کرتا، میں نے جو عہد کیا ہے اس پر اب بھی قائم ہوں۔ میرا کیا گیا وعدہ ضرور پورا ہو گا"۔ یہ کہہ کر کرشن اپنے آپ سے باتیں کرنے لگے، "اگر میں نے کبھی جھوٹ نہ بولا ہو، اگر میں نے کبھی میدان جنگ میں دشمن کو پیٹھ نہ دکھائی ہو، اگر میں نے کنس اور کیشی کا قتل دھرم کے مطابق کیا ہو، اگر میری اندر دھرم اور شکتی موجود ہو تو یہ بچہ زندہ ہو جائے"۔ یہ کہہ کر کرشن نے اپنا پیر کے پنجے سے مردہ بچے کی چھاتی کو دبایا، بچے میں ہلکی سی جنبش ہوئی اور پھر اس نے زور زور سے رونا شروع کر دیا۔ اس بچے کا نام پریکشت رکھا گیا۔

ہستناپور کا راج سنبھالنے کے بعد پانڈوؤں نے مہاراج دھرت راشٹر کا دکھ کم کرنے کیلئے انہیں بہت عزت اور وقار سے رکھا۔ ان کے محل میں ہر قسم کی آسائش پہنچائی گئی۔ کرپا آچاریہ اور ویدویاس جی بھی دھرت راشٹر کا دل بہلانے کی کوشش کرتے۔ یدھشٹر راجدھانی کے ہر مسئلے پر دھرت راشٹر کی صلاح لیتا کوئی بھی حکم ان سے پوچھے بنا جاری نہ کرتا تاکہ دھرت راشٹر کو یہ احساس ہو کہ وہ اصل راجہ ہیں اور یدھشٹر ان کیلئے کام کر رہا ہے۔ یدھشٹر بات کرتے وقت بھی بہت احتیاط سے کام لیتا مبادا اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نہ نکل جائے جس سے دھرت راشٹر کا دل دکھے۔ دوسری راجدھانیوں کے راجکمار اور راجہ بھی جب ہستناپور آتے تو انہیں ہدایت دی جاتی کہ وہ دھرت راشٹر کو اس انداز سے پیش آئیں جیسے وہ اب بھی ہستناپور کے راجہ ہیں۔ خادمائیں گاندھاری کا ایسے خیال رکھتی تھیں جیسے وہ اب بھی مہارانی ہو۔ یدھشٹر نے بھائیوں کو بھی ہدایت دی تھی کہ وہ دھرت راشٹر کو بہت عزت و احترام سے پیش آئیں۔ لیکن اتنا سب کچھ ہوتے ہوئے بھی دھرت راشٹر اور بھیم کے دل ایک دوسرے کی طرف سے صاف نہ تھے۔ دھرت راشٹر کو جب بھی اپنے بیٹوں کا خیال آتا تو وہ سوچنے لگتے کہ ان سب کو بھیم نے قتل کیا ہے۔ اُدھر بھیم یہ سوچتا کہ دربار میں کھیلے گئے جوئے کے وقت جو کچھ ہوا تھا دھرت راشٹر نے اس وقت اپنے بیٹوں کا ساتھ دیا۔ یوں وہ دونوں ایک دوسرے کو ناپسند کرتے تھے۔

پندرہ سال گزر چکے تھے دھرت راشٹر کے دکھ کا زخم نہ بھرا۔ ایک دن دریودھن اور دشاسن کا ذکر کرتے ہوئے بھیم نے اپنے دوستوں سے کہا" میرے ان بازوؤں نے اندھے راجہ کے بیٹوں کو چیونٹی کی طرح مسل کر رکھ دیا تھا"۔ بھیم کی یہ بات سن کر دھرت راشٹر کو بہت دکھ ہوا۔ بھیم کی باتوں کی بھنک گاندھاری کے کانوں میں بھی پڑ چکی تھی۔ جو اکثر الگ تھلگ رہ کر اپنا وقت گزارتی تھی۔ ایک دن دھرت راشٹر نے یدھشٹر کو بلا بھیجا، " بیٹا، تمہاری خدمت کی وجہ سے ہم نے پندرہ سال بہت سکھ میں گزارے ہیں۔ گاندھاری نے بھی اپنے دکھ کو ایک طرف رکھتے ہوئے میری ہر ضرورت کا خیال رکھا۔ میرے بیٹوں نے دروپدی کے ساتھ برا سلوک کیا تھا، تم بھائیوں سے ان کا جائز حق چھینا، اب وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے مارے جا چکے ہیں۔ لیکن وہ بہادری سے لڑے اور میدان جنگ میں اپنی جان دی اسی لیئے وہ اس خوشیوں بھری جگہ پر چلے گئے ہیں جو بہادروں کیلئے مخصوص ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ میں اور گاندھاری اگلی منزل کی تیاری کریں۔ تمہیں پتہ ہے کہ شاستروں میں کیا لکھا ہے, اب مجھے جنگل میں چلے جانا چاہیئے اور اپنا یہ شاہی لباس اتار کر جنگل میں رہنے کی مناسبت سے درختوں کی چھال اور پھٹے پرانے کپڑوں سے تن ڈھانپنا ہے۔ مجھے اجازت دے دو کہ میں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چل سکوں، ایک بادشاہ ہونے کے ناطے تم میری ریاضت کے پھل کے آدھے حصے کے حقدار بنو گے"۔ دھرت راشٹر کے نحیف و کمزار جسم اور باتوں نے یدھشٹر کو چکرا کر رکھ دیا۔ " مہاراج، آپ اتنے دنوں سے دکھ اٹھا رہے ہیں اور مجھے پتہ تک نہ چل سکا کہ آپ فاقہ کشی کرتے رہے اور بستر چھوڑ کر کھردری زمین پر سوتے رہے، میرے بھائی کو بھی اس صورت حال کا علم نہ ہو سکا اور میں بھی یہ سمجھتا رہا کہ آپ کا بہت دھیان رکھا جا رہا ہے اور آپ بہت خوش ہیں۔ لیکن آپ کتنے کمزور ہو گئے ہیں، آپ جس دکھ سے گزرے ہیں اس کا کوئی مداوا نہیں ہے۔ میں ایک بہت گناہگار راجہ ثابت ہوا ہوں، میں اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے میں بری طرح ناکام ہوا ہوں، لعنت ہے مجھ پر اور میری زندگی پر۔ آپ کی بجائے مجھے جنگل جانا چاہیئے، اب میں راجہ نہیں بلکہ آپ راجہ ہیں، آپ چاہیں تو خود راجدھانی کی ذمہ داریاں سنبھالیں یا کسی اور کو یہ تفویض کر دیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ میں دریودھن سے نفرت کرتا تھا لیکن وہ تو ماضی کی بات ہے جسے میں بھلا چکا ہوں۔ ہم بھی آپ کے بیٹوں کی مانند ہیں، گاندھاری اور کنتی دونوں ہی ہمارے نزدیک ماں کا درجہ رکھتی ہیں۔ آپ ہماری کوتاہی کو معاف کر دیں، لیکن اگر آپ نے ضرور جنگل میں جانا ہے تو مجھے بھی ساتھ لے چلیں، میں وہاں آپ کی خدمت کروں گا۔ آپ کے جنگل چلے جانے کے بعد راج پاٹ میں مجھے ویسے بھی کوئی دلچسپی نہیں رہے گی"۔ دھرت راشٹر یدھشٹر کی باتیں سن کا بہت خوش ہوا لیکن پھر بھی اپنے فیصلے کا دفاع کرتے ہوئے بولا " کنتی پُتر، میں نے جنگل میں جا کر ریاضت کرنے کا تہیہ کر لیا ہے، اس کے بغیر مجھے سکون نہیں ملے گا، میں بہت سالوں تک تمہاری چھت تلے رہا ہوں، تمہارے لوگوں نے میری بہت خدمت کی، اب تم مجھے جانے کی اجازت دو"۔ یہ کہہ کر دھرت راشٹر ودھر اور کرپا آچاریہ سے مخاطب ہوا۔ " میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ یدھشٹر کی ڈھارس بندھاؤ، میں جنگل جانے کے اپنے فیصلے سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا، مجھ سے مزید نہیں بولا جا رہا، میرا گلا خشک ہو گیا، شائد یہ بڑھاپے کی وجہ سے ہے" یہ کہتے ہوئے دھرت راشٹر گاندھاری کی جانب جھکا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

یدھشٹر کا دھیان دھرت راشٹر کی ہڈیوں کی جانب چلا گیا۔ " کیا یہ میری وجہ سے ہوا، میں کس قدر گھٹیا اور ذلیل انسان ثابت ہوا، لعنت ہے مجھ پر اور میری تعلیم پر"۔ اسی لمحے مہارشی ویدویاس داخل ہوئے اور یدھشٹر کو مخاطب ہو کر کہا " ایسا ہی کرو جیسے دھرت راشٹر چاہتے ہیں۔ ان کی خواہش کے راستے میں مت آؤ، انہیں جنگل جانے سے نہ روکو، وہ بوڑھے ہو چکے ہیں، ان کے تمام بیٹے مر چکے جن کا دکھ ان سے جھیلا نہیں جا رہا۔ گاندھاری نے جس انداز سے دکھ کا سامنا کیا ہے وہ دھرت راشٹر کے بس میں نہیں ہے، ایک راجہ کا دھرم ہوتا ہے کہ وہ جنگ میں مرے یا اپنا بڑھاپا جنگل میں گزارے، دھرت راشٹر نے بہت شان و شوکت سے حکومت کی ہے اب وقت آ گیا ہے کہ وہ دنیاوی آسائشوں کو تج کر جنگل میں جا کر ریاضت کرے، لہذا انہیں خوشی خوشی وداع کرو"۔ یدھشٹر نے مہارشی کے مشورے کے آگے سر جھکا دیا۔

جنگل جاتے وقت دھرت راشٹر اور گاندھاری کے ساتھ کنتی، سنجے اور ودھر بھی ساتھ ہو لیئے۔ گاندھاری آنکھوں پر پٹی بندھی ہونے کی وجہ سے کنتی کے کندھے پر ہاتھ رکھے چل رہی تھی۔ ۔ راستے چلتے کنتی یدھشٹر کو نصیحتیں کر رہی تھی۔" سہدیو سے کبھی سختی سے پیش نہ آنا۔ کرن کیلئے ہمیشہ دل میں عزت اور محبت کے جذبات رکھنا، وہ ایک سورما کی موت مرا ہے اور میرا پہلو ٹھی کا بیٹا تھا، اس کے متعلق تمہیں پہلے نہ بتا کر میں نے بہت بڑا جرم کیا ہے۔ دروپدی کے ساتھ بہت نرمی سے پیش آنا۔ کبھی کچھ ایسا نہ کرنا جس سے بھیم، ارجن، سہدیو یا نکُل غمگین ہوں۔ اس بات کو مت بھولنا کہ اب خاندان کی ذمہ داری تمہارے کندھوں پر ہے"۔ یدھشٹر شروع میں یہی سوچ رہا تھا کہ کنتی ان سب کو وداع کرنے کیلئے ساتھ چل رہی ہے، اور ابھی تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھ واپس محل کی جانب لوٹ جائے گی۔ لیکن ماں کی اس قسم کی نصیحتوں سے اس پر سکتہ چھا گیا، جب وہ تھوڑی دیر بعد سنبھلا تو ماں سے مخاطب ہوا، " ماں، تم نے ہمیں دعائیں دے کر جنگ میں بھیجا اور اب ہمیں چھوڑ کر جنگل جا رہی ہو، یہ بالکل صیح نہیں ہے، تم ایسا نہیں کر سکتی"۔ سب بیٹوں نے ماں کو جنگل جانے سے روکنے کوشش کی مگر کنتی اپنے فیصلے پر اٹل رہی اور ان کی منت سماجت کو رد کرتے ہوئے کہا، " میرے پیارے بیٹو، مجھے پیار کے بندھن میں مت جکڑو، میں اب اس دنیا میں نہیں رہنا چاہتی، میں ریاضت کر کے جلد از جلد اپنے شوہر کے پاس چلے جانا چاہتی ہوں۔ تم لوگ یوں میری خواہش کے راستے میں مت آوٗ۔ میں تمہیں دعا دیتی ہوں کہ تم دھرم کے راستے پر چلو اور تمہارے دل میں ہمیشہ نیک خیالات جنم لیں"۔ کنتی کی باتیں سن کر سب بیٹوں کے منہ لٹک گئے۔

جنگل پہنچ کر سب نے اپنی ریاضت شروع کر دی، ودھر اور سنجے دھرت راشٹر اور دونوں رانیوں کی خدمت کرتے تھے۔ جلد ہی ماں کی جدائی یدھشٹر اور دوسرے بیٹوں کو جنگل کھینچ لائی ساتھ میں ہستناپور کے کافی باسی بھی ان کے ساتھ آ گئے۔ سب لوگ پہلے دھرت راشٹر کو ملے جو اپنی کڑی ریاضت کی وجہ سے بہت کمزور ہو چکے تھے۔ ودھر کو وہاں نہ پا کر یدھشٹر آگے پیچھے دیکھنے لگے، انہیں دور سے ودھر اپنی طرف آتے ہوئے دکھائی دیئے جن کے سر کے بال بڑھ کر لٹوں کی شکل اختیار کر چکے تھے اور پورا جسم دھول سے لت پت تھا۔ اس قدر بھیڑ دیکھ کر ودھر واپس پلٹے تو یدھشٹر نے ان کے پیچھے دوڑتے ہوئے چلانا شرع کر دیا، " میں آپ کا پیارا یدھشٹر ہوں، میری بات سنیئے میں آپ سے ملنے یہاں تک آیا ہوں"۔ آواز سن ودھر ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو گئے، وہ اس قدر کمزور ہو چکے تھے کہ جسم پر چمڑہ اور ہڈیوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ ودھر بغیر بولے کچھ دیر یدھشٹر کو دیکھتے رہے اور پھر ایک کٹے درخت کی طرح زمین پر گر گئے، یدھشٹر کو شک ہوا کہ ودھر جی دنیا چھوڑ چکے ہیں لیکن جو نہی ان کا انتم سنسکار کرنے کا سوچا تو انہیں محسوس ہوا جیسے کوئی کہہ رہا ہے، "ودھر نے سنیاس لے لیا ہے، اس لیئے ان کے جسم کو مت جلاوٗ"۔ یدھشٹر دکھی دل کے ساتھ واپس ہستناپور لوٹ گئے۔

جنگل سے واپس آئے یدھشٹر کو دو سال ہو چکے تھے کہ ایک دن دیو رشی نارد یدھشٹر کے دربار آن پہنچے، باتوں باتوں میں یدھشٹر نے دیو رشی نارد سے پوچھا، " مہاراج دھرت راشٹر، ماتا گاندھاری اور ماتا کنتی گنگا کنارے بہت سخت ریاضت کر رہے ہیں، کیا آپ ان کے پاس کبھی گئے ہیں، آپ ان کے حال احوال کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟"۔ نارد جی نے جواب دیا، " ہاں، میں وہاں گیا تھا، مہاراج ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکے تھے، اور یہی حال گاندھاری کا تھا جو صرف پانی پی کر ریاضت کر رہی تھی، کنتی مہینے میں صرف ایک بار کھانے کھاتی۔ لیکن ایک دن دھرت راشٹر گنگا اشنان کر کے آ رہے تھے کہ جنگل میں آگ لگ گئی جس نے ہوا چلنے کی وجہ سے ایک دم پورے جنگل کو لپیٹ میں لے لیا۔ ہرن اور جنگلی سوئر تو ادھر اُدھر بھاگ گئے لیکن کمزوری کی وجہ سے دھرت راشٹر، گاندھاری اور کنتی میں بھاگنے کی سکت نہیں تھی۔ سنجے نے انہیں بچانے کیلئے کوشش کی لیکن دھرت راشٹر نے اسے کہا کہ "آگ بہت زیادہ ہے، ہم سب اس کی لپیٹ میں آ جائیں گے، اس لیئے بہتر ہے کہ تم اپنی جان بچاوٗ" یہ کہتے ہوئے وہ زمین پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئے اور اپنے آپ کو آگ کے شعلوں کے سپرد کر دیا۔ سنجے سنیاسی بن کر

ہمالیہ کی طرف چلے گئے ہیں اور ودھر تو پہلے ہی مر چکے تھے"۔

مہابھارت کی جنگ کے خاتمے کے چھتیس برس ہو چکے تھے اور شری کرشن ابھی تک دوارکا پر حکومت کر رہے تھے۔ ان کے یادو قبیلے کی ورشنیس، بھوپاس اور دوسری شاخیں موج مستی اور عیش و عشرت میں غرق زندگی گزار رہی تھیں۔ ذمہ داری یا نظم وضبط کا نام ونشان تک نہ تھا۔ ایک دن رشیوں کی ایک ٹولی ان کے ہاں آئی، یادوؤں کو شرارت سوجھی، انہوں نے ایک مرد کو عورت کے کپڑے پہنائے اور رشیوں کے سامنے کھڑا کر کے پوچھا" اے صاحب علم لوگو، اس عورت کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا یا بیٹی؟"۔ رشیوں نے جواب دیا، " یہ شخص لڑکے یا لڑکی کو نہیں بلکہ ایک ڈنڈے کو جنم دے گا اور وہ ڈنڈا اصل میں موت کا دیوتا یم ہوگا جو تم سب کو ختم کر دے گا"، یہ کہہ کر رشی وہاں سے چل دیئے۔ دوسرے دن عورت کے کپڑے پہنے اس شخص کو دردزہ ہوا اور اس نے ایک ڈنڈے کو جنا۔ یہ منظر دیکھ کر یادو دہشت زدہ ہو گئے اور انہوں نے اس ڈنڈے کو آٹے کی طرح پیس کر سمندر میں پھینک دیا اور خطرے کو ہمیشہ کیلئے ختم کرنے کا سوچ کر بے فکر ہو گئے۔ جس جگہ پہ انہوں نے ڈنڈے کو پیس کر پھینکا تھا وہاں کچھ عرصہ گزرنے کے بعد بہت زیادہ سرکنڈے اُگ آئے۔ رشیوں کی بد دعا کو بھول کر یادو اسی جگہ پر ایک دن شراب پی رہے تھے، کہ نشے میں چور چند نوجوانوں نے آپس میں لڑنا شروع کر دیا، وہیں پر کرت ورما بھی تھا جو جنگ میں کوروؤں کا ساتھی تھا اور ساتیکیجو پانڈووں کی طرف سے لڑا تھا۔ ساتیکی نے نشے کی حالت میں کرت ورما کو مخاطب کرتے ہوئے کہا، " کیا کوئی کھشتری سوئے ہوئے لشکریوں پر حملہ کر سکتا ہے، لیکن تم نے یہ نیچ حرکت کر کے ہمارے قبیلے کی عزت پر ایک کبھی نہ مٹنے والا داغ لگا دیا"۔ ساتیکی کے ساتھیوں نے اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کرت ورما پر آوازے کسنے شروع کر دیئے۔ جواب میں کرت ورما نے طعنہ دیا۔ " تم نے عظیم سورما بھورشروا کو اس وقت مارا جب وہ زمین پر آلتی پالتی مارے نہتا بیٹھا تھا، بزدل انسان تمہیں مجھے طعنہ دیتے شرم نہ آئی"۔ اب کرت ورما کے حمایتیوں نے تالیاں بجائیں۔ جلد ہی دونوں گروہ ایک دوسرے پر پل پڑے۔ ساتیکی نے تلوار نکالی اور کرت ورما کا گلہ کاٹ کر کہا" جو سوئے ہوئے لشکریوں پر حملہ کرے، میں اس کا یہ حال کرتا ہوں"۔ کرت ورما کے ساتھی ساتیکی پر پل پڑے، شری کرشن کے بیٹے پردھیمن نے ساتیکی کی مدد کرنا چاہی لیکن لوگوں نے ساتیکی اور پردھیمن دونوں کو قتل کر دیا سرکنڈوں کی فصل نے ایک دم سے ڈنڈوں کا روپ دھار لیا، سب ان کی طرف لپکے اور ڈنڈوں سے ایک دوسرے کو مارنا شروع کر دیا۔ رشیوں کی بد دعا اپنا کام دکھا رہی تھی۔

شری کرشن کے بھائی بلرام سے یہ سب کچھ دیکھا نہ گیا اور انہوں نے شرم کے مارے جان دینے کا فیصلہ کر لیا، وہ زمین پر یوگا کے آسن کے انداز میں بیٹھے اور اپنی یوگ مایا کی طاقت سے اپنی جان دے دی۔ یہ بلرام کا نارائن کے اوتار روپ میں خاتمہ تھا۔ تمام قبیلے کا خاتمہ اور اپنے بھائی بلرام کے دنیا چھوڑ جانے کو دیکھتے ہوئے کرشن نے سوچا کہ اب ان کے جانے کا وقت بھی آ گیا ہے۔ یہ سوچتے ہوئے وہ زمین پر لیٹے اور سو گئے۔ دور سے گزرتے ہوئے یک شکاری نے کرشن کا پاؤں دیکھا اور اسے کسی ہرن کے منہ کا شائبہ ہوا، شکاری نے تیر چھوڑا جو کرشن کے پاؤں میں سے گزرتا ہوا پورے جسم کے پار ہو گیا، شکاری نے جب پاس آ کر دیکھا تو اسے بہت دکھ ہوا، لیکن کرشن نے اسے تسلی دیتے ہوئے اپنی جان دے دی۔

کرشن کے چلے جانے کے بعد پانڈو بھائی زندگی میں اپنی دلچسپی کھو چکے تھے، انہوں نے ہستناپور، اندر پرستھ اور وجرا کا راج ابھمنیو کے بیٹے پریکشت کے حوالے کیا اور دروپدی کے ساتھ مقدس مقامات کی زیارت کرتے ہوئے ہمالیہ کی طرف نکل گئے۔ یدھشٹر سب سے آگے تھا، اس کے پیچھے بھیم، ارجن، نکُل، سہدیو اور دروپدی چل رہے تھے۔ راستے میں ایک کتا بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ ہمالیہ کو پار کرنے کے بعد وہ سُمیرُو پہاڑ پر چڑھ رہے تھے کہ دروپدی کا پاؤں پھسلا اور وہ بے جان ہو کر نیچے گر پڑی۔ بھیم نے یدھشٹر سے پوچھا، " دروپدی نے تو کبھی کوئی گناہ نہیں کیا، پھر بھی یوں گر پڑی، اس کی کیا وجہ ہے؟"۔ یدھشٹر نے جواب دیا، " یوں تو ہم سب بھائی دروپدی کے شوہر تھے لیکن وہ ارجن سے زیادہ پیار کرتی تھی، اس وجہ سے اس کا یہ حال ہوا ہے"۔ اس کے بعد سہدیو گرا، تو یدھشٹر نے بتایا کہ سہدیو کو دنیا کا سب سے زیادہ عقلمند ہونے کا گھمنڈ تھا۔ اس کے بعد نکل گرا تو یدھشٹر نے بتایا کہ نکل کو اپنی خوبصورتی پر بہت زیادہ ناز تھا۔ بعد میں ارجن گرا تو یدھشٹر نے بتایا کہ ارجن بہت شیخی باز تھا اس نے عہد کیا تھا کہ وہ اپنے سب دشمنوں کو ایک ہی دن میں ختم کر دے گا لیکن اس نے یہ عہد پورا نہی کیا۔ بھیم سب سے آخر میں گرا تو یدھشٹر نے کہا کہ تم اس لیئے گر رہے ہو کہ تمہیں اپنی طاقت کا بہت زیادہ گھمنڈ تھا، تم بہت پیٹو تھے اور تم اپنے دشمنوں سے بہت زیادہ نفرت کیا کرتے تھے۔

اب یدھشٹر اکیلا تھا، لیکن وہ کتا ابھی تک یدھشٹر کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ یکایک اندر دیو اپنے آسمانی رتھ کے ساتھ نمودار ہوئے اور یدھشٹر کو بتایا" تمہارے بھائی اور دروپدی تم سے پہلے جنت پہنچ چکے ہیں، اور تم ابھی تک اپنے زمینی جسم کے ساتھ گھسٹ رہے ہو، تم میرے رتھ پر سوار ہو جاؤ کیونکہ ب میں تمہیں لینے آیا ہوں"۔ جونہی یدھشٹر رتھ میں بیٹھنے لگا تو کتا بھی ایکدم سے رتھ میں سوار ہو گیا۔ " کتے کیلئے جنت میں کوئی جگہ نہیں ہے، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ کتا پالنے والا بھی جنت میں نہیں جا سکتا" کہتے ہوئے اندر دیو نے کتے کو باہر نکال دیا۔ یدھشٹر اٹھ کھڑا ہوا، " یہ کتا سارے راستے میرے ساتھ رہا ہے چاہے کچھ بھی ہو میں اسے نہیں چھوڑ سکتا۔ اس وفادار کتے کا ساتھ چھوڑنے کی بجائے میں جنت کے عیش و آرام کو چھوڑتا ہوں"۔ جونہی یدھشٹر نے یہ الفاظ ادا کیئے تو کتا ایکدم سے غائب ہو گیا اور وہاں موت اور انصاف کا دیوتا یم کھڑا ہوا تھا۔ یم نے یدھشٹر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا، : میں کتا نہیں بلکہ یم ہوں، تم نے اپنا آخری امتحان بھی سرخرو رہے ہو،

اب میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ رتھ میں بیٹھو"۔

یدھشٹر جونہی جنت پہنچا تو سامنے ایک شاندار تخت پر دریودھن بیٹھا ہوا تھا اور بہت ساری دیویاں اور دیوتا اسے کے گرد جھرمٹ ڈالے ہوئے تھے۔ یدھشٹر کو اپنے بھائی اور دروپدی کہیں نظر نہ آئے تو حیران ہو کر کہا، " یہاں یہ لالچی دریودھن موجود ہے جس نے ہم سے بہت زیادہ زیادتیاں کیں، میں اس کی شکل دیکھنے کیلئے بھی تیار نہیں ہوں، میرے بھائی کہاں چلے گئے، میں اپنے بھائیوں کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ دیورشی نارد آگے بڑھے اور مسکراتے ہوئے کہا، "راجکمار، تم غلط کام کر رہے ہو، یہ جنت ہے زمین جیسی سوچیں اور دشمنی کی یہاں کوئی جگہ نہیں ہے۔ دریودھن کے خلاف اس طرح مت بولو، اس نے اپنے کھشتریہ دھرم کی پیروی کرتے ہوئے یہ مقام پایا ہے۔ یہاں کے اصولوں کی پابندی کرتے ہوئے مہاراج دریودھن کے ساتھ رہنا سیکھو۔ تم زمینی جسم کے ساتھ جنت میں آئے ہو اسی لیئے تمہارے اندر زمینی سوچیں پیدا ہو رہی ہیں، ان سے چھٹکارا حاصل کرو۔

یدھشٹر نے کہا، " مہارشی، دریودھن ایک بدکار انسان تھا، اس نے لوگوں کو نفرت اور دشمنی کا درس دیا جس سے بہت سے لوگوں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑے، اگر وہ اس جنت میں ہے تو پھر اچھے لوگوں کی جنت کہاں ہے جہاں دروپدی اور میرے نیک اور بہادر بھائی ہیں۔ مجھے ویرات، دھرپد، دھرشٹ دھمن، شکھنڈی اور پانچال کا راجکمار نظر نہیں آرہے۔ یہاں ابھمنیو بھی نہیں ہے اور نہ ہی وہ سب سورما جنہوں نے جنگ کی آگ میں اپنے جسموں کو یوں پھینکا جیسے آگ پر گھی کو پھینکا جاتا ہے۔ مجھے ان میں سے کوئی بھی نظر نہیں آرہا، میں ان کے درمیان رہنا چاہتا ہوں۔ میرے بھائی بھیم، ارجن، نکل اور سہدیو بھی یہاں نہیں ہیں۔ میں نے غلطی سے اپنے بڑے بھائی کرن کو مروایا، اس کی موت کا سوچ کا میں آج بھی اداس ہو جاتا ہوں۔ مجھے جنگ کے آخر میں ماں نے کہا تھا کہ کرن کے نام کی قربانی کروں۔ میں ان سب لوگوں کے پاس جانا چاہتا ہوں، میں ایسی جنت کا کیا کروں جس میں میرے بھائی نہیں ہیں۔۔ دیورشی نے اسے کہا، "اگر تمہارے لیئے اپنے بھائیوں کے ساتھ رہنا اس قدر اہم ہے تو پھر تم اس جگہ کو چھوڑ کر اپنے بھائیوں کے پاس چلے جاؤ" دیورشی نے وہیں موجود کسی کو حکم دیا کہ وہ یدھشٹر کو اس کے بھائیوں کے پاس چھوڑ آئے۔

وہ شخص آگے اور یدھشٹر اس کے پیچھے چلنے لگا، جلد ہی اندھیرا چھا گیا۔ ان دونوں کا گزر ایک ایسے علاقے سے ہوا جہاں عجیب قسم کے اداس ماحول میں بدہیئت اور ڈراونی دھندلی دھندلی قسم کی چیزیں نظر آرہی تھیں۔ زمیں پر خون کی وجہ سے پھسلن تھی۔ ارد گرد انسانی ہڈیاں اور بال بکھرے ہوئے تھے جن کے ارد گرد کیڑے مکوڑے منڈلا رہے تھے۔ یدھشٹر اس ماحول کو دیکھ کر بہت ڈر گیا اور اپنے راہنما سے پوچھا کہ ابھی اور کتنا آگے جانا ہے"۔ راہنما نے کہا، " اگر تم چاہتے ہو تو ہم واپس جا سکتے ہیں"۔ وہاں کے تعفن بھری فضا بھری فضا اور ڈراونے ماحول کی وجہ سے یدھشٹر کے دل میں خیال آیا کہ وہ واپس چلا جائے، لیکن اسی وقت چاروں طرف سے شناسا سی آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔" " یدھشٹر، مت جاؤ، کم از کم تھوڑی دیر تو ٹھہر جاؤ، تمہارے آنے کی وجہ سے یہاں ٹھنڈی اور میٹھی ہوا کا ایک ایسا جھونکا آیا ہے جس نے وقتی طور پر ہماری تکلیف کم کر دی ہے۔ ہمیں چھوڑ کر مت جاؤ، تمہاری وجہ سے ہمیں دکھوں سے وقتی نجات مل گئی ہے۔"۔

یدھشٹر نے پوچھا، " تم کن بد قسمت لوگوں کی روح ہو، تم نے دنیا میں کونسے گناہ کیئے ہیں جو یوں اذیت سے گزر رہی ہو"۔ ایک آواز آئی " میں کرن ہوں"۔

دوسری آواز آئی" میں بھیم ہوں" تیسری نے خود کو ارجن بتایا، کسی نے خود کو نکُل اور کسی نے خود کو سہدیو بتایا۔ ایک زنانہ آواز خود کو دروپدی کہہ رہی تھی۔

دریودھن زور سے چیخا، " ان بیچاروں نے کونسا ایسا گناہ کیا ہے جو یہ دوزخ میں عذاب بھگت رہے ہیں جب کہ دریودھن جنت میں ہے؟"۔ یدھشٹر نے دیوتاؤں کا برا بھلا کہنا شروع کر دیا، اور پھر اپنے راہنما کو مخاطب کر کے کہا، " جاؤ، دیوتاؤں سے کہہ دو، میرے بھائیوں اور ساتھیوں نے کوئی گناہ نہیں کیا، انہوں نے صرف مجھ سے وفاداری نبھائی ہے جس کی وجہ سے یہ دوزخ کے حقدار ٹھہرے میں مجھے تمہاری جنت کی ضرورت نہیں ہے، میں یہاں اپنے بھائیوں کے ساتھ جہنم میں رہنا چاہوں گا"۔ جونہی راہنما وہاں سے ہلا، ایکدم سے اندھیرا چھٹ گیا، ہوا میں بدبو کی بجائے عجیب سی خوشبو پھیل گئی۔ وہ تمام روتی ہوئی روحیں اور ان کی درد بھری آوازیں غائب ہو گئیں۔ یدھشٹر کے سامنے اندر دیو اور یم کھڑے تھے۔ " دنیا کے سمجھدار ترین انسان، یہ تمہاری تیسری آزمائش تھی جس میں تم پورے اترے۔ تم نے جو دیکھا وہ مایا جال تھا جو صرف تمہیں آزمانے کیلئے بچھایا گیا تھا۔ چند لمحوں بعد یدھشٹر جنت میں اپنے بھائیوں اور ساتھیوں کے ساتھ کھڑا تھا۔